کیا رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کی مٹی عرش، کعبہ اور کرسی سے افضل ہے؟

انجنیئر علی مرزا صاحب کا مفتی طارق مسعود دامت برکاتہم اور علماء دیوبند پر لگائے گئے الزام کا علمی و تحقیقی رد

تحقیق و تخریج

نعمان اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا رسول اللہ ﷺ کی قبر کی مٹی عرش، کعبہ اور کرسی سے افضل ہے؟

انجنیئر علی مرزا صاحب کا مفتی طارق مسعود دامت برکاتہم اور علماءِ دیوبند پر لگائے گئے الزام کا علمی و تحقیقی رد

انجنیئر علی مرزا صاحب نے المہند علی المفند کے ایک مسئلے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ دیوبندی مسلک کا یہ عقیدہ ہے کہ: "وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مَس کیے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے"۔ (عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین: صفحہ ۲۱۹)

اس تحریر کی ابتداء میں انجنیئر علی مرزا صاحب کے اس کھوکھلے نعرے کو بے نقاب کرتے ہوئے کرنا چاہوں گا جس سے موصوف لاعلم مسلمانوں کو بیوقوف بنا کر اپنی چُورن پھکی کی دکان چمکانے میں مصروف ہیں وہ یہ کہ "نہ میں بابی، نہ میں وہابی، میں ہوں مسلم علمی کتابی"۔

قارئین کرام ذرا غور فرمائیں کہ انجنیئر صاحب کے اس نعرے میں اگر ذرا بھی صداقت ہوتی اور موصوف حقیقتاً علمی کتابی ہوتے تو "المہند علی المفند" میں درج اس مسئلے کو بنیاد بنا کر مفتی طارق مسعود صاحب دامت برکاتہم اور علماءِ دیوبند پر الزام لگانے کی ہرگز جرئت نہ کرتے، لیکن چونکہ موصوف کا علماءِ دین اور کتابوں سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں رہا، لہٰذا محترم کو اس بات کی خبر ہی نہ ہوئی کہ یہ مسئلہ آج سے تقریباً ۱۳۰۰ سال قبل امام مالکؒ نے مدینہ کی افضلیت کے بیان میں فرمایا تھا اور اس کے بعد تمام مکاتب فکر کے بڑے بڑے ائمہ محدثین و مفسرین نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کرتے ہوئے اس کی تائید فرمائی، جن میں بڑی تعداد مالکی، شافعی اور حنبلی ائمہ دین کی ہے، اور چوتھی صدی ہجری کے آغاز سے لے کر آج تک کے بڑے بڑے ائمہ محدثین و مفسرین نے اس مسئلے پر امت مسلمہ کا اجماع بھی نقل کیا ہے جس کی مکمل تفصیل میں قارئین کے سامنے آگے پیش کرونگا۔

انجنیئر صاحب عوام کو بیوقوف بنانے کے لیے ایک اور نعرہ یہ بھی لگاتے ہیں کہ "ہم تو حق بات بیان کرتے ہیں اور لوگوں تک حق بات پہنچاتے ہیں"۔ انجنیئر صاحب کا علماءِ دیوبند پر لگائے گئے الزام سے ان کا یہ جھوٹ بھی واضح ہو گیا کہ موصوف حق بات بیان کرنے والے نہیں ہیں کیونکہ اگر یہ واقعی حق بات بیان کرنے والے ہوتے تو علماءِ دیوبند پر کیچڑ اچھالنے سے پہلے "المہند علی المفند" میں درج مسئلے کی مکمل تحقیق کرتے، لیکن انجنیئر صاحب علماءِ دیوبند سے بغض و عداوت اور تعصب کے نشے میں اتنے مدہوش ہو چکے ہیں کہ انہیں اس بات کی خبر ہی نہ ہوئی کہ چوتھی صدی ہجری سے لے کر آج تک گزرے تمام ائمہ محدثین و مفسرین نے اس مسئلے کو اپنی کتابوں میں رقم کیا ہے اور اس پر امت کا اجماع بھی نقل کیا ہے لہٰذا اگر انجنیئر صاحب کو یہ مسئلہ اتنا ہی

غلط اور بد عقیدہ لگا تھا تو پہلے ان تمام محدثین و مفسرین پر اعتراض کرتے جنہوں نے اس مسئلے کو سب سے پہلے بیان کیا اور ان کے بعد آنے والوں نے ان کی تائید فرمائی، صرف علماءِ دیوبند کو ہی نشانہ نہ بناتے۔

انجنیئر صاحب کہتے ہیں: "اس عقیدے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کی تنقیص کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فوقیت دی گئی ہے۔ عبد کو معبود سے، مخلوق کو خالق سے بڑھا کر پیش کیا گیا ہے"۔

الجواب: انجنیئر علی مرزا صاحب کا اعتراض جناب کی کم علمی و کم عقلی کی دلیل ہے۔ سب سے پہلے تو میں انجنیئر صاحب اور ان کے حواریوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس بات کی واضح نشاندہی کریں کہ "المھند علی المفند" کے اس مسئلے "وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مَس کیئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے" کے کس لفظ میں اللہ تعالیٰ کی "کبریائی کی تنقیص" اور "عبد" یعنی حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو "معبود" یعنی اللہ تعالیٰ سے بڑھا کر پیش کیا گیا ہے؟ قیاس ہرگز نہ کریں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ بطور عقیدہ "المھند علی المفند" میں نقل نہیں ہوا ہے بلکہ یہ پہلے اور دوسرے سوال کی توضیح کرتے ہوئے لکھا گیا ہے تاکہ "حسام الحرمین" میں جو علماءِ دیوبند پر جھوٹا الزام لگایا گیا تھا کہ "علماءِ دیوبند گستاخ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں"، اس الزام کا بھرپور طریقے سے رد کیا جاسکے۔ دوسری بات یہ کہ "المھند علی المفند" میں جہاں عقیدہ کو نقل کیا گیا ہے وہاں یوں لکھا ہے کہ "ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے" لہٰذا اسے علماءِ دیوبند کا عقیدہ سمجھنا اور کہنا ہی غلط ہے کیونکہ اس مسئلے کا عقیدہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

تیسری بات یہ یاد رکھیں کہ "المھند علی المفند" میں صرف عقائد ہی درج نہیں ہیں بلکہ اس میں عقائد و مسائل دونوں ہی درج ہیں اس لئے اسے صرف عقائد کی کتاب کہنا اس کے مصنف کی اپنی توضیح کے خلاف ہے۔ بعد کے کسی عالم کے کہنے سے "المھند علی المفند" عقائد کی کتاب یا اس میں درج مسائل عقائد کا درجہ اختیار نہیں کرسکتے کیونکہ یہ صاحبِ المھند فضیلۃ الشیخ، عمدۃ المحدثین، امام الموحدین علامہ محمد خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی توضیح کے خلاف ہے۔ علماءِ دیوبند کی اگر عقائد پر کوئی کتاب ہے تو وہ "عقیدۃ الطحاویۃ" ہے۔

پھر بھی اگر کوئی اس بات پر بضد ہے کہ اس مسئلے کا تعلق عقیدہ سے ہے تو ہم کہنے پر حق بجانب ہونگے کہ یہ عقیدہ صرف علمائے دیوبند کا ہی نہیں بلکہ ان سے پہلے کے جلیل القدر محدثین و مفسرین میں سے ابن عبد البر المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۴۶۳ھ)، امام ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۵۱۳ھ)، قاضی عیاض المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۵۴۴ھ)، امام ابن عساکر الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۵۷۱ھ)، الإمام النووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۶۷۶ھ)، امام بالقرافی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۶۸۴ھ)، شیخ تاج الدین الفاکھی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۷۳۴ھ)، امام الفاسی المالکی الشھیر بابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۷۳۷ھ)، امام ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۷۵۱ھ)، امام تقی

الدین السبکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۷۵۶ھ)، امام بدرالدین الزرکشی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۷۹۴ھ)، امام زین الدین اَبو بکر العثمانی المراغی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۸۱۶ھ)، اِمام الکاملیۃ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۸۷۴ھ)، شیخ محمد البرنسی الفاسی بزروق المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۸۹۹ھ)، امام شمس الدین سخاوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۰۲ھ)، امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۱۱ھ)، امام السمھودی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۱۱ھ)، امام اَبی بکر بن عبد الملک القسطلانی المصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۲۳ھ)، امام شمس الدین الشامی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۴۲ھ)، اِمام الحطاب الرُّعینی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۵۴ھ)، علامہ ابن حجر ہیتمی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۷۳ھ)، قطب الدین النہروانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۸۸ھ)، شیخ شمس الدین الرملی المصری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۰۰۴ھ)، ملاعلی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۱۴ھ)، امام زین العابدین الحدادی المناوی القاھری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۳۱ھ)، نور الدین حلبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۴۳ھ)، امام منصور بن ادریس بہوتی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۵۱ھ)، امام عبد الرحمٰن بن سلیمان اَفندی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۷۸ھ)، علامہ حصکفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۸۸ھ)، امام عبد اللہ الخرشی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۱۰۱ھ)، امام محمد المھدی الفاسی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۱۰۹ھ)، امام محمد الزرقانی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۱۲۲ھ)، الاِمام النفراوی الاَزھری المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۱۲۶ھ)، شیخ سلیمان البجیرمی المصری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۲۲۱ھ)، امام سیوطی الرحیبانی الدمشقی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۲۴۳ھ)، غیر مقلد عالم امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۲۵۰ھ)، شیخ عمر بن عبد العزیز ابن عابدین الشامی الدمشقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۲۵۲ھ)، امام آلوسی البغدادی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۲۷۰ھ)، شیخ محمد بن احمد علیش مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۲۹۹ھ)، مشہور غیر مقلد عالم مترجم صحاح ستہ علامہ وحید الزمان صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۳۳۸ھ)، سعودی عرب کے معروف مفتی جناب الشیخ عبد الکریم بن عبد اللہ الخضیر رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش:۱۳۷۴ھ) اوراستادالحرمین علوی بن عباس المالکی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے سید محمد علوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۴۲۵ھ) وغیر سمیت اہلسنت والجماعت کا اتفاقی عقیدہ رہاہے۔لہٰذا اگر یہ واقعی ایساغلط عقیدہ ہے تو پھر اس کی نسبت علماءِ دیوبند سے پہلے ان ائمہ کی جانب کرنی چاہیئے تھی جنہوں نے اس عقیدہ کو اپنی کتابوں میں لکھتے ہوئے اس کا صحیح ہونا تسلیم کیا اور ساتھ میں اس پر مسلمانوں کا اجماع بھی نقل کیا۔

مندرجہ بالا مسئلہ غالباً اسلام کے ان عقائد میں سے ہے جن میں ہر دو جانب دلائل نقلیہ موجود نہیں۔یعنی جس طرح کسی صریح دلیل قطعی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے مس زمین کا حصہ عرش، کعبہ و کرسی سے افضل ہے، اسی طرح یہ بھی کسی صریح دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ پاک کا عرش، کعبہ و کرسی زمین کے اس حصے سے افضل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے مس ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ امام الانبیاء وخاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ربِّ کائنات کے بعد سب سے افضل ہے لہٰذا زمین کا وہ حصہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے مس ہے وہ بھی افضل ہوا۔اس کے برعکس نہ تو عرش اللہ تبارک وتعالیٰ سے مس ہے

اور نہ ہی کرسی و کعبہ۔ بلکہ یہ عقیدہ رکھنا کہ عرش اللہ پاک کے جسم سے مس ہے اور اللہ پاک اس پر اس طرح بیٹھے ہیں جس طرح ہم بیٹھتے ہیں یا اللہ کا ایسا کوئی جسم ہے، ہر مسلمان کے نزدیک غلط اور گمراہیت ہے۔ دوسری اہم بات یہ کہ قرآن کی کسی آیت سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ کعبہ یا عرش و کرسی ہر چیز سے افضل ہے؟

”أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو إِسْمَاعِيلُ بْنُ نُجَيْدٍ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَوَارٍ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا شِبْلُ بْنُ عَبَّادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: "مَرْحَبًا بِكِ مِنْ بَيْتٍ مَا أَعْظَمَكِ، وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَلَلْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ"“۔ ”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی حرمت و عظمت تجھ سے زیادہ ہے“۔ (شعب الإيمان للبيهقي: ج۵، ص۴۶۵، رقم الحدیث ۳۷۲۵)


الجامع لشعب الإيمان
تأليف
الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي
٣٨٤هـ - ٤٥٨هـ
الجزء الخامس
حققه وراجع نصوصه وخرج أحاديثه
الدكتور عبد العلي عبد الحميد حامد
مكتبة الرشد
ناشرون

الجامع لشعب الإيمان ٤٦٥

حبيب، عن عمر قال قال عمر رضي الله عنه: يا أهل مكة: اتقوا الله في حرمكم هذا. أتدرون من كان ساكن حرمكم هذا من قبلكم؟ كان فيه بنو فلان فأحلواحرمته، فهلكوا؛ وبنو فلان فأحلوا حرمته، فهلكوا؛ حتى عد ما شاء الله. ثم قال: والله لأن أعمل عشر خطايا بغيره أحب إلي من أن أعمل واحدة بمكة.

[٣٧٢٤] أخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ، أخبرنا أبوجعفر محمد بن علي الشيباني، حدثنا أحمد بن حازم بن أبي غرزة، حدثنا أبونعيم، حدثنا زهير، عن عبدالله بن عثمان ابن خثيم، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، قال قال رسول الله ﷺ لمكة: «ما أطيبَكِ من بلدةٍ، وأحبَّكِ إليّ! ولولا أنَّ قومي أخرجوني (منكِ) ما سكنتُ غيركِ».

[٣٧٢٥] أخبرنا أبونصر بن قتادة، حدثنا أبوعمرو إسماعيل بن نجيد السلمي، حدثنا جعفر بن محمد بن سوار، حدثنا الحسين بن منصور، حدثنا حفص بن عبدالرحمن، حدثنا شبل بن عباد، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد، عن ابن عباس قال: لما نظر رسول الله ﷺ إلى الكعبة فقال: «مرحبًا بكِ من بيتٍ! ما أعظَمَكِ وأعظَمَ حُرمَتَكِ! وَلَلْمُؤمنُ أعظمُ عند الله حُرمةً منكِ».

[٣٧٢٤] إسناده: رجاله ثقات.
والحديث أخرجه الحاكم في «المستدرك» (١/٤٨٦) عن أبي جعفر، بهذا الإسناد، وصححه وأقره الذهبي.
وأخرجه الترمذي في المناقب (٥/٧٢٣ رقم٣٩٢٦) وابن حبان في «صحيحه» (٩/٦ رقم٣٧٠١ - الإحسان) والطبراني في «الكبير» (١٠/٣٢٥ رقم١٠٦٢٤، ١٠/٣٢٩ رقم١٠٦٣٣) من طريق الفضيل بن سليمان، عن عبدالله بن عثمان بن خثيم به.
وانظر «صحيح الجامع الصغير وزياداته» (رقم٥٤١٢).
[٣٧٢٥] إسناده: رجاله ثقات.
وأخرج الطبراني في «الكبير» (١١/٣٧ رقم١٠٩٦٦) من طريق طاوس عن ابن عباس مثله. وقال الهيثمي في «المجمع» (٣/٢٩٢) فيه الحسن بن أبي جعفر وهو ضعيف. قد وثق. وفيه ليث بن أبي سليم أيضًا وهو ضعيف.
وله شاهد من حديث عبدالله بن عمرو أخرجه ابن ماجه في الفتن (٢/١٢٩٧ رقم٣٩٣٢)

”حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ أَبِي ضَمْرَةَ، نَصْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَيْسٍ النَّصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُولُ "مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ

وَدَمِهِ وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلاَّ خَيْرًا"“۔ ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: "(اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے"“۔ (سنن ابن ماجہ: کتاب الفتن، باب حُرۡمَةِ دَمِ الۡمُؤمِنِ وَمَالِهِ، ج۵، رقم الحدیث ۳۹۳۱)


٣٦ - أبواب الفتن — مومن کی جان و مال کی حرمت کا بیان

ہے کہ اسے قتل کرنا، زخمی کرنا، اس کا مال چھیننا اور دھوکے سے اس کا مال لے لینا بہت بڑے جرم ہیں۔

٣٩٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ أَبِي ضَمْرَةَ، نَصْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَيْسٍ النَّصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُولُ: «مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ. مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا».

٣٩٣٢- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ شریف کا طواف کرتے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: "تو کتنا پاکیزہ ہے! اور تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے! تو کس قدر عظیم ہے! تیرا احترام کتنا عظیم ہے! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اللہ کے ہاں مومن کی حرمت تیری حرمت سے بڑھ کر ہے یعنی اس کے مال اور جان کی حرمت اور یہ کہ اس کے بارے میں بدگمانی کرنا بھی حرام ہے۔"

261

٣٩٣٣- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ وَيُونُسُ بْنُ يَحْيَى جَمِيعًا عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ».

٣٩٣٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر مسلمان دوسرے کے لیے قابل احترام ہے یعنی اس کی جان، اس کا مال اور اس کی آبرو۔"

فائدہ: کسی کو ذلیل کرنا، اس کی غیبت کرنا، اس پر کسی قسم کا جھوٹا الزام لگانا اور اس کی غلطیوں کی تشہیر کرنا سب کبیرہ گناہ ہیں۔

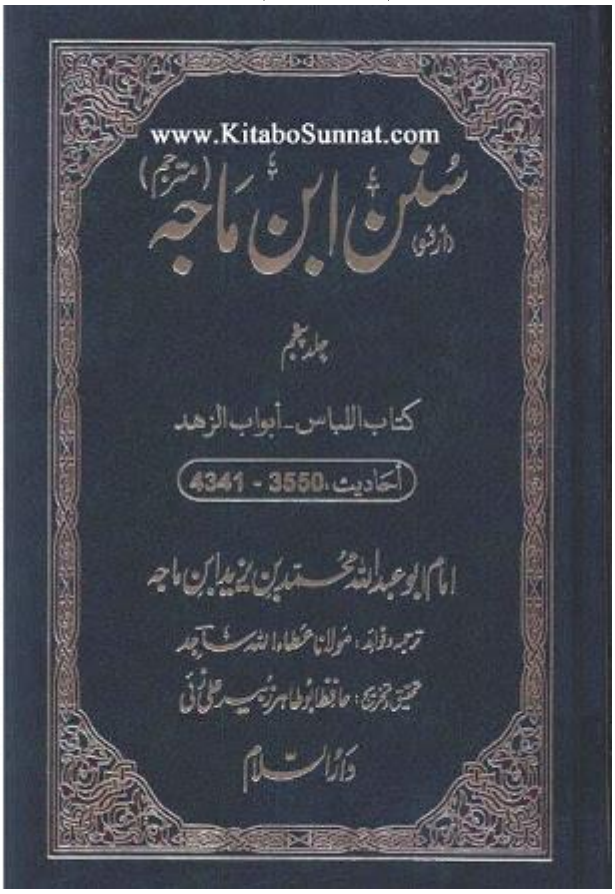
٣٩٣٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

٣٩٣٤- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٩٣٢- [إسناده ضعيف] وأشار البوصيري والمنذري إلى ضعفه ...

٣٩٣٣- أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله ...

٣٩٣٤- [إسناده حسن] ...



”حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ، وَالْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالاَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ أَوْفَى بْنِ دَلْهَمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْمِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ مَنْ قَدْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ لاَ تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلاَ تُعَيِّرُوهُمْ وَلاَ تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ" قَالَ وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللَّهِ مِنْكِ۔ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ۔ وَرَوَى إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّمَرْقَنْدِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ نَحْوَهُ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوُ هَذَا“۔ ”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے، بلند آواز سے پکارا اور فرمایا: "اے اسلام لانے والے زبانی لوگوں کی

جماعت ان کے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا ہے! مسلمانوں کو تکلیف مت دو، ان کو عار مت دلاؤ اور ان کے عیب نہ تلاش کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈ تا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا عیب ڈھونڈ تا ہے، اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب ڈھونڈ تا ہے، اسے رسوا و ذلیل کر دیتا ہے، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو"۔ (راوی نافع) کہتے ہیں: "ایک دن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھ کر کہا: کعبہ! تم کتنی عظمت والے ہو! اور تمہاری حرمت کتنی عظیم ہے، لیکن اللہ کی نظر میں مومن (کامل) کی حرمت تجھ سے زیادہ عظیم ہے"۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف حسین بن واقد کی روایت سے جانتے ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم سمرقندی نے بھی حسین بن واقد سے اسی جیسی حدیث روایت کی ہے۔ ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی جیسی حدیث مروی ہے"۔(سنن الترمذی: کتاب البر والصلة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَاجَاءَفِي تَعَظِيمِ الْمُؤمِنِ، ج۳، ص۵۵۵-۵۵۴، رقم الحدیث ۲۰۳۲)

رَسولُ اللهِ ﷺ طعاماً قطّ، كَانَ إذا اشْتَهاهُ أكَلهُ وَإلاّ تَرَكَهُ[١] .

هذا حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ .

وأبو حَازِمٍ هو: الأشْجَعِيُّ الْكُوفِيُّ، وَاسْمهُ: سَلمانُ مَوْلى عَزّةَ الأشْجَعِيّةِ .

(٨٥) (85) باب ما جاء في تَعْظِيمِ المُؤْمنِ

٢٠٣٢- حَدّثَنَا يحيى بن أكْثمَ وَالجارُودُ بن مُعاذٍ، قَالا: حَدّثَنَا الفَضْلُ بن موسى، قَال: حَدّثَنَا الْحُسَيْنُ بن وَاقِدٍ، عن أوْفَى بن دَلْهمٍ، عن نَافعٍ، عن ابن عُمرَ، قال: صَعدَ رَسولُ الله ﷺ المِنْبرَ فَنادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ، فقال: «يَا مَعْشرَ من أسْلمَ بِلِسانِهِ ولم يُفْضِ الإيمَانُ إلى قَلْبِهِ، لاَ تُؤْذُوا المُسْلِمينَ وَلا تُعَيّرُوهُمْ وَلا تَتّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإنّهُ من تَتَبّعَ عَوْرَةَ أخيهِ المُسْلمِ تَتَبّعَ اللهُ عَوْرتَهُ، ومن تَتَبّعَ اللهُ عَوْرتَهُ يَفْضحْهُ وَلو في جَوْفِ رَحْلِهِ». قال: وَنَظرَ ابن عُمرَ يَوْماً إلى الْبَيْتِ أوْ إلى الكَعْبةِ، فقال: مَا

(١) أخرجه علي بن الجعد (٣٥٦٣)، وأحمد ٢/ ٤٧٤ و٤٧٩ و٤٨١، وفي الزهد، له (١١)، والبخاري ٤/ ٢٣٠ و٧/ ٩٦، ومسلم ٦/ ١٣٣ و١٣٤، وأبو داود (٣٧٦٣)، وابن ماجة (٣٢٥٩)، وأبو يعلى (٣٠٣١)، وابن حبان (٦٤٣٦) و(٦٤٣٧)، وأبو الشيخ في أخلاق النبي ﷺ ١٨٩ و١٩٠ و١٩١، والبيهقي ٧/ ٢٩٧، وفي دلائل النبوة، له ١/ ٣٢١، والبغوي (٢٨٤٣). وانظر تحفة الأشراف ١٠/ ٨٢ حديث (١٣٤٠٣)، والمسند الجامع ١٧/ ٣٨٩-٣٩٠ حديث (١٣٨١٢)، وصحيح الترمذي للعلامة الألباني (١٦٥٤).

وأخرجه أحمد ٢/ ٤٢٧ و٤٩٥، ومسلم ٦/ ١٣٣، وابن ماجة (٣٢٥٩م) من طريق أبي يحيى، عن أبي هريرة. وانظر تحفة الأشراف ١١/ ٩٤ حديث (١٥٤٦٥)، والمسند الجامع ١٧/ ٣٩٠ حديث (١٣٨١٣).

٥٥٤

أعْظَمكِ وَأعْظمَ حُرْمَتكِ وَالمُؤْمنُ أعْظمُ حُرْمةً عِنْدَ اللهِ مِنْكِ[١] .

هذا حديثٌ حَسَنٌ غريبٌ لاَ نَعْرِفهُ إلاّ من حديثِ الْحُسينِ بن وَاقدٍ. وَرَوَى إسحاقُ بن إبراهيمَ السّمَرقَنْدِيُّ، عن حُسَيْنِ بن وَاقدٍ نَحوهُ، وَرُوِيَ عن أبي بَرْزَةَ الأسْلَمِيِّ، عن النبيِّ ﷺ نَحوُ هذا[٢] .

(٨٦) (86) باب ما جاء في التَّجَارِبِ

٢٠٣٣- حَدّثَنَا قُتيبةُ، قَال: حَدّثَنَا عَبداللهِ بن وَهْبٍ، عن عَمْرِو بن الحارثِ، عن دَرّاجٍ، عن أبي الْهَيْثمِ، عن أبي سَعيدٍ، قال: قال رَسولُ اللهِ ﷺ: «لاَ حَلِيمَ إلاّ ذُو عَثْرةٍ، وَلا حَكِيمَ إلاّ ذُو تَجْرِبَةٍ»[٣] .

هذا حديثٌ حَسَنٌ غريبٌ لاَ نَعْرِفهُ إلاّ من هذا الْوَجْهِ[٤] .

(١) أخرجه ابن حبان (٥٧٦٣)، والبغوي (٣٥٢٦). وانظر تحفة الأشراف ٦/ ٦٠ حديث (٧٥٠٩)، وتهذيب الكمال ٣/ ٣٩٦، والمسند الجامع ١٠/ ٦٥٩-٦٦٠ حديث (٨٠٣٤).

(٢) حديث أبي برزة الأسلمي أخرجه أحمد ٤/ ٤٢٠، وأبو داود (٤٨٨٠)، والبيهقي ١٠/ ٢٤٧. وانظر المسند الجامع ١٥/ ٤٨٩ حديث (١١٨٤٩).

(٣) أخرجه أحمد ٣/ ٨ و٦٩، وابن حبان (١٩٣)، وابن عدي في الكامل ٣/ ١٢٥٦ و٤/ ١٥٢١، والحاكم ٤/ ٢٩٣، وأبو نعيم في الحلية ٨/ ٣٢٤، والخطيب في تاريخه ٥/ ٣٠١، والقضاعي في مسند الشهاب (٨٣٤) و(٨٣٥). وانظر تحفة الأشراف ٣/ ٣٥٩ حديث (٤٠٥٥)، وتهذيب الكمال ٥/ ٥٥١، والمسند الجامع ٦/ ٤١١-٤١٢ حديث (٤٥٤٢)، وضعيف الترمذي للعلامة الألباني (٣٤٩).

(٤) إسناده ضعيف، دراج هو ابن سمعان أبو السمح، وهو ضعيف عندنا، ويزداد ضعفه في روايته عن أبي الهيثم كما حررناه في «تحرير أحكام التقريب». وخالفه عبيدالله بن زحر فرواه عن أبي الهيثم عن أبي سعيد الخدري موقوفاً عند البخاري في الأدب المفرد (٥٦٥)، وابن زحر هذا وإن كان فيه كلام إلا أنه خير من درّاج، فروايته أصح.

٥٥٥

مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات سورج کی روشنی کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک مومن مسلمان کی حرمت خانہ کعبہ کی حرمت سے زیادہ ہے۔ جب ایک عام مومن مسلمان کی حرمت خانہ کعبہ سے زیادہ ہے تو پھر سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مبارکہ جو کہ اس کائنات میں سب سے افضل ترین ذات ہے، آپ ﷺ کے جسدِ اطہر سے مس مٹی خانہ کعبہ سے زیادہ افضل کیسے نہ ہوئی؟

’’عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ وَرَازٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: «يُدْفَنُ كُلُّ إِنْسَانٍ فِي التُّرْبَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا«‘‘۔ ’’عبد الرزاق ابن جریج سے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمر بن عطاء بن وراز نے، ان سے عکرمہ ابن عباس کے غلام نے کہ انہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرماتے سنا: دفن کیا جاتا ہے ہر انسان اسی مٹی میں جس سے وہ پیدا کیا گیا‘‘۔(مصنف عبد الرزاق: باب یدفن فی التربۃ التی منھا خلق، ج۳، ص۵۱۵، رقم الحدیث ۶۵۳۱)

٥١٥

٦٥٢٧ – عبد الرزاق عن معمر عن الحسن وقتادة أنهما كانا ينصرفان ولا ينتظران إذنهم[١] .

٦٥٢٨ – عبد الرزاق عن ابن جريج وغيره عن يزيد بن عبد الله ابن الهاد أنه رأى القاسم بن محمد، وعروة ابن الزبير وهما يتبعان جنازة فسمعا النداء قبل أن يُفرغ، فقاما حين سمعا النداء، قبل أن يفرغا منها[٢] .

٦٥٢٩ – عبد الرزاق عن ابن جريج قال : حُدثت أن عمر بن عبد العزيز[٣] خرج مع جنازة فلما وضعت في القبر انصرف ولم يستأذن.

٦٥٣٠ – عبد الرزاق عن الثوري وغيره عن الصلت بن بهرام عن الحارث بن وهب[٤] قال : قال النبي ﷺ : لا تزال أُمتي على مُسكة من دينها ما لم يكلوا الناس الجنائز إلى أهلها .

باب يدفن في التربة التي منها خلق

٦٥٣١ – عبد الرزاق عن ابن جريج قال : أخبرني عمر بن عطاء ابن وَراز[٥] [عن] عكرمة مولى ابن عباس أنه قال : يدفن كل إنسان

= إذا صليتم على الجنازة فقد قضيتم ما عليكم فخلوا بينها وبين أهلها ٤ : ١٢٠ . رواه المصنف فيما يلي عن الثوري .

(١) أخرجه « ش » عن الحسن من وجهين ٤ : ١٢٠ .

(٢) في ص فسمع . ويفرع هنا وفيما يأتي ، وكذا في ز يُفرغ .

(٣) كذا في ز وفي ص جريج وهو تحريف .

(٤) ذكره ابن أبي حاتم وقال : روى عن الصنابحي وعن أبي عبد الرحمن السلمي عن النبي ﷺ مرسلاً .

٣٩ – مِن منشورات المجلس العلمي

المصنف

للحافظ الكبير أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني

وُلد سنة ١٢٦ هـ . وتوفي سنة ٢١١ هـ . رحمه الله تعالى

ومعه

"كتاب الجامع" للإمام معمر بن راشد الأزدي

رواية الإمام عبد الرزاق الصنعاني

الجزء الثالث

من الحديث ٤٠٦٧ إلى الحديث ٦٧٩١

عني بتحقيق نصوصه ، وتخريج أحاديثه والتعليق عليه

الشيخ المحدث

حبيب الرحمن الأعظمي

توزيع

المكتب الإسلامي

جہانگیری مصنف عبد الرزّاق (جلد دوم) ﴿۷۶۹﴾ کِتَابُ الْجَنَائِزِ

6529 - اقوالِ تابعین: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حُدِّثْتُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ فَلَمَّا وُضِعَتْ فِي الْقَبْرِ انْصَرَفَ وَلَمْ يَسْتَاْذِنْ

* * ابن جریج بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے بارے میں مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ وہ ایک جنازہ کے ساتھ گئے' جب جنازہ کو قبر میں اتار لیا گیا تو وہ واپس چلے گئے اور اُنہوں نے اجازت نہیں لی۔

6530 - حدیث نبوی: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، وَغَيْرِهِ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ بَهْرَامَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَزَالُ اُمَّتِي عَلٰى مُسْكَةٍ مِنْ دِينِهَا مَا لَمْ يَكِلُوا النَّاسَ الْجَنَائِزَ اِلٰى اَهْلِهَا

* * حارث بن وہب روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔...

’’میری امت اپنے دین پر اس وقت تک گامزن رہے گی' جب تک وہ جنائز کو اس کے اہل خان کے سپرد نہیں کرتے‘‘۔

بَابُ يُدْفَنُ فِي التُّرْبَةِ الَّتِي مِنْهَا خُلِقَ

باب: آدمی اُسی مٹی میں دفن ہوتا ہے جس سے اُسے پیدا کیا گیا ہو

6531 - اقوالِ تابعین: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ وَرَازٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ: يُدْفَنُ كُلُّ اِنْسَانٍ فِي التُّرْبَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا

* * عکرمہ فرماتے ہیں: ہر انسان اُسی مٹی میں دفن ہوتا ہے' جس سے اُسے پیدا کیا گیا ہو۔

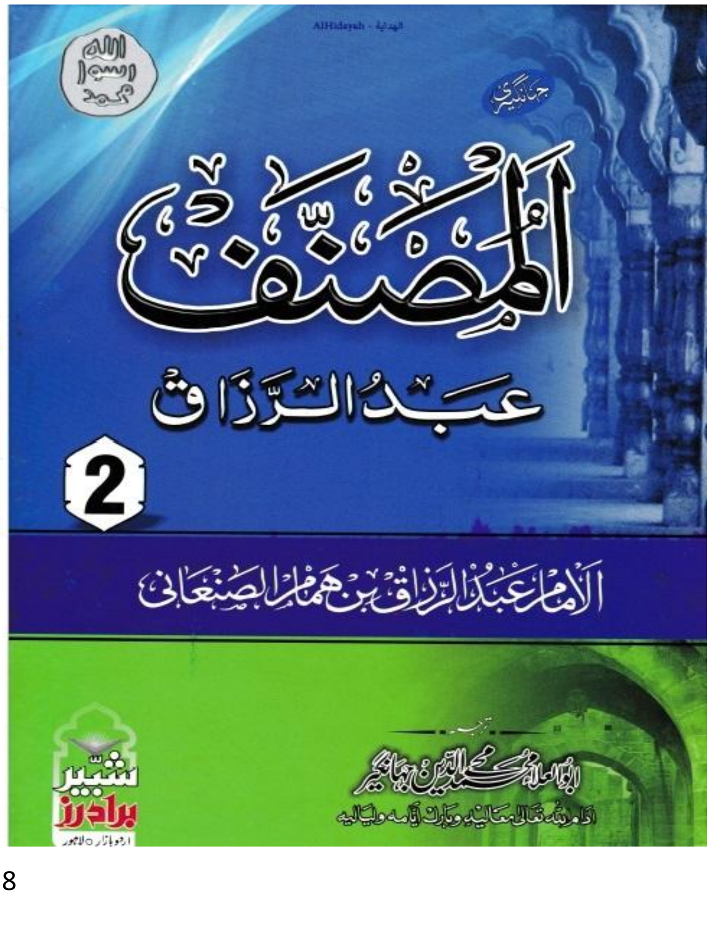
6532 - حدیث نبوی: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ بَهْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّمَا تُدْفَنُ الْاَجْسَادُ حَيْثُ تُقْبَضُ الْاَرْوَاحُ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: - يَعْنِيْ اِذَا مَاتَ لَا يُحْمَلُ مِنْ قَرْيَةٍ اِلٰى غَيْرِهَا، يُدْفَنُ فِيْ مَقْبَرَةِ قَوْمِهٖ، فَاَمَّا فِيْ مَوْضِعِهٖ حَيْثُ يَمُوْتُ فَلَمْ يُفْعَلْ ذٰلِكَ اِلَّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

* * یحییٰ بن بہمان بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

’’جب روح قبض ہو جاتی ہے تو جسم کو دفن کر دیا جاتا ہے‘‘۔

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اُسے اُس بستی سے کسی دوسری جگہ منتقل نہ کیا جائے تا کہ اُسے آبائی قبرستان میں دفن کیا جائے' البتہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آدمی کا انتقال جس جگہ ہوا ہے اُسے عین اُسی جگہ دفن کیا جائے تو یہ صرف نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیا گیا (اور کسی کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا)۔

6533 - آثارِ صحابہ: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ: اَخْبَرَنِيْ نُوْحُ بْنُ اَبِيْ بِلَالٍ، عَنْ اَبِيْ سُلَيْمَانَ



بالکل یہی بات (بمضمون و معنیٰ) رسول اللہ ﷺ سے بھی منقول ہے: ”أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ الْفَقِيهُ، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنَزِيُّ، قَالَا: ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى مَوْلَى الْأَسْلَمِيِّينَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجِنَازَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: "قَبْرُ مَنْ هَذَا؟"، فَقَالُوا: فُلَانٌ الْحَبَشِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ سِيقَ مِنْ أَرْضِهِ وَسَمَائِهِ إِلَى تُرْبَتِهِ الَّتِي مِنْهَا خُلِقَ". هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ“۔ ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ قبر کے پاس (رکھی ہوئی) ایک میت کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے پوچھا، یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ فلاں حبشی کی قبر ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ کی زمین اور آسمان سے اس کو اس مٹی کی طرف بھیج دیا گیا ہے، جس سے اس کو پیدا کیا گیا ہے“۔ (المستدرک علی الصحیحین، للحاکم: کتاب الجنائز، ج ۱، ص ۵۱۶، رقم الحدیث ۱۳۵۶)

المستدرک (مترجم) جلد اول ٤٣٧ كِتَابُ الْجَنَائِز

1356۔ اَخْبَرَنَا اَبُو النَّضْرِ الْفَقِيْهُ، وَاَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنَزِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي اَنَسُ بْنُ اَبِي يَحْيَى مَوْلَى الْاَسْلَمِيِّيْنَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجِنَازَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: قَبْرُ مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: فُلَانٌ الْحَبَشِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سِيقَ مِنْ اَرْضِهِ وَسَمَائِهِ اِلَى تُرْبَتِهِ الَّتِي مِنْهَا خُلِقَ

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَاُنَيْسُ بْنُ اَبِي يَحْيَى الْاَسْلَمِيُّ هُوَ عَمُّ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَبِي يَحْيَى، وَاُنَيْسٌ ثِقَةٌ مُعْتَمِدٌ، وَلِهٰذَا الْحَدِيْثِ شَوَاهِدُ، وَاَكْثَرُهَا صَحِيْحَةٌ مِنْهَا

✧✧ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ قبر کے پاس (رکھی ہوئی) ایک میت کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے پوچھا، یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ فلاں حبشی کی قبر ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ کی زمین اور آسمان سے اس کو اس مٹی کی طرف بھیج دیا گیا ہے جس سے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔

❖ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل نہیں کیا اور انیس بن یحییٰ اسلمی، ابراہیم بن ابی یحییٰ کے چچا ہیں اور انیس ثقہ اور معتمد راوی ہیں۔ اور اس حدیث کی متعدد شواہد حدیثیں موجود ہیں، جن میں سے اکثر صحیح ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

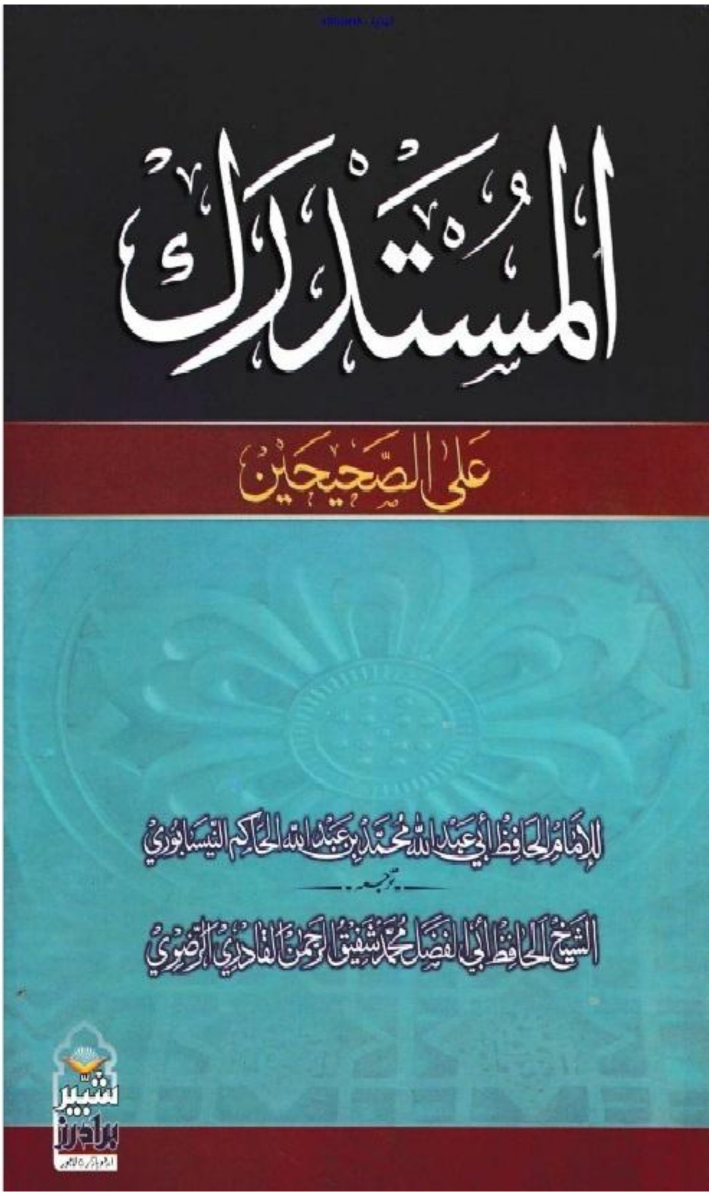
1357۔ مَا حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ سَلْمَانَ الْفَقِيْهُ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَشَّارٍ الْخَيَّاطُ، حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهُ فِيْهَا اَوْ بِهَا حَاجَةً وَمِنْهَا

✧✧ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی کسی مخصوص جگہ پر روح قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہاں اس کی کوئی ضرورت رکھ دیتا ہے۔

1358۔ مَا اَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْعَبَّاسِ الْاِسْكَنْدَرَانِيُّ الْعَدْلُ بِمَكَّةَ، حَدَّثَنَا اَبُو جَعْفَرٍ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمَذْحِجِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا كَانَتْ مَنِيَّةُ اَحَدِكُمْ بِاَرْضٍ اُتِيحَتْ لَهُ الْحَاجَةُ، فَيَقْصِدُ اِلَيْهَا فَيَكُوْنُ اَقْصَى اَثَرٍ مِنْهُ فَيُقْبَضُ رُوْحُهُ فِيْهَا، فَتَقُوْلُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَبِّ هٰذَا مَا اسْتَوْدَعْتَنِي وَمِنْهَا

حدیث 1357:

اخرجه ابو عيسىٰ الترمذي في "جامعه" طبع داراحياء التراث العربي بيروت لبنان رقم الحديث: 2147 اخرجه ابوعبدالله الشيباني في "مسنده" طبع موسسه قرطبه قاهره مصر رقم الحديث: 22034 اخرجه ابوحاتم البستي في "صحيحه" طبع موسسه الرساله بيروت لبنان 1414ھ/1993ء رقم الحديث: 6151 اخرجه ابويعلى الموصلي في "مسنده" طبع دارالمامون للتراث دمشق شام 1404ھ-1984ء رقم الحديث: 927 اخرجه ابوالقاسم الطبراني في "معجمه الكبير" طبع مكتبه العلوم والحكم موصل 1404ھ/1983ء رقم الحديث: 10403 اخرجه ابوداؤد الطيالسي في "مسنده" طبع دارالمعرفة بيروت لبنان رقم الحديث: 1325 اخرجه ابوبكر الشيباني في "الاحاد والمثاني" طبع دارالراية رياض سعودي عرب 1411ھ/1991ء رقم الحديث: 1069 اخرجه ابوعبدالله القضاعي في "مسنده" طبع موسسة الرسالة بيروت لبنان 1407ھ/1986ء رقم الحديث: 1391 اخرجه ابوعبدالله البخاري في "الادب المفرد" طبع دارالبشائر الاسلاميه بيروت لبنان 1409ھ/1989ء رقم الحديث: 780



مندرجہ بالا صحیح الاسناداحادیث سے یہ بات سورج کی روشنی کی طرح واضح ہوگئی کہ امام الانبیاءوخاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا جسد مبارک اسی مٹی سے مس ہے جس مٹی سے اللہ ربّ العزت نے آپ ﷺ کو پیدا فرمایا۔ لہٰذا وہ مٹی کیسے نہ افضل ہوئی جس مٹی سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو تخلیق فرمایا۔

یہاں میں اپنی بات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس تاریخی قول سے ثابت کرتا ہوں جو آپؓ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمائے:"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُمَرَ - رضى الله عنه - أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ، فَقَالَ إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ، وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ"۔"حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا"میں خوب جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے، نہ کسی کو نقصان پہنچاسکتا ہے نہ نفع۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے میں نہ دیکھتا تو میں بھی کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا"۔(صحیح البخاری: کتاب الحج، باب مَاذُكِرَفِي الحَجَرِ الأَسْوَدِ، ج۲، رقم الحدیث۱۵۹۷)

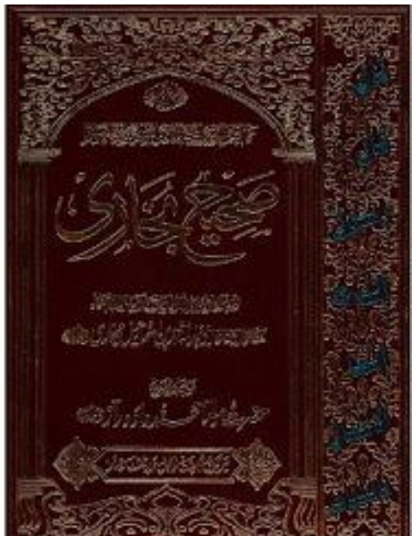
۵۰- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الأَسْوَدِ

۱۵۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ : إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ، وَلَوْ لاَ أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ)).

[طرفه في : ١٦٠٥، ١٦١٠].

باب حجر اسود کا بیان

(۱۵۹۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہمیں سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابراہیم نے' انہیں عابس نے' انہیں ربیعہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے' نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے میں نہ دیکھتا تو میں بھی کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔



قارئین کرام سے گزارش ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس تاریخی جملے پر غور فرمائیں۔ ہم سب یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ حجر اسود کعبہ کے اندر نسب ہے، اس کا مطلب حجر اسود کعبہ میں نسب باقی اینٹوں اور درودیوار کی طرح کعبہ کا حصہ ہے۔ اور بقول انجنیئر صاحب اوران کے حواریوں کے کعبہ اللہ کا گھر ہے۔ اس کے باوجود بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود (یعنی کعبہ کے حصہ کو) صرف اس لیے بوسہ دیا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اسے بوسہ دیا تھا۔

کیاحضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ حجر اسود کعبہ کا حصہ ہے اور کعبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر ہے؟ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر تو رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یہ بھی تو کہہ سکتے تھے کہ "کیونکہ تو اللہ کے گھر میں نسب ہے اس لئے میں تجھے بوسہ دیتا ہوں"، لیکن آپؓ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپؓ نے بوسہ دینے کی وجہ رسول اللہ ﷺ کا بوسہ دینا بتائی کیونکہ آپؓ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جہت ومکان کی قید سے منزہ ومبرہ

ہے۔ اوراللہ تبارک وتعالیٰ نے کعبۃ اللہ کو مجازاً اپنا گھر بنایا ہے۔ اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ اس کائنات میں سب سے افضل ہے۔

قارئین کرام ذرا غور فرمائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دینے کا سبب رسول اللہ ﷺ کا بوسہ دیناہی بتایا حالانکہ آپ ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ غالباً صرف ایک ہی بار لیا تھا، لہٰذا حجر اسود قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے افضل ترین پتھر بن گیا تو پھر وہ مٹی جو رسول اللہ ﷺ کے جسدِ اطہر سے قیامت تک کے لیے مس ہے بھلا وہ کعبہ سے افضل کیسے نہ ہوئی؟ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ علم کی باتیں عالموں کے سمجھنے کی ہیں، انجنیئر صاحب جیسے ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کے سمجھنے کی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ: "حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ "مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ ""۔ "حمید بن عبد الرحمٰن نے کہا کہ میں نے معاویہؓ سے سنا۔ وہ خطبہ میں فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے اور میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی اور جو شخص ان کی مخالفت کرے گا، انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے (اور یہ عالم فنا ہو جائے)"۔ (صحیح البخاری: کتاب العلم، باب مَنۡ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُفَقِّھۡهُ فِي الدِّينِ، رقم الحدیث: ۷۱)

۱۳- بَابُ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

٧١- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيْبًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ، وَاللهُ يُعْطِي. وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللهِ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ)).

[أطرافه في: ٣١١٦، ٣٦٤١، ٧٣١٢، ٧٤٦٠].

باب اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے۔

(۷۱) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' ان سے وہب نے یونس کے واسطے سے نقل کیا' وہ ابن شہاب سے نقل کرتے ہیں' ان سے حمید بن عبد الرحمٰن نے کہا کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ خطبہ میں فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے اور میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں' دینے والا تو اللہ ہی ہے اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی اور جو شخص ان کی مخالفت کرے گا' انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا' یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے (اور یہ عالم فنا ہو جائے)

انجنیئر صاحب کی عقل و فہم کی داد دینی پڑے گی اور ساتھ میں ان کے حواریوں کی سمجھ کو بھی جو کہ انجنیئر صاحب جیسے کم علم و کم عقل لوگوں کی باتوں میں آکر ائمہ دین پر طعن و تشن کرتے ہیں۔ قارئین کرام اب مجھے یہ بتائیں کیا اللہ تعالیٰ اپنے گھر سے متصل ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ عرش سے آپ کے نزدیک مس ہیں(نعوذ باللہ)؟ کیا اللہ تعالیٰ اپنی کرسی سے مس حالت میں ہیں(معاذاللہ)؟ کہیں انجنیئر صاحب فرقہ مشبہہ میں سے تو نہیں ہیں؟ یہ بتایئے اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے محترم اور عظیم ہستی کون ہے؟ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں یا نہیں؟ تو جس چیز سے اللہ تعالیٰ کا تعلق صرف ملکیت کا ہے وہ زیادہ افضل ہو گی یا جس چیز سے محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تعلق صرف ملکیت کا ہی نہیں بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جسدِ اطہر اس چیز سے قیامت تک کے لئے مس ہے وہ افضل ہوئی؟ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے عرش کو عظیم کہا ہے، کرسی کو بڑا کہا ہے، کعبہ کو حرمت والا کہا ہے لیکن یہ کہاں کہا ہے کہ یہ سب کائنات کی باقی تمام چیزوں سے بھی افضل ہیں؟ اس کے برعکس قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ:

”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا“۔”اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات (بڑی مخلوق) پر فضیلت دی“۔[سورۃ الاسرا:۷۰]

”حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ، خَتَنُ أَبِي عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ ـ رضى الله عنه ـ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ "اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ"“۔”حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش ہل گیا“۔(صحیح البخاری: ج۵، کتاب مناقب الأنصار، باب مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث:۳۸۰۳)

مندرجہ بالا روایت کی تفصیل میں قاضی اَبو یعلی محمد بن الحسین بن محمد بن خلف ابن الفراءؒ (المتوفی:۴۵۸ھ) لکھتے ہیں:”ليس مما يرجع إِلَى شيء من الصفات لأَنَّ العرش محدث مخلوق، وغير ممتنع أن يهتز العرش عَلَى الحقيقة، ويتحرك لموت سعد، لأَنَّ العرش تجوز عَلَيْهِ الحركة، ويكون لذكره فائدة وَهُوَ: فضيلة سعد، أن العرش مع عظم قدره اهتز لَهُ“۔(إبطال التأويلات لأخبار الصفات: ص۳۸۳)

إبطال التأويلات لأخبار الصفات

تصنيف القاضي الإمام الأوحد

أبي يعلى محمد بن الحسين ابن محمد بن الفراء

نور الله وجهه آمين

المتوفى سنة ٤٥٨ھ

تحقيق ودراسة

أبي عبد الله محمد بن حمد الحمود النجدي

الجزء الأول

لموته، عَرْشِ الرَّحْمَن عَزَّ وجَلَّ»[٢].

٣٦١ـ وفي حديث آخر: رواه بإسناده عن ابن عمر قال: قالَ رسولُ الله ﷺ: «لهذا العَبْد الصَّالح الذي تَحَرَّكَ له العَرشُ، وفُتِحَتْ له أبْوابُ السَّموات، وَشهِدَهُ سَبْعُونَ ألفَ مِن الملائكة لم يَهْبِطُوا إلىٰ الأرضِ قبل ذلك، ولقد ضُمَّ في قَبْرِهِ ثم أُفرِجَ له» يعني سَعْداً رحمه الله[٣].

اعلم أنَّ هذا الخبَرَ ليس مما يرجع إلىٰ شيء من الصفات لأنَّ «العَرْشَ» مُحْدَثٌ مَخلوقٌ، وغير ممتنعٍ أنْ يهتزَّ العرش علىٰ الحقيقة، ويتحركَ لموتِ سعد، لأنَّ العرش تجوز عليه الحركة، ويكون لذكره فائدة وهو: فضيلة سعد، أنَّ العرش مع عِظَمِ قَدْره اهتزَّ له[٤].

(٢) أخرجه الطبراني في الكبير (٢٠/ ٢٩٠) عن غيلان بن جامع عن أبي عبدالله عن يحيىٰ ابن أبي كثيرعن أبي سلمة عن معيقيب عن النبي ﷺ قال: «اهتزَّ العرشُ لموتِ سعد بن معاذ».
ذكره الهيثمي في المجمع (٩/ ٣٠٩) وقال: رواه الطبراني وفيه عمرو بن مالك الغبري! وثقه ابن حبان وقال يغرب وضعفه أبو حاتم وأبو زرعة، وبقية رجاله رجال الصحيح!
كذا في المجمع! وليس في سند الطبراني عمرو بن مالك! وكنيته أبو عثمان.
وأبو عبدالله المذكور في الإسناد لم أعرفه، ولعل في المطبوعة شيء.
وفي تاريخ الخطيب (٩/ ٤٩) عن عبدالله بن علي بن المديني قال: قلت لأبي: حديث رواه الوليد عن الأوزاعي عن يحيىٰ عن أبي سلمة عن معيقيب أن النبي ﷺ قال: «اهتزَّ العرش لموت سعد» فقال: هذا الحديث كذبٌ موضوع، رواه سليمان بن أحمد الواسطي وعمرو بن مالك.

(٣) صحيح، أخرجه ابن سعد (٣/ ٤٣٠) والنسائي (٤/ ١٠٠ ـ ١٠١) والبيهقي في «إثبات عذاب القبر» (١٠٩) والخطيب في تاريخه (٦/ ٢٥٠) من طريقين عن عبدالله بن إدريس أخبرنا عبيدالله بن عمر عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً به.
وسنده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.
تنبيه: سقط من سند البيهقي في المطبوعة: عبيدالله بن عمر عن نافع!

(٤) اهتزاز العرش إنما هو لاستبشاره وسروره بقدوم رُوحه، يقال لكلِّ مَنْ فَرِح بقدوم قادمٍ =

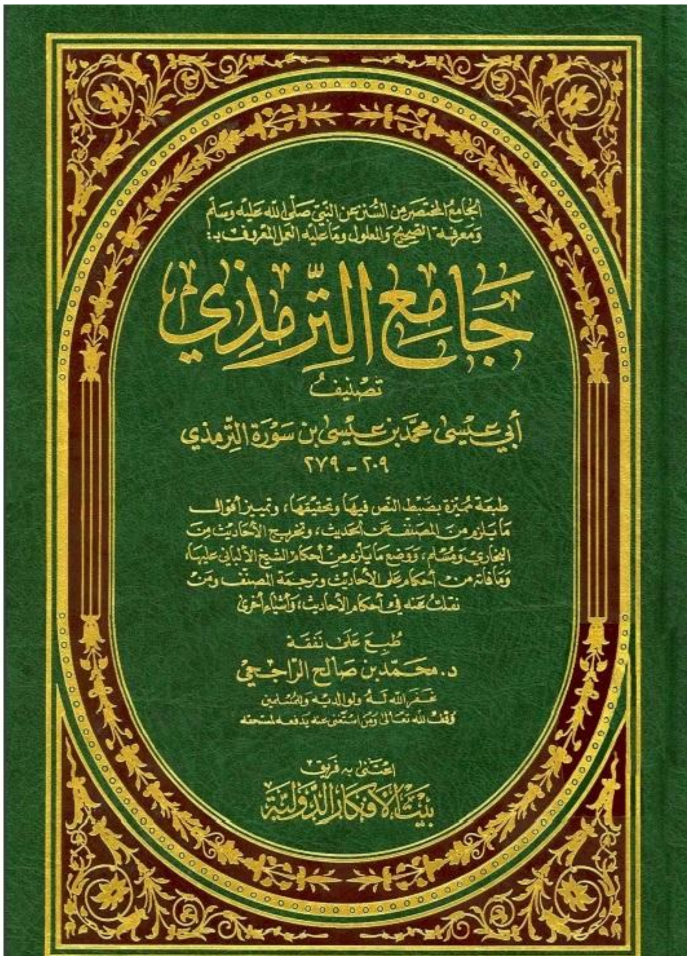
٣٨٣

”وعليه فليس ببدعٍ أن يقال: أن الرسول عليه الصلاة والسلام أفضل من العرش (على اعتبار أن العرش مخلوق وأن النبي صلى الله عليه وسلم أشرف المخلوقات)“۔

انجنیئر صاحب نے عرش کے بارے میں عام اور لاعلم مسلمانوں کے سامنے کچھ اس طرح بیان کیا ہے، گویا کہ عرش اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملاہوا ہے حالانکہ ایسا عقیدہ رکھنا تو در کنار ایسا سوچنا بھی گمراہی ہے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ عرش پر کس طرح جلوہ افروز ہیں اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا جسدِ اطہر قبر کی مٹی سے کس طرح ملاہوا ہے اس کی کیفیت ہمیں اچھی طرح معلوم ہے اور ساتھ میں یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی مٹی سے آپ ﷺ کو تخلیق کیا۔ اب دیکھا جائے تو عرش بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق ہے جسے اللہ ربُّ العزت نے تخلیق کیا اور سرورِ کائنات امام الانبیاء وخاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جن کو اللہ ربُّ العزت نے تخلیق کیا۔ جب دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں تو پھر دونوں کی افضلیت برابر بھی ہو سکتی ہے اور کسی کو دوسرے پر فوقیت بھی ہو سکتی ہے۔ تو پھر اس مسئلے میں بدعقیدگی اور گمراہیت کی بات کہاں سے آگئی؟ اگر کسی مسلمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق (عرش) افضل ہے تو بھی اس میں کسی قسم کے اعتراض کی بات

نہیں اور کسی مسلمان کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ کی دوسری مخلوق (رسول اللہ ﷺ) افضل ہیں تو بھی اس میں کسی قسم کے اعتراض کی بات نہیں۔ انجنیئر صاحب جہاں دل چاہے قیاس کے گھوڑے دوڑا لیتے ہیں، کوئی قاعدہ بھی ہے ان کے قیاس کا؟ ہو سکتا ہے اس پر انجنیئر صاحب اور ان کے حواری یہ کہیں کہ عرش، کعبہ اور کرسی تو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ خاص طور پر منصوب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے لیے تخلیق دیا ہے تو ہم کہیں گے کہ امام الانبیاء و خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اپنے دین کی ترویج و اشاعت اور تکمیل کے لئے پیدا فرمایا اور تمام مخلوقات اِنس و جن میں سب سے افضل قرار دیا۔

”حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ فَخْرَ وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلاَ فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلاَّ تَحْتَ لِوَائِي وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ وَلاَ فَخْرَ". قَالَ أَبُو عِيسَى وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم“۔ ”نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں، لیکن مجھے اس پر فخر نہیں ہے“۔ (جامع الترمذی: کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، رقم الحدیث ۳۶۱۵)





	٤٥- كتاب المناقب ٢- باب ما جاء في ميلاد النبي ﷺ		الترمذي ٣٦١٣(م)	٥٦٨

فأحسنها وأكملها وأجملها وترك منها موضع لبنة فجعل الناس يطوفون بالبناء ويعجبون منه ويقولون لو تم موضع تلك اللبنة وأنا في النبيين موضع تلك اللبنة.

٣٦١٣(م)-(حسن) وبهذا الإسناد عن النبي ﷺ قال إذا كان يوم القيامة كنت إمام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر.

قال أبو عيسى: هذا حديث حسن [صحيح غريب]

٣٦١٤-(صحيح) حدثنا محمد بن إسماعيل حدثنا عبد الله بن يزيد المقرئ حدثنا حيوة أخبرنا كعب بن علقمة سمع عبد الرحمن بن جبير.

أنه سمع عبد الله بن عمرو أنه سمع النبي ﷺ يقول إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فإنه من صلى علي صلاة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا لي الوسيلة فإنها منزلة في الجنة لا تنبغي إلا لعبد من عباد الله وأرجو أن أكون أنا هو ومن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة.

قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح.

قال محمد عبد الرحمن بن جبير هذا قرشي مصري مدني وعبد الرحمن بن جبير بن نفير شامي. [م: ٣٨٤]

٣٦١٥-(صحيح) حدثنا ابن أبي عمر حدثنا سفيان عن ابن جدعان عن أبي نضرة.

عن أبي سعيد قال قال رسول الله ﷺ أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر وبيدي لواء الحمد ولا فخر وما من نبي يومئذ آدم فمن سواه إلا تحت لوائي وأنا أول من تنشق عنه الأرض ولا فخر.

قال أبو عيسى: وفي الحديث قصة.

وهذا حديث حسن (صحيح) وقد روي بهذا الإسناد عن أبي نضرة عن ابن عباس عن النبي ﷺ [الصحيحة ٣١٤٨]

٣٦١٦-(ضعيف) حدثنا علي بن نصر بن علي الجهضمي حدثنا عبيد الله بن عبد المجيد حدثنا زمعة بن صالح عن سلمة بن وهرام عن عكرمة.

عن ابن عباس قال جلس ناس من أصحاب رسول الله ﷺ ينتظرونه قال فخرج حتى إذا دنا منهم سمعهم يتذاكرون فسمع حديثهم فقال بعضهم عجبا إن الله عز وجل اتخذ من خلقه خليلا اتخذ إبراهيم خليلا وقال آخر ماذا بأعجب من كلام موسى كلمه تكليما وقال آخر فعيسى كلمة الله وروحه وقال آخر آدم اصطفاه الله فخرج عليهم فسلم وقال قد سمعت كلامكم وعجبكم إن إبراهيم خليل الله وهو كذلك وموسى نجي الله وهو كذلك وعيسى روح الله وكلمته وهو كذلك وآدم اصطفاه الله وهو كذلك ألا وأنا حبيب الله ولا فخر وأنا حامل لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر وأنا أول شافع وأول مشفع يوم القيامة ولا فخر وأنا أول من يحرك حلق الجنة فيفتح الله لي فيدخلنيها ومعي فقراء المؤمنين ولا فخر وأنا أكرم الأولين والآخرين ولا فخر.

قال أبو عيسى: هذا حديث غريب.

٣٦١٧-(ضعيف) حدثنا زيد بن أخزم الطائي البصري حدثنا أبو قتيبة سلم بن قتيبة حدثني أبو مودود المدني حدثنا عثمان بن الضحاك عن محمد بن يوسف بن عبد الله بن سلام عن أبيه.

عن جده قال مكتوب في التوراة صفة محمد وصفة عيسى ابن مريم يدفن معه فقال أبو مودود وقد بقي في البيت موضع قبر.

قال أبو عيسى: هذا حديث حسن غريب.

هكذا قال عثمان بن الضحاك والمعروف الضحاك بن عثمان المدني.

٣٦١٨-(صحيح) حدثنا بشر بن هلال الصواف البصري حدثنا جعفر بن سليمان الضبعي عن ثابت.

عن أنس بن مالك قال لما كان اليوم الذي دخل فيه رسول الله ﷺ المدينة أضاء منها كل شيء فلما كان اليوم الذي مات فيه أظلم منها كل شيء ولما نفضنا عن رسول الله ﷺ الأيدي وإنا لفي دفنه حتى أنكرنا قلوبنا.

قال أبو عيسى: هذا حديث غريب صحيح.

٢- باب ما جاء في ميلاد النبي ﷺ

٣٦١٩-(ضعيف الإسناد) حدثنا محمد بن بشار العبدي حدثنا وهب بن جرير حدثنا أبي قال سمعت محمد بن إسحاق يحدث عن المطلب بن عبد الله بن قيس بن مخرمة عن أبيه.

عن جده قال ولدت أنا ورسول الله ﷺ عام الفيل وسأل عثمان بن عفان قباث بن أشيم أخا بني يعمر بن ليث أأنت أكبر أم رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ أكبر مني وأنا أقدم منه في الميلاد (ولد رسول الله ﷺ عام الفيل ورفعت بي أمي على الموضع) قال ورأيت خذق الطير أخضر محيلا.

قال أبو عيسى: هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث محمد بن إسحاق.

٣- باب ما جاء في بدء نبوة النبي ﷺ

٣٦٢٠-(صحيح إلا) حدثنا الفضل بن سهل أبو العباس الأعرج البغدادي حدثنا عبد الرحمن بن غزوان أبو نوح أخبرنا يونس بن أبي إسحاق عن أبي بكر بن أبي موسى.

عن أبيه قال خرج أبو طالب إلى الشام وخرج معه النبي ﷺ في أشياخ من قريش فلما أشرفوا على الراهب هبطوا فحلوا رحالهم فخرج إليهم الراهب وكانوا قبل ذلك يمرون به فلا يخرج إليهم ولا يلتفت قال فهم يحلون رحالهم فجعل يتخللهم الراهب حتى جاء فأخذ بيد رسول الله ﷺ قال هذا سيد العالمين هذا رسول رب العالمين يبعثه الله رحمة للعالمين فقال له أشياخ من قريش ما علمك فقال إنكم حين أشرفتم من العقبة لم يبق شجر ولا حجر إلا خر ساجدا ولا يسجدان إلا لنبي وإني أعرفه بخاتم النبوة أسفل من غضروف كتفه مثل التفاحة ثم رجع فصنع لهم طعاما فلما أتاهم به وكان هو في رعية الإبل قال أرسلوا إليه فأقبل وعليه غمامة تظله فلما دنا من القوم وجدهم قد سبقوه إلى فيء الشجرة فلما جلس مال فيء الشجرة عليه فقال انظروا إلى فيء الشجرة مال عليه قال فبينما هو قائم عليهم وهو يناشدهم أن

ان دلائل کے بعد بھی اگر کوئی اس بات پر بضد ہے کہ یہ ایک غلط اور گمراہ عقیدہ ہے تو پھر ہم اس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جو الزام آپ نے علماءِ دیوبند پر لگایا ہے اور جو زبان آپ نے علماءِ دیوبند اور مفتی طارق مسعود صاحب کے لئے استعمال کی ہے وہی الزام والفاظ ان محدثین ومفسرین کے خلاف بھی استعمال کریں جنہوں نے اس عقیدہ کو اپنی کتابوں میں رقم کیا۔

ان محدثین ومفسرین کے خلاف زبان کھولنے کے بعد آپ ہمیں ان اشکالات کے بھی جوابات دینے کے پابند ہونگے کہ جب ۱۰۰۰ سال تک آنے والے تمام (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) محدثین ومفسرین کا عقیدہ غلط تھا اور وہ گمراہ تھے اور موجودہ دور کے انجنیئر صاحب اور ان کے حواریوں کا عقیدہ صحیح ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انجنیئر صاحب تک صحیح دین کیسے پہنچا؟ کیونکہ دین اسلام تو آپ تک ان ہی محدثین ومفسرین کی کتابوں کے ذریعہ سے ہی پہنچا ہے۔ پھر آپ نے ان گمراہ اور غلط عقیدہ رکھنے والوں کی لکھی ہوئی کتابوں پر کیسے اعتماد کرلیا؟ اس طرح تو پھر رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کو بھی نعوذ باللہ غلط قرار دینا پڑے گا، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، ثنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مَرْزُوقٍ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ تَجْتَمِعَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا، فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ«“۔”میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی پس تمہارے لئے جماعت ہے کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے“۔(المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱۲، ص۴۴۷، رقم الحدیث ۱۳۶۲۳)

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن احمد الطبراني

٢٦٠هـ — ٣٦٠هـ

حققه وخرج احاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء الثاني عشر

الناشر

مكتبة ابن تيمية

القاهرة ت : ٨٦٤٢٤٠

الله ، مامن عبد بات طاهرا الا بات في شعاره ملك ، كلما تقلب من الليل ساعة قال الملك اللهم اغفر لعبدك كما بات طاهرا » .

١٣٦٢٢ ـ حدثنا احمد بن الجعد الوشاء ثنا محمد بن بكار ثنا محمد بن الفضل عن سالم الافطس عن عطاء عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « صلوا على من قال لا اله الا الله ، وصلوا وراء من قال لا اله الا الله » .

[عمرو بن دينار عن ابن عمر]

١٣٦٢٣ ـ حدثنا عبدالله بن احمد بن حنبل حدثني محمد بن ابي بكر المقدمي ثنا معتمر بن سليمان عن مرزوق مولى آل طلحة عن عمرو بن دينار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « لن تجتمع امتي على الضلالة ابدا فعليكم بالجماعة فان يد الله على الجماعة » .

١٣٦٢٤ ـ حدثنا سهل بن ابي سهل الواسطي ثنا يحيى بن حبيب بن عربي ثنا معتمر بن سليمان ثنا سليمان بن سفيان المدني عن عمرو بن دينار عن ابن عمر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله .

١٣٦٢٢ ـ قال في المجمع ٢/٦٧ وفيه محمد بن الفضل بن عطية وهو كذاب .

١٣٦٢٣ ـ قال في المجمع ٥/٢١٨ رواه الطبراني باسنادين رجال احدهما ثقات رجال الصحيح خلا مرزوق مولى ال طلحة وهو ثقة .

— ٤٤٧ —

”حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَمَنْدَلٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي جَهْمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ وَهْبَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإِسْلاَمِ مِنْ عُنُقِهِ"“۔

”ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”جس نے جماعت سے ایک بالشت بھی علیحد گی اختیار کی تو اس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکا“۔ (صحیح سنن ابی داوٗد: کتاب السنۃ، باب فِي قَتْلِ الْخَوَارِجِ، ج۳، ص۱۶۷، رقم الحدیث۴۷۵۸)



صحیح سنن أبي داود

للإمام الحافظ سليمان بن الأشعث السجستاني

المتوفى سنة ٢٧٥هـ رحمه الله

تأليف

محمد ناصر الدين الألباني

المجلد الثالث

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد

الرياض

«صحيح سنن أبي داود»

« إِنِّي لأُنْذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ ؛ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ ، وَأَنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ » .

- صحيح : ق ، «قصة الدجال» .

٣٠- بَاب فِي قَتْلِ الْخَوَارِجِ

٤٧٥٨ - عَنْ أَبِي ذَرٍّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :

« مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإِسْلامِ مِنْ عُنُقِهِ » .

- صحيح : «الظلال» (٨٩٢) .

٤٧٦٠ - عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :

« سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أَئِمَّةٌ تَعْرِفُونَ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُونَ ، فَمَنْ أَنْكَرَ بِلِسَانِهِ ؛ فَقَدْ بَرِئَ ، وَمَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ ؛ فَقَدْ سَلِمَ ، وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ » .

فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ ! أَفَلا نَقْتُلُهُمْ ؟ وفي لفظ: أَفَلا نُقَاتِلُهُمْ؟ - قَالَ:

«لا ؛ مَا صَلَّوْا » .

- صحيح : م . «الترمذي» (٢٣٨١) .

٤٧٦١ - عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ... بِمَعْنَاهُ ، قَالَ:

« فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ ، وَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ » .

١٦٧

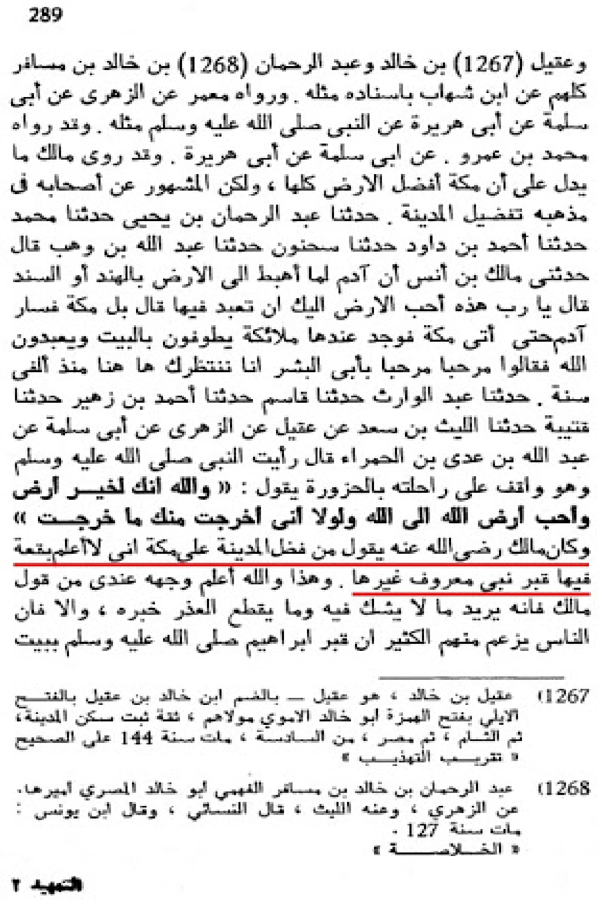
مندرجہ بالا صحیح الاسناداحادیث کی روشنی میں ہم یہ کہنے پر حق بجانب ہونگے کہ موجودہ دور کے انجینئر صاحب اوران کے حواری توگمراہ ہوسکتے ہیں لیکن یہ امت ۱۰۰۰سال سے گمراہیت پر ہرگز جمع نہیں ہوسکتی۔

ممکن ہے اب انجینئر صاحب اوران کے حواری یہ دعویٰ کریں کہ پوری امت مسلمہ گمراہ نہیں ہوئی تھی، صرف وہی (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) محدثین ومفسرین اوران کے پیروکار گمراہ ہوئے تھے جن کا یہ غلط عقیدہ تھا۔ تواس پر ہم انجینئر صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پچھلے ۱۰۰۰سالوں میں گزرے ہوئے ان صحیح العقائد مسلمان اوران کے دور کے صحیح العقائد علماءِ دین ومحدثین ومفسرین کی فہرست پیش کردیجئے جن کا ایسا غلط عقیدہ نہیں تھا۔ اورساتھ میں اس سوال کا بھی جواب دیدیجئے کہ ان صحیح عقیدہ رکھنے والے علماء نے ان غلط عقائد رکھنے والے علماء کے خلاف آپ کی طرح اعتراض کیوں نہیں کیا؟ انہیں گمراہ قرار دے کر اسلام

سے خارج کیوں نہ کیا؟ اوران کے خلاف کتابیں کیوں نہ لکھیں؟ یا پھر کم سے کم انہیں بدعتی کے القابات سے کیوں نہ نوازہ؟ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ہر دور کے محدثین وائمہ دین نے اس مسئلے میں ان کی حمایت میں ہی کتابیں لکھیں، اختلاف یااعتراض توکسی نے بھی نہیں کیا۔ اس کامطلب نہ یہ عقیدہ غلط ہے اور نہ ہی وہ تمام ائمہ دین غلط ہیں جنہوں نے اس مسئلے کو اپنی اپنی کتابوں میں رقم کیا، بلکہ انجنیئر صاحب جیسے کم علم وکم عقل لوگوں کی سوچ غلط ہے جنہوں نے علماءِ دیوبند سے بغض وحسد کے نتیجے میں عام ولاعلم مسلمانوں کے سامنے ایسے مسائل بیان کرکے انہیں ائمہ کرام سے بدگمان کرنے کی ناکام کوششیں کی تاکہ ان کی اپنی دکانیں چل سکیں۔

اگرچند لمحوں کے لئےمان بھی لیاجائے کہ یہ عقیدہ غلط وگمراہ کن ہے توپھر انجنیئر صاحب سے گزارش ہے کہ پہلے ان لوگوں پراعتراضات کریں اور حکم لگائیں جنہوں نے اس عقیدہ کی بنیاد رکھی، ان لوگوں کو گمراہ قراردیں جن ائمہ کرام نے اس عقیدہ کواپنی کتابوں میں رقم کیاہے اور ساتھ میں اس پراجماع بھی نقل کیاجیساکہ:

ا۔"وَكَانَ مَالِكٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ مَنْ فَضَّلَ الْمَدِينَةَ عَلَى مَكَّةَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ بُقْعَةً فِيهَا قَبْرُ نَبِيٍّ مَعْرُوفٍ غَيْرَهَا"۔"امام مالک رضی اللہ عنہ (المتوفی:۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ جو مدینہ کومکہ پرافضلیت کا قائل ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ میں کسی ایسی جگہ کونہیں جانتاجہاں کسی معروف نبی کی قبرہو سوائے مدینہ کے۔ لیکن مدینہ ایسی جگہ ہے جہاں معروف نبی کی قبرہے تویہ وجہ ہے مدینہ کے مکہ پرافضل ہونے کی"۔(التمہید لمافی الموطأمن المعانی والأسانید:ج۲،ص۲۸۹)



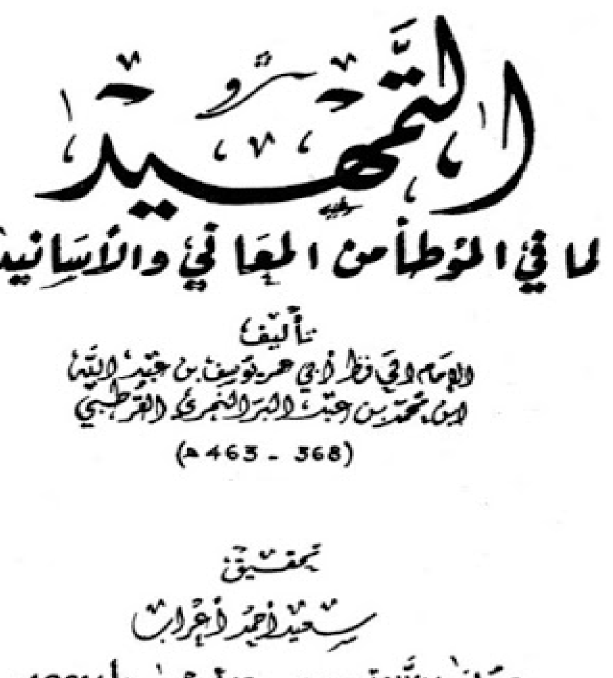
289

وعقيل (1267) بن خالد وعبد الرحمان (1268) بن خالد بن مسافر كلهم عن ابن شهاب باسناده مثله . ورواه معمر عن الزهرى عن أبى سلمة عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم مثله . وقد رواه محمد بن عمرو . عن ابى سلمة عن أبى هريرة . وقد روى مالك ما يدل على أن مكة أفضل الارض كلها ، ولكن المشهور عن أصحابه ف مذهبه تفضيل المدينة . حدثنا عبد الرحمان بن يحيى حدثنا محمد حدثنا أحمد بن داود حدثنا سحنون حدثنا عبد الله بن وهب قال حدثنى مالك بن أنس أن آدم لما أهبط الى الارض بالهند أو السند قال يا رب هذه أحب الارض اليك ان تعبد فيها قال بل مكة فسار آدمحتى أتى مكة فوجد عندها ملائكة يطوفون بالبيت ويعبدون الله فقالوا مرحبا مرحبا بأبى البشر انا ننتظرك ها هنا منذ ألفى سنة . حدثنا عبد الوارث حدثنا قاسم حدثنا أحمد بن زهير حدثنا قتيبة حدثنا الليث بن سعد عن عقيل عن الزهرى عن أبى سلمة عن عبد الله بن عدى بن الحمراء قال رأيت النبى صلى الله عليه وسلم وهو واقف على راحلته بالحزورة يقول : « **والله انك لخير ارض واحب ارض الله الى الله ولولا انى اخرجت منك ما خرجت** » وكانمالك رضىالله عنه يقول من فضلالمدينة علىمكة انى لاأعلمبقعة فيها قبر نبي معروف غيرها . وهذا والله أعلم وجهه عندى من قول مالك فانه يريد ما لا يشك فيه وما يقطع العذر خبره ، والا فان الناس يزعم منهم الكثير ان قبر ابراهيم صلى الله عليه وسلم ببيت

1267) عقيل بن خالد ، هو عقيل — بالضم ابن خالد بن عقيل بالفتح الايلي بفتح الهمزة ابو خالد الاموي مولاهم ، ثقة ثبت سكن المدينة، ثم الشام ، ثم مصر ، من السادسة ، مات سنة 144 على الصحيح « تقريب التهذيب »

1268) عبد الرحمان بن خالد بن مسافر الفهمي ابو خالد المصري اميرها. عن الزهري ، وعنه الليث ، قال النسائي ، وقال ابن يونس : مات سنة 127 . « الخلاصة »

التمهيد ٢



۲۔”قاله ابن عبد البر وغيره، وأفضل بقاعها الكعبة المشرفة ثم بيت خديجة بعد المسجد الحرام، نعم التربة التي ضمت أعضاء سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل من جميع ما مر حتى من العرش“۔”ابن عبد البر القرطبی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ: مکہ میں تمام جگہوں سے افضل کعبۃ اللہ ہے اور اس کے بعد حضرت حدیجہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے۔ البتہ اِن تمام جگہوں سے افضل وہ مٹی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے مس ہے، حتیٰ کہ عرش سے بھی افضل ہے“۔(البجیرمی علی الخطیب:ج۱،ص۱۰۱)



كتاب الطهارة/ القول في أنواع المياه ١٠١

﴿وينزل عليكم من السماء ماء ليطهركم به﴾ [الأنفال: ١١] وبدأ المصنف رحمه الله بها لشرفها على الأرض كما هو الأصح في المجموع. وهل للمراد بالسماء في الآية الجرم المعهود أو السحاب؟ قولان. حكاهما النووي في دقائق الروضة، ولا مانع من أن ينزل من كل منهما.

يدوي كدوي النحل. قيل: بكاء السماء حمرة أطرافها اهـ. وعن أنس بن مالك عن النبي ﷺ أنه قال: «ما من مؤمن إلا وله بابان باب يصعد منه عمله وباب ينزل منه رزقه فإذا مات بكى عليه باب عمله» وقيل: المراد أهل السماء والأرض ذكره النبتيتي على المعراج. قوله: (لشرفها على الأرض الخ) هذا ما اعتمده المؤلف، والأصح عند غيره أن الأرض أفضل وعليه مشايخنا اهـ ق ل. قال الرملي في شرحه: ومكة أي وكذا بقية الحرم أفضل الأرض للأحاديث الصحيحة التي لا تقبل النزاع كما قاله ابن عبد البر وغيره، وأفضل بقاعها الكعبة المشرفة ثم بيت خديجة بعد المسجد الحرام، نعم التربة التي ضمت أعضاء سيدنا رسول الله ﷺ أفضل من جميع ما مر حتى من العرش اهـ. وقال والده في حواشي الروض: وأفضل من السموات السبع ومن العرش والكرسي والجنة.

فإن قيل: يرد على ذلك أنه عليه الصلاة والسلام ينقل من أفضل لمفضول. والجواب: إنه خلق من تلك التربة، فلو كان ثم أفضل منها لخلق من ذلك، كما قيل إن صدره عليه الصلاة والسلام لما شق غسل بماء زمزم، فلو كان ثم أفضل منه لغسل بذلك الأفضل على أنه ورد: «ما بين قبري ومنبري روضة من رياض الجنة» فإن حمل ذلك على أنها من الجنة حقيقة زال الإشكال، ويكون المراد بالبينة ما بين ابتداء قبري أي لا من آخره روضة، فيكون القبر داخلاً في الروضة اهـ. ومعنى قوله: زال الإشكال يعني بأن ينقل ذلك الموضع بعينه في الآخرة إلى الجنة كما قاله بعضهم، وقال أيضاً في معناه أي كروضة من رياض الجنة في نزول الرحمة وحصول السعادة بما يحصل من ملازمة حلق الذكر فيها، فيكون تشبيهاً بغير أداة، أو المعنى أن العبادة فيها تؤدي إلى الجنة فيكون مجازاً هذا محصل ما أوله العلماء في هذا الحديث.

ونقل بعضهم عن ابن حجر أن قبور سائر الأنبياء أفضل مما تقدم ذكره، كقبر نبينا ﷺ، والذي في شرحه على المنهاج كشرح م ر لم تستثن فيه إلا البقعة التي ضمت أعضاءه ﷺ، وقضية اقتصارهما عليها اختصاص الحكم المذكور لها دون غيرها مما ذكر اهـ. قال بعضهم: ويبقى النظر فيما ضم روحه الشريفة ﷺ هل هو أفضل مما ضم الأعضاء أو مساويه في الفضل أو ما ضم أعضاءه الشريفة أفضل مما ضم روحه الشريفة؟ حرره.

قوله: (في المجموع) اعتمده الرملي. قوله: (أن ينزل من كل منهما) أي ينزل على

البجيرمي على الخطيب

وهو

حاشية الشيخ سليمان بن محمد بن عمر البجيرمي الشافعي

المتوفى سنة ١٢٢١هـ

المسماة

تحفة الحبيب على شرح الخطيب

المعروف

بالإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع

للشيخ محمد بن أحمد الشربيني القاهري الشافعي

المعروف بالخطيب الشربيني

المتوفى سنة ٩٧٧هـ

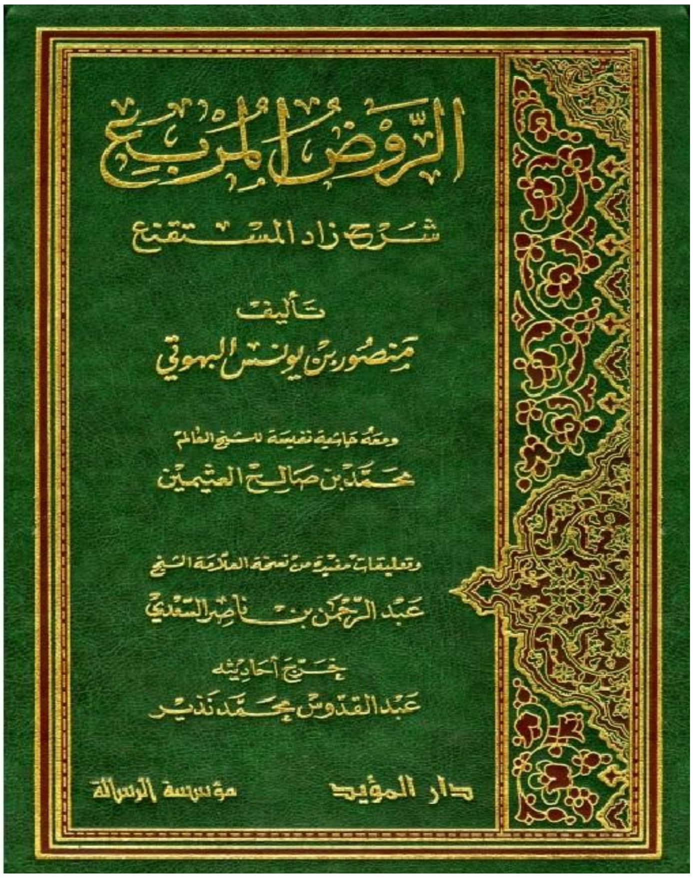
الجزء الأول

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

۳۔” الْكَعْبَةُ أَفْضَلُ مِنْ مُجَرَّدِ الْحُجْرَةِ، فَأَمَّا وَالنَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِيهَا؛ فَلَا وَاللَّهِ وَلَا الْعَرْشُ وَحَمَلَتُهُ وَالْجَنَّةُ، لِأَنَّ بِالْحُجْرَةِ جَسَدًا لَوْ وُزِنَ بِهِ لَرَجَحَ“۔”ابو وفاء علی بن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۱۳ھ) لکھتے ہیں: مجرد حجرہ مبارک سے کعبہ شریف افضل ہے لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک اس میں ہے تو اللہ کی قسم اب نہ کعبہ نہ عرش نہ اس کو اٹھانے والے فرشتے اور نہ ہی جنت اس سے افضل ہو سکتی ہے اور اگر ساری مخلوق کو حجرہ شریف کے ساتھ تولہ جائے تو بھی وزنی

ہو گا"۔ (کتاب الفنون لابن عقیل بحوالہ؛ بدائع الفوائد لابن القیم: ج۳، ص۶۵۵؛ الروض المربع شرح زاد المستقنع: ص۲۶۹؛ الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف: ج۳، ص ۵۶۲)



(وحرمها) بريد في بريد وهو **(ما بين عير)** جبل مشهور بها **(إلى ثور)** جبل صغير لونه إلى الحمرة، فيه تدوير ليس بالمستطيل خلف أحُد من جهة الشمال، وما بين عير إلى ثور هو ما بين لابتيها، واللابة الحرة، وهي أرض تركبها حجارة سود.

وتستحب المجاورة بمكة، وهي أفضل من المدينة، قال في «الفنون»: الكعبة أفضل من مجرد الحجرة فأما والنبي ﷺ فيها فلا والله، ولا العرش، وحملته، ولا الجنة لأن بالحجرة جسداً لو وزن به لرجح. اهـ.

وتضاعف الحسنة والسيئة بمكان وزمان فاضل.

باب ذكر دخول مكة
وما يتعلق به من الطواف والسعي

(يسن)*[1] دخول مكة **(من أعلاها)***[2]، والخروج من أسفلها.

(و) يسن **(دخول المسجد)** الحرام **(من باب بني شيبة)**، لما روى مسلم، وغيره، عن جابر «أن النبي ﷺ دخل مكة ارتفاع الضحى، وأناخ راحلته عند باب بني شيبة، ثم دخل»[(1)]، ويسن أن يقول عند دخوله: بسم الله، وبالله، ومن الله، وإلى الله، اللهم افتح لي أبواب فضلك، ذكره في أسباب الهداية.

---

(١) قطعة من حديث جابر بن عبدالله رضي الله عنهما. انظر «الإرواء» (٤/ ٢٠٣).

*١ قوله: يسن من أعلاه يعني من ثنية كداء وهي ثنية ربع الحجول وهل يسن ذلك لكل أحد حتى من كانت في غير طريقه ينبغي له العدول إليها، أم هي سنة لمن كانت في طريقه أو قريبًا منه؟ ظاهر كلامهم الأول فيعدل إليها، وذهب جماعة من الشافعية أنه لا يسن العدول إليها لمن لم تكن في طريقه، وأما الخروج فيسن من أسفل مكة من ثنية كُدي وهي ثنية قرب مشعب الشافعيين يقال لها باب شبيكة، وقال بعضهم وتعرف الآن بريع الرسام وهي في الشارع العام الموصل إلى جرول، والله أعلم.

*٢ وذكر ابن القيم في الهدى أن النبي ﷺ دخل مكة في العمرة من أسفلها، والله أعلم.

٢٦٩

الجزء الثالث

من

الانصاف

تفضل بالأمر بطبعه وتوزيعه على نفقته
ابتغاء وجه الله، ورجاء المثوبة في دار كرامته
محيي آثار السلف الصالحين، المهتدي بهدي سيد المرسلين
صاحب الجلالة أمير المؤمنين
وإمام الموحدين ملك العلماء وعالم الملوك
الملك سعود بن عبد العزيز المعظم
أمتع الله بطول حياته المباركة

— ٥٦٢ —

وقد ورد « أحَرِّم مابين لا بتيها » وفى رواية « مابين جبليها » وفى رواية « مابين مأزميها ».

قال الحافظ العلامة ابن حجر فى شرحه: رواية « ما بين لا بتيها » أرجح لتوارد الرواية عليها. ورواية « جبليها » لا تنافيها. فيكون عند كل جبل لابَةٌ. أو « لابتيها » من جهة الجنوب والشمال. و « جبليها » من جهة المشرق والمغرب. وعاكسه فى المطلع.

وأما رواية « مأزميها ». فالمأزم: المضيق بين الجبلين. وقد يطلق على الجبل نفسه.

فوائد

الأولى: مكة أفضل من المدينة. على الصحيح من المذهب. وعليه الأصحاب ونصره القاضى وأصحابه وغيرهم.

وأخذه من رواية أبى طالب ـ وقد سئل عن الجوار بمكة ـ؟ فقال: كيف لنا به؟ وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم « إنكِ لأحب البقاع إلى الله. وإنك لأحب البقاع إلي » وعنه: المدينة أفضل. اختاره ابن حامد وغيره.

وقال ابن عقيل فى الفنون: الكعبة أفضل من مجرد الحجرة. فأما وهو فيها: فلا والله ولا العرش وحملته والجنة. لأن فى الحجرة جسداً لو وزن به لرجح[(1)].

قال فى الفروع: فدل كلام الأصحاب أن التربة على الخلاف.

وقال الشيخ تقى الدين: لا أعلم أحداً فضل التربة على الكعبة إلا القاضى عياض. ولم يسبقه أحد.

وقال فى الإرشاد وغيره: محل الخلاف فى المجاورة. وجزموا بأفضلية الصلاة.

(١) الجسد جسد بشر كما أخبر الله. ومن أصدق من الله قيلا؟. و هذا غلو يكرهه الله ورسوله. فإن فوق العرش ربنا العلى العظيم سبحانه. هذا تكلف ما لا ينبغى، ودخول فيما ليس من شأننا. فما كان أولاهم بالإمساك عن هذا.

۴۔"قال الشیخ الخفَّاجي ینقل عن الإمام السبکي وسلطان العلماء العز ابن عبد السلامویقرھم علی قولھم۔ قال القاضي عیاض الیحصبي في کتابه الشفا: ولا خلاف أن موضع قبره صلی الله علیه وسلم أفضل بقاع الأرض۔ فعلّق علیه الشیخ الخفَّاجي۔ بل أفضل من السموات والعرش والکعبة کما نقله السبکي رحمة الله"۔"**قاضی عیاض المالکی** رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۴۴ھ) فرماتے ہیں: اور اس کے خلاف کوئی نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک تمام زمین سے افضل ہے۔ اس پر علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۶۹ھ) نے تعلیق لکھی کہ بلکہ [آپ کی قبر مبارک کی جگہ یا مٹی] آسمان، عرش، کعبہ سے بھی افضل ہے اور اس کے مثل امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۷۵۶ھ) نے بھی نقل کیا"۔(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض:ج۱، ص۶۸۳؛ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض:ج۳، ص۵۳۱؛ الضیاء الشمسی علی الفتح القدسی شرح ورد السحر للبکری:ج۲، ۲۴۱؛ سلسلۃ المحاضرات العلمیۃ والتربویۃ:ج۱، ص۸۵)

الشفا
بتعريف حقوق المصطفى
للقاضي عياض
أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي
٤٧٦ هـ - ٥٤٤ هـ

تحقيق
علي محمد البجاوي

الجزء الأول

الناشر
دار الكتاب العربي
ص.ب ١١-٥٧٦٩ بيروت

— ٦٨٢ —

فى الحديث المتقدِّم على ظاهره ، وأنّ الصلاةَ فى المسجد الحرام أفضلُ ؛ واحتجُّوا بحديثِ [عَبْد الله](١) بن الزُّبَيْر ، عن النبيّ صلّى اللهُ عليه وسلم(٢) بمثْلِ حديثِ أبى هريرة ؛ وفيه : وصلاةٌ فى المسجد الحرام أفضلُ من الصلاة فى مسجدى هذا بمائة صلاة .

ورَوى قتادة مِثْلَه ؛ فيأتِى فَضْلُ الصلاةِ فى المسجدِ الحرام على هذا على الصلاة فى سائر المساجد بمائة ألف .

ولا خِلَافَ(٣) أنّ موضِعَ قَبْرِه أفضلُ بِقَاعِ الأرض .

قال القاضى أبو الوليد الباجىّ : الذى يقتضِيه الحديثُ مخالفةُ حُكْمِ مسجدِ مكّةَ لسائر المساجِدِ(٤) ، ولا يُعْلَمُ منه حُكْمُها مع المدينة(٥) .

وذهب الطّحَاوى إلى أنّ هذا التفضيلَ إنما هو فى صلاةِ الفَرْض .

وذهب مُطَرِّف من أصحابنا إلى أنّ ذلك فى النافلة أيضاً ؛ قال : وجمعةٌ خيرٌ من جمعةٍ ، ورمضان خَيْرٌ من(٦) رمضان .

وقد ذكر عبد الرزاق فى تفضيل رمضان بالمدينةِ وغيرها حديثا نحوه .

وقال صلّى اللهُ عليه وسلم(٧) : ما بين بَيْتِى ومِنْبَرِى رَوْضَةٌ من رياض الجنة .

(١) ليس فى ا .
(٢) الذى أخرجه أحمد ، وابن حبان .
(٣) قال السبكى : الإجماع على أن قبره صلى الله عليه وسلم أفضل البقاع ؛ وهو مستثنى من تفضيل مكة على المدينة .
(٤) قال الخفاجى : حق مسجد الرسول ؛ لأنه ذكر فيه التفاضل بين الصلاة فى المسجدين .
(٥) حكمها ؛ أى حكم مكة فى التفاضل . مع المدينة : بالقياس إليها بالتفاضل .
(٦) وهو ما رواه الطبرانى وغيره عن بلال أنه صلى الله عليه وسلم قال : صيام شهر رمضان فى المدينة كصيام ألف شهر فيما سواها .

(الجزء الثالث)

من نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض للعالم الفاضل شمس الفضائل الذي هو بانواع المدائح حري مولانا أحمد شهاب الدين الخفاجي المصري تغمده الله برحمته واسكنه في فراديس جنته بمنه وكرمه آمين

وبهامشه شرح الشفا لعلي القاري رحمه الله تعالى

(الطبعة الاولى)
(بالمطبعة الازهرية المصرية)
(سنة ١٣٢٧ هجرية)

وروى قتادة مثله) أي مثل حديث ابن الزبير في أفضلية مكة (فيأتي فضل الصلاة في المسجد الحرام على هذا) الذي رواه ابن الزبير وقتادة (على الصلاة في سائر المساجد بمائة ألف) وفيما قاله شئ لانه كما قيل اسقط منه مضاف الى صلاة أي بمائة ألف صلاة وهو كذا في رواية أحمد وابن ماجه باسنادين صحيحين فلا يخفى ما في حديث ابن الزبير هذا روى صدره أبو هريرة وعجزه عمر رفعا وعرفه (ولا خلاف) بين العلماء والمحدثين في (ان موضع قبره) أي الموضع الذي قبر فيه صلى الله عليه وسلم وضم جسده الشريف (أفضل من) سائر (بقاع الارض) كلها بل هي أفضل من السموات والعرش والكعبة كما نقله السبكي رحمه الله تعالى لشرفه صلى الله عليه وسلم وعلو قدره وقال القرافي في القواعد للتفضيل أسباب فقد يكون للذات كتفضيل العلم وقد يكون بكثرة العبادة له أولما وقع فيه وقد يكون بالمجاورة كتفضيل جلد المصحف وقد يكون بالحلول كتفضيل قبره صلى الله تعالى عليه وسلم على البقاع فلا وجه لانكار ما في الشفاء ان الافضل انما هو بكثرة الثواب على الاعمال لا عمل على القبر فانه ممنوع ويلزمه ان لا يكون جلد المصحف بل المصحف مفضل وبطلانه معلوم من الدين بالضرورة انتهى واتفقه السبكي رحمه الله فقال الاجماع على ان قبره صلى الله عليه وسلم أفضل البقاع وهو مستثنى من تفضيل مكة على المدينة كما قيل

جزم الجميع بان خير الارض ما ٭ قد حاط ذات المصطفى وحواها
ونعم لقد صدقوا بساكنها علت ٭ كالنفس حين زكت زكى مأواها

وقال ابن عبد السلام التفضيل يكون لامور غير العمل فقبره صلى الله تعالى عليه وسلم أفضل الامكنة لتجلي الله له بما ينزل عليه من الرحمة والرضوان والملائكة لا حاجة الى ما قيل انه صلى الله عليه وسلم حي في قبره له اعمال فيه مضاعفة وان كان صحيحا ولو سلم ان المكان لا فضل له في ذاته فالفضل كونه لاجل ما حل فيه وقول السروجي من الحنفية لم نجد من تعرض لهذا في مذهبنا الذي يتوقف فيه بل العدم وقوفه عليه ويكفي لفضله ما اشتهر من ان كل احد يدفن في التربة التي خلق منها قلت وفي هذا فضل الضجيعيه وفخر كفى شرفه المباحث قال في عوارف المعارف روى عن ابن عباس ان أصل طينته صلى الله تعالى عليه وسلم من سرة الارض وهو موضع الكعبة بمكة فاول ما اجاب ذريته صلى الله تعالى عليه وسلم ومنها دحيت الارض فهو أصل التكوين والكائنات تبع له ولما تموج الطوفان ألقى طينته بمحل دفنه صلى الله تعالى عليه وسلم في الحقيقة فلم يدفن الا في أصل الكعبة الذي خلق منها صلى الله عليه وسلم انتهى وهو غريب لا يعلم مثله الا بالنقل وهو قول ثقة ويؤيده ما جاء في بعض الآثار ان سليمان عليه الصلاة والسلام زار محل قبر نبينا واخبر لمن معه برفيه وترك ثم أربعمائة من احبار بني اسرائيل ينتظرون بعثته وهجرته اليه فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين وههنا بحث وهو ان البقعة التي ضمت الجسد العظيم اذا كان أفضل من سائر البقاع يلزم ان يكون المدينة أفضل من مكة بلا نزاع لان المدينة هي تلك البقعة مع زيادة وزيادة الخير خير فكيف يتصور الخلاف بينهم على هذا بل نقول المدينة بعد هجرته صلى الله عليه وسلم اليها واقامته بها تفضل مكة حينئذ لان شرف المكان بالمكين فلا بد من تحرير الخلاف حتى يقام عليه الدليل وفي كلام شيخنا ابن قاسم ما يقتضي ما تقدم ان أفضل البقعة التي ضمت أعضاءه صلى الله تعالى عليه وسلم ثابت قبل دفنه فيها وقبل موته بل وقبل هجرته ثم قد يقال تفضيلها على الكعبة والعرش والكرسي انما ثبت بعد دفنه فيها لشرفها به لا قبله لانها حينئذ ليس فيها الا انها جزء من الكعبة بمجرد فلا يزيد على بقية اجزائها الان يقال اعداده لدفنه صلى الله تعالى عليه وسلم فيها اقتضى مزيتها على بقية الاجزاء قبل دفنه فيها أيضا وهل البقعة المذكورة أفضل من منزله عليه الصلاة والسلام في الجنة أو منزله فيها أفضل

(وروى قتادة مثله) وفي نسخة روى عن قتادة أي مثل حديث ابن الزبير (فيأتي فضل الصلاة في المسجد الحرام على هذا) أي القول المحتج المستدل له بحديث ابن الزبير (على الصلاة في سائر المساجد) أي ولو مسجد المدينة (بمائة ألف) قال الحجازي يروى بمائة وألف اقول الظاهر انه تصحيف في المبنى وتحريف المعنى ثم اعلم ان العلماء صرحوا بان هذه المضاعفة فيما يرجع الى الثواب فثواب صلاة فيه يزيد على ثواب مائة ألف فيما سواه ولا يتعدى ذلك الى الاجزاء عن الفوائت حتى لو كان عليه صلاتان فصلى في مسجد المدينة او المسجد الحرام او المسجد الاقصى صلاة لم تجزئه عنهما وهذا مما لا اختلاف فيه بين العلماء خلافا لما يغتر به بعض الجهلاء (ولا خلاف) أي بين علماء الامصار (ان موضع قبره صلى الله تعالى عليه وسلم أفضل بقاع الارض) أي بشرف قدره وكرمه عند ربه

الضياء الشمسي على الفتح القدسي

شرح ورد السحر للبكري

تأليف

شيخ الإسلام الأستاذ قطب الأقطاب

مصطفى بن كمال الدين البكري

المتوفى ١١٦٢هـ

تحقيق وتعليق

الشيخ أحمد فريد المزيدي

الجزء الثاني

وأنشد بعض الأفراد يبتغي المراد قوله:

حزم الجميع بأن خير الأرض ما ... قد حاط ذات المصطفى وحواها

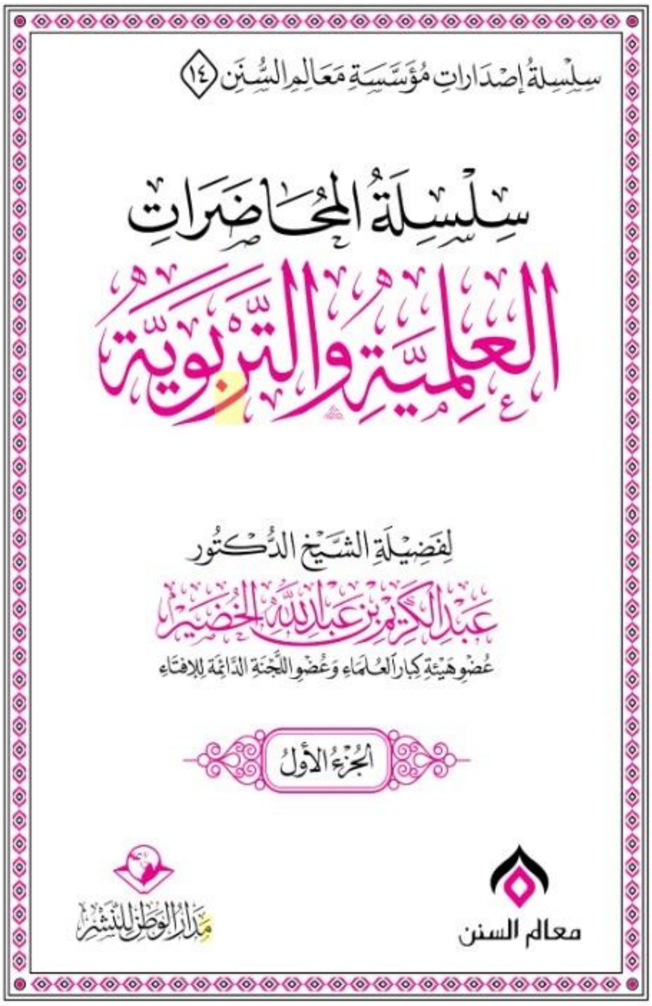
ونعم لقد صدقوا ساكنها علت ... كالنفس حين زكت زكا مأواها

قال الزركشي: «إعلام المساجد بأحكام المساجد»، بعد ما نقل حكاية الإجماع عن القاضي عياض الواجد وغيره عن كل ماجد، وحكمة التفضيل المجاورة؛ كما قيل: وللمجاورة تأثير؛ ولهذا يحرم على المحدث مس المصحف، قال القرافي: ولما خفي هذا المعنى على بعض الفضلاء أنكر الإجماع في ذلك، وقال التفضيل إنما هو بكثرة النواب على الأعمال، والعمل على قبره ﷺ محرم، وإذا تعذر الثواب هناك على عمل العامل، مع أن التفضيل إنما يكون باعتباره كيف يحكي الإجماع في أفضلية تلك البقعة على سائر البقاع؟ انتهى.

ولم يعلم أن أسباب التفضيل أعم من الثواب، والإجماع منعقد على التفضيل بهذا الوجه؛ لكثرة الثواب على الأعمال، ويلزم أن لا يكون جلد المصحف، ولا المصحف نفسه أفضل من غيره؛ لتعذر العمل فيه، وهو خرق للإجماع، انتهى.

وألف بعض أهل العصر رسالة في هذه المسألة، وهي ما ذكره المرصفي وغيره وما نقله؛ لما أسلفنا من عدم ورد ذلك في أحاديث دين الممالك، لكن قال الخفاجي ـ رحمه الله ـ عند قول صاحب «الشفاء»: ولا خلاف أن موضع قبره أفضل بقاع الأرض كلها، بل أفضل من السموات، والعرش، والكعبة؛ كما نقله السبكي لشرفه ﷺ، وعلو قدره، ثم قال: وقال ابن عبد السلام: التفضيل يكون لأمور العمل، فقبره ﷺ أفضل الأمكنة؛ لتجلي الله تعالى بما يتنزل من الرحمة، والرضوان، والملائكة، ولا حاجة إلى قيل من أنه ﷺ: حي في قبره، له أعمال فيه مضاعفة -وإن كان صحيحًا- وإن سلمنا أن المكان لا فضل له في ذاته كفى أنه؛ لأجل ما حل فيه.

وقول السروجي من الحنفية: لم نجد من تعرض لهذا في مذهبنا، ليس للتوقف بل فيه، بل لعدم قومه عليه، ويكفي لفضله ما اشتهر أن أحدًا يدفن في التربة التي خلق منها، قال: قلت: وفي هذا فضل لضجيعه وفخر، كفى شرفًا لهما كما مر، حتى قال في «عوارف المعارف»: روى ابن عباس: إن أصل طينته ﷺ من سرة الأرض، وهو موضع الكعبة بمكة، فأول ما أجاب درته ﷺ؛ أي: عند قول الله تعالى: ﴿ ٱئْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَآ أَتَيْنَا



تامة لطبع القرآن الكريم، ووقعت بيدي نسخة من «الشمائل النبوية» للترمذي طبعت طبعةً قريبة مما تقدم.

لا شك أن المبالغة في إخراج هذه الكتب يدل على شيء، وليس معنى هذا أننا ندعو إلى إهمال الكتب المتعلقة بسيرته ﷺ وشمائله وخصائصه كما يزعم بعضهم، فقد وقع في يدي قبل سنين كتاب اسمه: «جؤنة العطار»(١)، يرمي أئمة الدعوة وعلماء هذه البلاد بأنهم جفاة، وأن أحدهم يقول: «إن عصاه أنفع له من النبي ﷺ»، سبحانك هذا بهتان عظيم، ويستدل على ذلك بأننا لا نقرأ في الشفاء(٢)، والمواهب(٣)، ودلائل الخيرات ونحوها.

والحق أن العلماء في هذه البلاد يعنون بجانب التوحيد وسد الذرائع الموصلة إلى الشرك وإلى ارتكاب ما نهى عنه النبي ﷺ من الإطراء والغلو في المديح، وأن في الكتب السابقة الذكر شيئًا من ذلك، ففي بعض شروح الشفا تفضيل الحُجرة على العرش(٤)، وأما ما في هذه الكتب من الأدلة الصحيحة فهو موجود في كتاب الله جَلَّ وَعَلَا وما صح من سنته ﷺ.

(١) هو كتاب: «جؤنة العطار في طرف الفوائد ونوادر الأخبار»، لأحد المتأخرين.
(٢) هو كتاب: «الشفا بالتعريف بحقوق المصطفى» للقاضي عياض بن موسى اليحصبي (٤٧٦هـ - ٥٤٤هـ).
(٣) هو كتاب: «المواهب اللدنية بالمنح المحمدية» لأحمد بن محمد القسطلاني (١٠٥٥هـ-١١٢٢هـ).
(٤) قال أحمد بن محمد الخفاجي (١٠٦٩هـ) في كتابه «نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض» (١٢١/٥): «(ولا خلاف) بين العلماء والمحدثين في (أن موضع قبره) أي الموضع الذي قبره فيه ﷺ، وضم جسده الشريف (أفضل من) سائر (بقاع الأرض) كلها، بل هي أفضل من السماوات والعرش والكعبة كما نقله السبكي رحمه الله لشرفه ﷺ، وعلو قدره».

۵۔"قال الإمام النووي رحمه الله في حديث مسلم: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ"۔ وهذا الحديث دليل لتفضيله صلى الله عليه وسلم على الخلق كلهم، لأن مذهب أهل السنة أن الآدميين أفضل من الملائكة، وهو صلى الله عليه وسلم أفضل الآدميين وغيرهم"۔"الإمام النووی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:٦٧٦ھ) صحیح مسلم کی حدیث "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا، قیامت کے دن اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی" کے بارے میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں کیونکہ اہلسنت کے نزدیک آدمی ملائکہ سے افضل ہیں اور دوسری حدیث میں جو آتا ہے پیغمبروں میں ایک دوسرے پر بزرگی نہ دو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید یہ حدیث اس سے پہلے کی ہے، بعد اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں"۔ (صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب تَفْضِيلِ نَبِيِّنَا صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى جَمِيعِ الْخَلَائِقِ، ج٦، حاشیہ رقم الحدیث ٢٢٧٨)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ أَنَا سَیِّدُ ((وَلَدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ)).

نے فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔

بَابٌ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: رسول اللہ ﷺ کے معجزوں کا بیان

۵۹٤۱–عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَوَضَّئُونَ فَحَزَرْتُ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الثَّمَانِينَ قَالَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ.

۵۹۴۱- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے پانی مانگا تو ایک ٹب لایا گیا پھیلا ہوا لوگ اس میں سے وضو کرنے لگے۔ میں نے اندازہ کیا تو ساٹھ سے اسی آدمی تک نے وضو کیا ہوگا۔ میں پانی کو دیکھ رہا تھا آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا تھا۔

۵۹٤۲–عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ قَالَ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

۵۹۴۲-انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا تھا اور لوگوں نے وضو کا پانی ڈھونڈا' پانی نہ ملا' پھر تھوڑا سا وضو کا پانی رسول اللہ ﷺ کے سامنے لایا گیا آپ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا اس میں وضو کرنے کا۔ انسؓ نے کہا میں نے دیکھا پانی آپ کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہا تھا۔ پھر سب لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ اخیر والے نے بھی۔

۵۹٤۳–عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ بِالزَّوْرَاءِ قَالَ وَالزَّوْرَاءُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ السُّوقِ وَالْمَسْجِدِ فِيمَا ثَمَّهْ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَوَضَعَ كَفَّهُ فِيهِ فَجَعَلَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ جَمِيعُ أَصْحَابِهِ قَالَ

۵۹۴۳-انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب زوراء میں تھے اور زوراء ایک مقام ہے مدینہ میں بازار اور مسجد کے قریب۔ آپ نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور اپنی ہتھیلی اس میں رکھ دی تو آپ کی انگلیوں میں سے پانی پھوٹنے لگا اور تمام اصحاب نے وضو کر لیا۔ قتادہؓ نے کہا میں نے انسؓ سے کہا اے

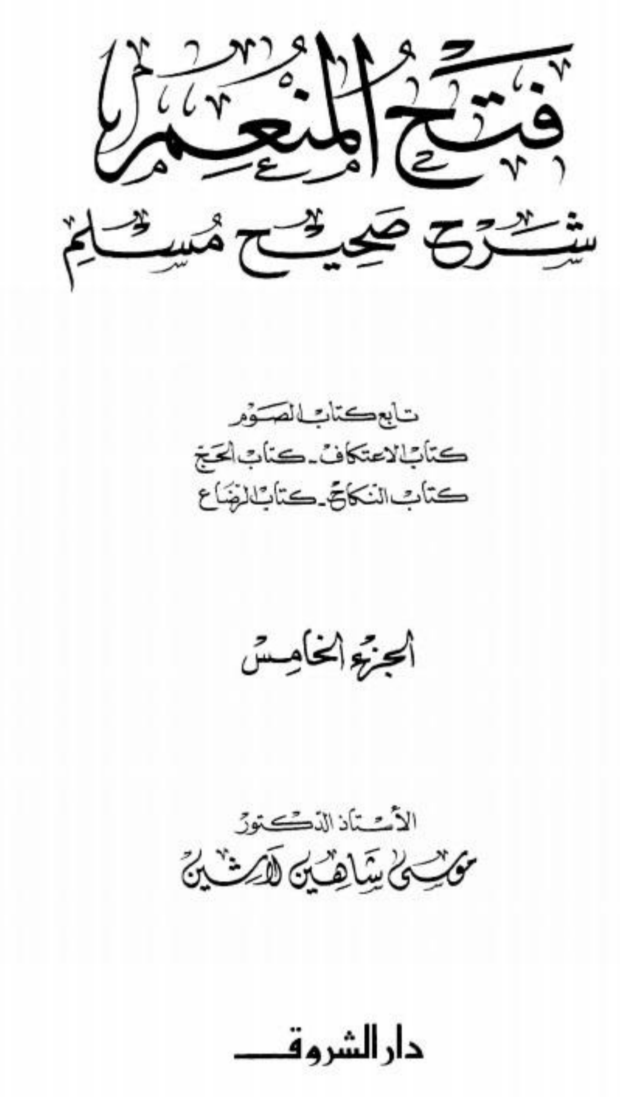
ہے بلکہ حکم الٰہی سے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واما بنعمة ربك فحدث دوسری امت کی تعلیم اور اعتقاد کے لیے۔

اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہیں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک آدمی ملائکہ سے افضل ہیں اور دوسری حدیث میں جو آیا ہے پیغمبروں میں ایک کو دوسرے پر بزرگی نہ دو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید یہ حدیث اس نے پہلے کی ہے بعد اس کے آپ کو معلوم ہوا کہ آپ سب سے افضل ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ ادب اور تواضع پر محمول ہے تیسرے مراد اس سے یہ ہے کہ اس طرح پر ایک کی بزرگی بیان کرے کہ دوسرے کی توہین نہ نکلے۔ چوتھے یہ کہ اس تفصیل سے ممانعت ہے جس سے جھگڑا اور فتنہ پیدا ہو۔ پانچویں یہ کہ نفس نبوت میں کوئی تفصیل نہیں ہے بلکہ اور خصائل کی وجہ سے ہے۔ (نووی)

۴۲

۶۔''امام نووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مقام پر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں:''قال القاضي عياض: أجمعوا على أن موضع قبره صلى الله عليه وسلم أفضل بقاع الأرض، وأن مكة والمدينة أفضل بقاع الأرض، واختلفوا في أفضلها - ماعدا موضع قبره صلى الله عليه وسلم، فقال عمر وبعض الصحابة ومالك وأكثر المدنيين: المدينة أفضل، وقال أهل مكة والكوفة والشافعي وبعض المالكية: مكة أفضل''۔''رسول اللہ ﷺ کے جسدِ اطہر سے ملی ہوئی جگہ بالاجماع افضل ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ باقی مدینہ اور مکہ میں کون افضل ہے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعض

صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر مدینہ والوں کے نزدیک مدینہ افضل ہے اور مکہ والوں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض مالکیوں کے نزدیک مکہ افضل ہے"۔(فتح المنعم شرح صحیح مسلم: ج۵، ص۴۶۸)



يذكره، فيصرفه، ومنهم من يؤنثه، فيمنعه من الصرف، وهو من عوالى المدينة، على ميلين أو ثلاثة أميال منها، على يسار قاصد مكة،وسمى المكان باسم بئر هناك، والمسجد المضاف إليها هو مسجد بنى عمرو بن عوف، وهو أول مسجد أسسه رسول الله ﷺ ومعنى « راكباً وماشياً » أى بحسب ماتيسر له، والواو بمعنى أو.

فقه الحديث

قال النووى: اختلف العلماء فى تفضيل المسجد الحرام على حسب اختلافهم فى مكة والمدينة، أيهما أفضل؟ ومذهب الشافعى وجماهير العلماء: أن مكة أفضل من المدينة، وأن مسجد مكة أفضل من مسجد المدينة، وعكسه مالك وطائفة، فالحديث عند الشافعى معناه « إلا المسجد الحرام » فإن الصلاة فيه أفضل من الصلاة فى مسجدى، وعند مالك وموافقيه « إلا المسجد الحرام » فإن الصلاة فى مسجدى تفضله بدون الألف. قال القاضى عياض: أجمعوا على أن موضع قبره صلى الله عليه وسلم أفضل بقاع الأرض، وأن مكة والمدينة أفضل بقاع الأرض، واختلفوا فى أفضلهما - ماعدا موضع قبره صلى الله عليه وسلم، فقال عمر وبعض الصحابة ومالك وأكثر المدنيين: المدينة أفضل، وقال أهل مكة والكوفة والشافعى وبعض المالكية: مكة أفضل. قال النووى: ومما احتج به الشافعية لتفضيل مكة حديث عبد الله بن عوى ابن الحمراء ﷺ أنه سمع رسول الله ﷺ وهو واقف على راحلة بمكة يقول: « والله إنك لخير أرض الله، وأحب أرض الله إلى الله، ولولا أنى أخرجت منك ما خرجت » رواه الترمذى والنسائى، وقال الترمذى: هو حديث حسن صحيح، وعن عبد الله بن الزبير ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: « صلاة فى مسجدى هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه من المساجد إلا المسجد الحرام، وصلاة فى المسجد الحرام أفضل من مائة صلاة فى مسجدى » حديث حسن، رواه أحمد فى مسنده والبيهقى وغيرهما بإسناد حسن.اهـ

واستدل المالكية بقوله صلى الله عليه وسلم « مابين بيتى ومنبرى روضة من رياض الجنة » مع قوله « موضع سوط فى الجنة خير من الدنيا وما فيها ».

واستدل بالروايات الست الأوليات على تضعيف الصلاة مطلقا فى المسجدين. قال النووى: ومذهبنا أنه لايختص هذا التفضيل بالصلاة الفريضة، بل يعم الفرض والنفل جميعا، وبه قال مطرف من أصحاب مالك، وقال الطحاوى: يختص بالفرض. قال النووى: وهذا مخالف لإطلاق هذه الأحاديث الصحيحة.اهـ

وقد استدل الطحاوى بحديث « أفضل صلاة المرء فى بيته إلا المكتوبة » قال الحافظ ابن حجر: ويمكن أن يقال: لامانع من إبقاء الحديث على عمومه - أى بما يشمل الفرض والنفل - فتكون صلاة النافلة فى بيت بالمدينة أو مكة تضاعف على صلاتها فى البيت فى غيرهما، وكذا فى المسجدين، وإن كانت فى البيوت أفضل مطلقا.اهـ

٤٦٨

۷۔"لَكِنْ قَالَ النَّوَوِيُّ: الْجُمْهُورُ عَلَى تَفْضِيلِ السَّمَاءِ عَلَى الْأَرْضِ أَيْ مَا عَدَا مَا ضَمَّ الْأَعْضَاءَ الشَّرِيفَةَ، وَأَجْمَعُوا بَعْدُ عَلَى تَفْضِيلِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ عَلَى سَائِرِ الْبِلَادِ، وَاخْتَلَفُوا فِيهِمَا، وَالْخِلَافُ فِيمَا عَدَا الْكَعْبَةَ فَهِيَ أَفْضَلُ مِنْ بَقِيَّةِ الْمَدِينَةِ اتِّفَاقًا، انْتَهَى"۔ "امام نووی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ: یہ بات واضح ہوگئی کہ جمہور علماء کے نزدیک آپ علیہ الصلاۃ السلام کے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ تمام زمین و آسمان سے افضل ہے، جیسا کہ مکہ اور مدینہ تمام زمین سے افضل ہیں۔ اس پر علماء کرام کا اجماع ہے، اس میں سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ مکہ و مدینہ کی افضلیت کے بارے میں جو اختلاف ہے وہ کعبہ کو چھوڑ کر ہے کہ کعبہ مدینہ سے افضل ہے سوائے مدینہ کی اس جگہ کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعضاء مبارکہ کو مس ہو رہی ہے"۔ (مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل: کتاب الایمان، فَرْعٌ فِي نَاذِرِ زِيَارَتِهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمَدِينَةُ أَفْضَلُ، ثُمَّ مَكَّةُ، ج۴، ص۵۳۳)

مواهب الجليل

لشرح

مختصر خليل

تأليف

أبي عبد الله محمد بن محمد بن عبد الرحمن المغربي

المعروف بالحطاب الرعيني

المتوفى ٩٥٤ هـ

ضبطه وخرج آياته وأحاديثه

الشيخ زكريا عميرات

الجزء الرابع

DKI

دار الكتب العلمية

أسسها محمد علي بيضون سنة 1971

بيروت - لبنان

وَهَلْ إِنْ كَانَ بِبَعْضِهَا، أَوْ إِلاَّ لِكَوْنِهِ بِأَفْضَلَ؟ خِلاَفٌ، وَالْمَدِينَةُ أَفْضَلُ ثُمَّ مَكَّةُ.

المسجد ركعتين قال: يعد السواري ويصلي إلى واحدة لكل سارية ركعتين وهو قول مالك انتهى. ص: **(والمدينة أفضل ثم مكة)** ش: هذا هو المشهور. وقيل: مكة أفضل من المدينة بعد إجماع الكل على أن موضع قبره عليه الصلاة والسلام أفضل بقاع الأرض. قال الشيخ زروق في شرح الرسالة: قلت: وينبغي أن يكون موضع البيت بعده كذلك ولكن لم أقف عليه لأحد من العلماء فانظره انتهى. وقال الشيخ السمهودي في تاريخ المدينة: نقل عياض وقبله أبو الوليد والباجي وغيرهما الإجماع على تفضيل ما ضم الأعضاء الشريفة على الكعبة. بل نقل التاج السبكي عن ابن عقيل الحنبلي أنها أفضل من العرش، وصرح التاج الفاكهي بتفضيلها على السموات قال: بل الظاهر المتعين جميع الأرض على السموات لحلوله ﷺ بها. وحكاه بعضهم عن الأكثر بخلق الأنبياء منها ودفنهم فيها، لكن قال النووي: الجمهور على تفضيل السماء على الأرض أي ما عدا ما ضم الأعضاء الشريفة. وأجمعوا بعد على تفضيل مكة والمدينة على سائر البلاد. واختلفوا فيهما والخلاف فيما عدا الكعبة فهي أفضل من بقية المدينة اتفاقاً. انتهى من خلاصة الوفا. وقال في المسائل الملقوطة: ولا خلاف أن مسجد المدينة ومكة أفضل من مسجدد بيت المقدس، واختلفوا في مسجدي مكة والمدينة والمشهور من المذهب أن المدينة أفضل وهو قول أكثر أهل المدينة. وقال ابن وهب وابن حبيب: مكة أفضل.

مسألة: قال في المسائل الملقوطة: وحكم ما زيد في مسجده عليه الصلاة والسلام حكم المزيد فيه في الفضل. ثم ذكر أحاديث ورواية عن مالك في ذلك ونقل ذلك عن تسهيل المهمات لوالده، ونص كلامه: وحكم ما زيد في مسجده ﷺ حكم المزيد في الفضل لأحاديث عنه ﷺ وآثار عن عمر وأبي هريرة رضي الله عنهما مصرحة بذلك. ذكرها المؤرخون في كتبهم والله أعلم بصحتها. قال عمر رضي الله عنه لما فرغ من بناء المسجد ومن زيادته: لو انتهى بناؤه إلى الجبانة لكان الكل مسجد رسول الله ﷺ. وقال أبو هريرة: سمعت

بيت المقدس فلا يأتيهما حتى ينوي الصلاة في مسجديهما أو يسميهما فيقول: إلى مسجد الرسول ﷺ أو إلى مسجد بيت المقدس وإن لم ينو الصلاة فيهما فليأتهما راكباً ولا هدي عليه، وكأنه لما سماهما قال: علي أن أصلي فيهما **(وهل وإن كان ببعضها أو إلا لكونه بأفضل خلاف والمدينة أفضل ثم مكة)** ابن بشير: حمل اللخمي المذهب على أن من التزم المشي إلى أحد هذه المساجد الثلاثة فلا يأتيه إلا أن يكون في موضع غيرها، وأما إن كان في أحدهما والتزم المشي إلى الآخر، فإن كان الموضع الملتزم فيه أفضل من الموضع الذي هو به لزمه وإلا لم يلزمه، والمدينة عند مالك أفضل ثم مكة ثم بيت المقدس. والظاهر من المذهب أنه يلزمه الإتيان إلى أحد هذه الثلاثة وإن كان الموضع الذي هو فيه أفضل من الموضع الذي التزم المشي إليه، وقد كان رسول الله ﷺ يأتي مسجد قباء من المدينة ومسجد المدينة لا شك أفضل. ابن شاس.

۸۔"قال القرافي: ولما خفي هذا المعنى على بعض الفضلاء أنكر حكاية الإجماع على تفضيل ما ضم الأعضاء الشريفة، وقال: التفضيل إنما هو بكثرة الثواب على الأعمال، والعمل على قبر رسول الله صلّى الله عليه وسلّم محرم، قال: ولم يعلم أن أسباب التفضيل أعم من الثواب، والإجماع منعقد على التفضيل بهذا الوجه لا بكثرة الثواب، ويلزمه ألايكون جلد المصحف- بل ولا المصحف نفسه- أفضل من غيره لتعذر العمل فيه، وهو خرق للإجماع- قلت: وما ذكره من التفضيل بالمجاورة مسلّم، لكن ما اقتضاه من عدم التفضيل لكثرة الثواب في ذلك ممنوع لما سنحققه"۔"عبد الرحمٰن بالقرافی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ٦٨٤ھ) فرماتے ہیں: یہ بات بعض علماء پر مخفی رہی ہے کہ انہوں نے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے اس کی افضلیت پر جو اجماع نقل ہوتا چلا آرہا ہے اس کا انکار کیا۔ اور جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جگہ کی فضیلت اس وجہ سے ہے کیونکہ یہاں پر اعمال (عبادات) کرنے سے ثواب زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ اور جہاں تک بات نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی ہے تو وہاں پر تو عمل (عبادت) کرنا حرام ہے اور نبی کریم ﷺ کی قبر پر عمل (عبادت) کرنا توبُت پرستی ہے"۔ آگے فرماتے ہیں:"اصل میں یہ بات ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ کسی جگہ کی فضیلت کا مدار صرف کثرت ثواب پر نہیں

ہو تا بلکہ کسی جگہ کی فضیلت کثرت ثواب پر بھی منحصر ہو سکتا ہے اور اس کی کوئی دوسری وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ جہاں تک بات نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبر مبارک کو فضیلت دینے کی ہے، تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہاں کثرت ثواب ہے بلکہ اس کی وجہ دوسری ہے۔ کیونکہ اگر کسی جگہ کی فضیلت کی وجہ کثرت ثواب لی جائے تو پھر قرآن کریم کے مصحف کی جو جلد ہوتی ہے وہ بھی افضل نہ ہوئی اور نہ ہی قرآن کریم کا نسخہ افضل ہوا کیونکہ قرآن کریم کی جلد اور نسخہ پر تو عمل محال ہے لہٰذا اس پر تو عمل کا مدار نہیں ہے، اور یہ اجماع کے بھی مخالف ہے۔ البتہ کسی چیز کو فضیلت دینا کسی کے قرب وجوار کی بنا پر تو یہ بات مسلم ہے۔ البتہ فضیلت کثرت ثواب کی بنا پر نہیں ہو سکتی یہ بھی ممنوع ہے، جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں"۔ (وفاء الوفا باخبار دار المصطفی: الباب الثانی، الفصل الأول فی تفضیلھا علی غیرھا من البلاد، مکۃ أفضل أم المدینۃ، ج۱، ص ۳۰-۲۹)

— ٢٩ —

وفاء الوفا

بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين على بن أحمد السمهودى

المتوفى فى عام ٩١١ من الهجرة

حققه، وفصله، وعلق حواشيه

محمد محيي الدين عبد الحميد

عفا الله تعالى عنه

الجزء الأول

الأرض أفضل أم السماء؟

قلت : وقد صرح بما بحثه من تفضيل الأرض على السماء ابنُ العِمَادِ نقلا عن الشيخ تاج الدين إمام الفاضلية

قال : وقالوا : إن الأكثرين عليه ؛ لأن الأنبياء خُلِقوا من الأرض وعبَدوا الله فيها ، ودفنوا بها اهـ .

وقال النووى : المختار الذى عليه الجمهور أن السموات أفضل من الأرض ، وقيل : إن الأرض أشرف ؛ لأنها مُسْتقر[1] الأنبياء ومَدْفنهم ، وهو ضعيف

قلت : وكأن وجه تضعيفه للثانى أن الكلام عن مطلق الأرض ، ولا يلزم من تفضيل بعضها لكونها مدفَنَ الأنبياء تفضيلُ كلها ، وضعف أيضا بأن أرواح الأنبياء فى السموات والأرواح أفضل من الأجساد ، وجوابه ما سنحققه إن شاء الله تعالى من حياة الأنبياء فى قبورهم ، صلوات الله وسلامه عليهم

وقال شيخنا المحققُ ابن إمام الكاملية فى تفسير سورة الصف : والحق أن مواضع الأنبياء وأرواحهم أشرفُ من كل ما سواها من الأرض والسماء ، ومحلُّ الخلافِ فى غير ذلك كما كان يقرره شيخ الإسلام البلقينى

قال الزركشى : وتفضيلُ ماضم الأعضاء الشريفة للمجاورة ، ولهذا يحرم للمحدث مس جلد المصحف[2] .

عود لتفضيل مكة أو المدينة

قال القرافى : ولما خفى هذا المعنى على بعض الفضلاء أنكر حكاية الإجماع على تفضيل ماضم الأعضاء الشريفة . وقال : التفضيلُ إنما هو بكثرة الثواب على الأعمال ، والعملُ على قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم محرم ، قال : ولم يعلم أن أسباب التفضيل أعم من الثواب ، والإجماع منعقد على التفضيل بهذا الوجه

(١) المستقر : مكان الاستقرار ، واستقرار الأنبياء فى الأرض أما فى حياتهم فلأنها موطن دعوتهم والحاجة إليهم فيها ، وأما بعد وفاتهم فلأن مدفنهم بها .

(٢) قاس ما ضم الأعضاء على جلد المصحف ، فكما أعطى جلد المصحف حكم المصحف لعلة المجاورة أعطى ما ضم الأعضاء حكم الأعضاء لعلة المجاورة ، والقرافى جعل العلة هى كثرة الثواب فلم يصح عنده هذا القياس .

۹۔"وقال التاج الفاكهي: قالوا: لا خلاف أن البقعة التي ضمت الأعضاء الشريفة أفضل بقاع الأرض على الإطلاق حتى موضع الكعبة"۔ "شیخ تاج الدین الفاکہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۷۳۴ھ) فرماتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ ہر شئے سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ شریف سے بھی افضل ہے"۔ (وفاء الوفا باخبار دار المصطفی: الباب الثانی، الفصل الأول فی تفضیلھا علی غیرھا من البلاد، مکۃ أفضل أم المدینۃ، ج۱، ص۲۸)

وفاء الوفا

بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين على بن أحمد السمهودى

المتوفى فى عام ٩١١ من الهجرة

حققه، وفصّله، وعلق حواشيه

محمد محيى الدين عبد الحميد

عفا الله تعالى عنه

الجزء الأول

الباب الثانى

فى فضائلها، وبَدْءِ شأنها وما يؤل إليه أمرها، وظهور النار المنذَرِ بها من أرضها، وانطفائها عند الوصول إلى حرمها، وفيه ستة عشر فصلا

الفصل الأول

فى تفضيلها على غيرها من البلاد

مكة أفضل أم المدينة

قد انعقد الإجماع على تفضيل ما ضَمّ الأعضاء الشريفة، حتى على الكعبة المنيفة، وأجمعوا بعدُ على تفضيل مكةَ والمدينةَ على سائر البلاد، واختلفوا أيهما أفضل؛ فذهب عمر بن الخطاب وابنُه عبدُ الله ومالك بن أنس وأكثر المدنيين إلى تفضيل المدينة، وأحْسَنَ بعضُهم فقال: محلُّ الخلاف فى غير الكعبة الشريفة، فهى أفضل من المدينة ماعدا ماضم الأعضاء الشريفة إجماعا، وحكاية الإجماع على تفضيل ماضم الأعضاء الشريفة نقله القاضى عِياض، وكذا القاضى أبو الوليد(1) الباجىُّ قبله كما قال الخطيب ابن جملة، وكذا نقله أبو اليمن ابن عساكر وغيرهم، مع التصريح بالتفضيل على الكعبة الشريفة، بل نقل التاجُ السبكى عن ابن عَقيل الحنبلى أن تلك البقعة أفضل من العرش.

وقال التاج الفاكهى: قالوا: لا خلاف أن البقعة التى ضمت الأعضاء الشريفة أفضلُ بِقاع الأرض على الإطلاق حتى موضع الكعبة، ثم قال: وأقول أنا: أفضل بقاع السموات أيضا، ولم أرَ من تعرض لذلك، والذى أعتقده أن ذلك لو عُرِضَ على علماء الأمة لم يختلفوا فيه، وقد جاء أن السموات تشرفت بمواطىء قدميه صلى الله عليه وسلم، بل لو قال قائل إن جميعَ بقاع الأرض أفضلُ من جميع بقاع السماء شرفها لكون النبى صلى الله عليه وسلم حالاً فيها لم يبعد، بل هو عندى الظاهر المتعين

(1) فى خلاصة الوفا (ص ١٠) «أبو الوليد الناجى» بالنون.

۱۰۔"أَلَا تَرَى إِلَى مَا وَقَعَ مِنْ الْإِجْمَاعِ عَلَى أَنَّ أَفْضَلَ الْبِقَاعِ الْمَوْضِعُ الَّذِي ضَمَّ أَعْضَاءَهُ الْكَرِيمَةِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهُ، وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - أَفْضَلُ مِنْ الْكَعْبَةِ وَغَيْرِهَا"۔ "امام محمد العبدری الفاسی المالکی الشہیر بابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۷۳۷ھ) لکھتے ہیں: کیا تو نہیں جانتا کہ اجماع واقع ہوا ہے کہ جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اقدس مس ہے وہ تمام کائنات کی جگہوں سے افضل ہے، حتیٰ کہ کعبہ وغیرہ سے بھی افضل ہے"۔ (المدخل لابن الحاج: ص۲۵۷)

المدخل

لابن الحاج

أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدری
المالکی الفاسی
المتوفى فى ٧٣٧ هجرية

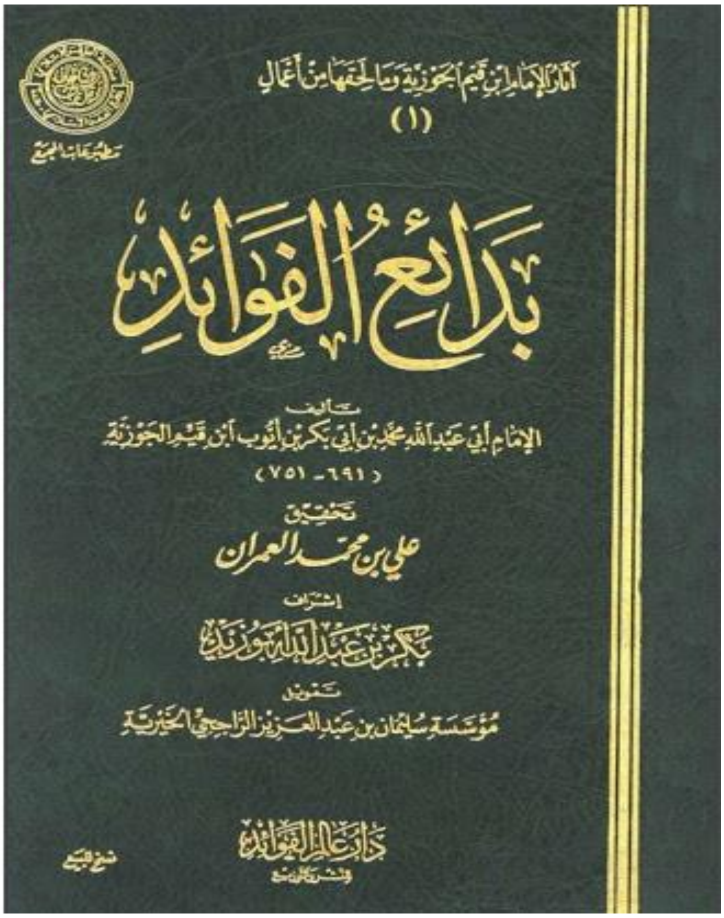
الجزء الأول

مكتبة دار التراث
٢٢ شارع الجمهورية - القاهرة

حتى انتقل الى ربه عز وجل وذلك أن حكمة المولى سبحانه وتعالى قد مضت على أنه عليه الصلاة والسلام تتشرف الأشياء به لا هو يتشرف بها فلو بقى عليه الصلاة والسلام فى مكة الى انتقاله الى ربه تعالى لكان يتوهم أنه قد تشرف بمكة اذ أن شرفها قد سبق بآدم والخليل واسماعيل عليهم الصلاة والسلام. فلما أن أراد الله تعالى أن يبين لعباده أنه عليه الصلاة والسلام أفضل المخلوقات كان ما تقدم ذكره من هجرته عليه الصلاة والسلام الى المدينة فتشرفت المدينة به. ألا ترى الى ما وقع من الاجماع على أن أفضل البقاع الموضع الذى ضم أعضاءه الكريمة صلوات الله عليه وسلامه. وقد تقدم أنه عليه الصلاة والسلام أفضل من الكعبة وغيرها. وانظر الى الأشياء التى باشرها عليه الصلاة والسلام تجدها أبداً تتشرف بحسب مباشرته لها وبقدر ذلك يكون التشريف. ألا ترى أنه عليه الصلاة والسلام قال فى المدينة (ترابها شفاء) وما ذاك الا لتردده عليه الصلاة والسلام بتلك الخطا الكريمة فى أرجائها لعيادة مريض أو اغاثة ملهوف أو غير ذلك. ولما أن كان مشيه صلى الله عليه وسلم فى مسجده بالمدينة أكثر من تردده فى غيره من المدينة عظم شرفه بذلك فكانت الصلاة فيه بألف صلاة. ولما أن كان تردده عليه الصلاة والسلام بين بيته ومنبره أكثر من تردده فى المسجد كانت تلك البقعة الشريفة بنفسها روضة من رياض الجنة. قال عليه الصلاة والسلام (ما بين بيتى ومنبرى روضة من رياض الجنة) انتهى. وفى تأويل ذلك قولان للعلماء. أحدهما أن العمل فيها يحصل لصاحبه روضة فى الجنة. والثانى أنها بنفسها تنقل الى الجنة. وهذا هو الصحيح. ثم نرجع الى ما كنا بسبيله من زيارة القبور فيما ذكر من الآداب وهو فى زيارة العلماء والصلحاء ومن يتبرك بهم. وأما عظيم جناب الأنبياء والرسل صلوات الله وسلامه عليهم

«١-٣٣»

۱۱۔ امام ابن القیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں: "قال ابن عقيل: سألني سائل أيما أفضل حجرة النبي أم الكعبة؟ فقلت: إن أردت مجرد الحجرة فالكعبة أفضل، وإن أردت وهو فيها فلا والله ولا العرش وحملته ولا جنه عدن ولا الأفلاك الدائرة لأن بالحجرة جسدا لو وزن بالكونين لرجح"۔ "ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سائل نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ افضل ہے یا کعبہ؟ جواب دیا اگر تمہارا ارادہ خالی حجرہ ہے تو تو پھر کعبہ افضل ہے اور اگر تمہاری مراد وہ ہے جو اس میں ہے [یعنی روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جہاں پر مدفون ہیں] تو پھر اللہ کی قسم نہ عرش افضل ہے نہ اس کے تھامنے والے فرشتے نہ جنت عدن اور نہ ہی پوری دنیا۔ اگر حجرے کا وزن جسد کے ساتھ کیا جائے تو وہ تمام کائنات اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بھی افضل ہو گا"۔ (بدائع الفوائد: ج۱، ص۱۰۶۵)





قلت: وقد ذهب(١) بعضُ الفقهاء إلى أنهم يَجوزُ لهم الأخذَ من الزَّكاة مطلقًا إذا مُنِعُوا حَقَّهُم من الخُمُس، وأفتى به بعضُ الشافعية.

فائدة

قال ابنُ عقيل: سألني سائل: أيُّما أفضلُ حُجرةُ النَّبِيِّ ﷺ أو الكعبة؟

فقلت: إن أردتَ مجرَّدَ الحُجرة فالكعبةُ أفضل، وإن أردتَ وهو فيها فلا والله، ولا العرشُ وحَمَلَتُهُ، ولا جَنَّةُ عَدْن، ولا الأفلاكُ الدائرة؛ لأنَّ بالحُجرة جَسَدًا لو وزن بالكَوْنَين لرَجَحَ.

* وسُئل عن حَبْس الطير لطيب نَغَمتها؟

فقال: سَفَهٌ وبَطَر، يكفينا أن نُقْدِم على ذبحِها للأكل فحسب؛ لأن الهواتفَ من الحَمَام، ربما هتفتْ نياحةً على الطيران وذكر أفراخها، أفيحسُنُ بعاقل أن يُعَذِّبَ حيًّا لِيَتَرنَّمَ فيلْتَذَّ بنياحته؟! وقد منع من هذا بعضُ أصحابنا وسموه سَفَهًا.

فائدة

من دقيق الوَرَع أن لا يُقْبَلَ المبذولُ حال هَيَجان الطبع من حزن أو سرور، فذلك كبذل السَّكران، ومعلومٌ أن الرأي لا يتحقَّقُ إلا مع اعتدال المزاج، ومتى بذل باذلٌ(٢) في تلك الحال يعقبُهُ نَدَمٌ، ومن هنا(٣): «**لا يَقْضِي القَاضِي وَهُوَ غَضْبَانُ**»(٤)، وإذا أردت اختيارَ ذلك

(١) «الإمامية. قلت: وقد ذهب» سقطت من (ع).
(٢) (ق): «ما بذل».
(٣) (ق) زيادة: «قال».
(٤) أخرجه البخاري رقم (٧١٥٨)، ومسلم رقم (١٧١٧) من حديث أبي بكرة ـ رضي الله عنه ـ.

١٠٦٥

۱۲۔"كَمَا حَكَى الْقَاضِي عِيَاضٌ الْإِجْمَاعَ عَلَى ذَلِكَ أَنَّ الْمَوْضِعَ الَّذِي ضَمَّ أَعْضَاءَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا خِلَافَ فِي كَوْنِهِ أَفْضَلَ وَأَنَّهُ مُسْتَثْنًى مِنْ قَوْلِ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ مَكَّةَ أَفْضَلُ مِنْ الْمَدِينَةِ وَنَظَمَ بَعْضُهُمْ فِي ذَلِكَ: وَرَأَيْت جَمَاعَةً يَسْتَشْكِلُونَ نَقْلَ هَذَا الْإِجْمَاعِ"۔"امام تقی الدین السبکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۷۵۶ھ) لکھتے ہیں: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ تمام زمین سے افضل ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ شافعیہ، حنفیہ اور حنابلہ مکہ کو افضل قرار دیتے ہیں البتہ مالکیہ مدینہ کو افضل قرار دیتے ہیں، یہ اختلاف قبر مبارک کو چھوڑ کر ہے جس پر تمام جماعتوں کا اجماع ہے"۔(فتاوی السبکی: ج۱، ص۲۷۹)

فَتَاوَى السُّبْكِي

تأليف

الإمام أبي الحسن تقي الدين علي بن عبد الكافي السبكي

الجزء الأول

دار المعرفة
بيروت۔لبنان

فلايشمله حكم المسجد بل هو أشرف من المسجد وأشرف من مسجد مكة وأشرف من كل البقاع كما حكى القاضى عياض الاجماع على ذلك ان الموضع الذى ضم أعضاء النبى صلى الله عليه وسلم لاخلاف فى كونه أفضل وانه مستثنى من قول الشافعية والحنفية والحنابلة وغيرهم ان مكة أفضل من المدينة ونظم بعضهم فى ذلك :

جزم الجميع بأن خير الارض ما قد احاط ذات المصطفى وحواها
ونعم لقد صدقوا بساكنها علت كالنفس حين زكت زكا مأواها

ورأيت جماعة يستشكلون نقل هذا الاجماع وقال لى قاضى القضاة شمس الدين السروجى الحنفى : طالعت فى مذهبنا خمسين تصنيفاً فلم أجد فيها تعرضاً لذلك وقال لى ذكر الشيخ عز الدين بن عبد السلام لنا ولكم أدلة فى تفضيل مكة على المدينة وذكرت أنا أدلة أخرى ، والأدلة التى قال ان الشيخ عز الدين ذكرها وقفت عليها ووقفت على ماذكره الشيخ عز الدين فى تفضيل بعض الأماكن على بعض وقال إن الاماكن والازمان كلها متساوية ويفضلان بما يقع فيهما لابصفات قائمة بهما ويرجع تفضيلهما إلى ماينيل الله العباد فيهما من فضله ومنه وكرمه وان التفضيل الذى فيهما ان الله يجود على عباده بتفضيل أجر العاملين فيهما فكذا قال الشيخ عز الدين رحمه الله . وانا أقول قديكون لذلك وقديكون لأمر آخر فيهما وان لم يكن عمل فان قبر النبى صلى الله عليه وسلم يتنزل عليه من الرحمة والرضوان والملائكة وله عند الله من المحبة له ولساكنه ماتقصر العقول عن ادراكه وليس لمكان غيره فكيف لايكون أفضل الامكنة ، وليس محل عمل لنا لأنه ليس مسجداً ولا له حكم المساجد بل هو مستحق للنبى صلى الله عليه وسلم فهذا معنى غير تضعيف الاعمال فيه وقد تكون الاعمال مضاعفة فيه باعتبار أن النبى صلى الله عليه وسلم حى وأعماله فيه مضاعفة أكثر من كل أحد فلا يختص التضعيف بأعمالنا نحن فافهم هذا ينشرح صدرك لما قاله القاضى عياض من تفضيل ما ضم أعضاءه صلى الله عليه وسلم باعتبارين أحدهما ماقيل ان كل أحد يدفن بالموضع الذى خلق منه ، والثانى تنزل الرحمة والبركات عليه واقبال الله تعالى ؛ ولو سلمنا أن الفضل ليس للمكان لذاته لكن لأجل من حل فيه . إذا عرفت ذلك فهذا المكان له شرف على جميع المساجد وعلى الكعبة ولا يلزم من منع تعليق قناديل الذهب فى المساجد والكعبة المنع من تعليقها هنا ، ولم نر أحداً قال بالمنع هنا ؛ وكما ان العرش أفضل الأماكن العلوية وحوله قناديل ؛ كذلك هذا المكان أفضل الأماكن الأرضية فيناسب أن يكون فيه قناديل

۱۳۔"قال الزركشي: وتفضيل ما ضم الأعضاء الشريفة للمجاورة، ولهذا يحرم للمحدث مس جلد المصحف"۔"امام بدرالدین الزرکشی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ "مجاورت" کی وجہ سے افضل ہے اسی وجہ سے محدث کا قرآن پاک کی جلد کو چھونا جائز نہیں ہے"۔(وفاء الوفا باخبار دار المصطفى: الباب الثاني، الفصل الأول في تفضيلها على غيرها من البلاد، مكة أفضل أم المدينة، ج۱، ص۲۹)

وفاء الوفا

بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين علي بن أحمد السمهودي

المتوفى في عام ٩١١ من الهجرة

حققه ، وفصّله ، وعلق حواشيه

محمد محيي الدين عبد الحميد

عفا الله تعالى عنه

الجزء الأول

الأرض أفضل أم السماء؟

قلت : وقد صرح بما بحثه من تفضيل الأرض على السماء ابنُ العِمَادِ نقلا عن الشيخ تاج الدين إمام الفاضلية

قال : وقالوا : إن الأكثرين عليه ؛ لأن الأنبياء خُلِقوا من الأرض وعبَدوا الله فيها ، ودفنوا بها اهـ .

وقال النووى : المختار الذى عليه الجمهور أن السموات أفضل من الأرض ، وقيل : إن الأرض أشرف ؛ لأنها مُسْتقر (١) الأنبياء ومَدْفنهم ، وهو ضعيف

قلت : وكأن وجه تضعيفه للثانى أن الكلام عن مطلق الأرض ، ولا يلزم من تفضيل بعضها لكونها مدفَنَ الأنبياء تفضيلُ كلها ، وضعف أيضا بأن أرواح الأنبياء فى السموات والأرواح أفضل من الأجساد ، وجوابه ما سنحققه إن شاء الله تعالى من حياة الأنبياء فى قبورهم ، صلوات الله وسلامه عليهم

وقال شيخنا المحققُ ابن إمام الكاملية فى تفسير سورة الصف : والحق أن مواضع الأنبياء وأرواحهم أشرفُ من كل ما سواها من الأرض والسماء ، ومحلُّ الخلافِ فى غير ذلك كما كان يقرره شيخ الإسلام البلقينى

قال الزركشى : وتفضيلُ ماضم الأعضاء الشريفة للمجاورة ، ولهذا يحرم للمحدث مس جلد المصحف (٢) .

عود لتفضيل مكة أو المدينة

قال القرافى : ولما خفى هذا المعنى على بعض الفضلاء أنكر حكاية الإجماع على تفضيل ماضم الأعضاء الشريفة . وقال : التفضيلُ إنما هو بكثرة الثواب على الأعمال ، والعملُ على قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم محرم ، قال : ولم يعلم أن أسباب التفضيل أعم من الثواب ، والإجماع منعقد على التفضيل بهذا الوجه

(١) المستقر : مكان الاستقرار ، واستقرار الأنبياء فى الأرض أما فى حياتهم فلأنها موطن دعوتهم والحاجة إليهم فيها ، وأما بعد وفاتهم فلأن مدفنهم بها .

(٢) قاس ما ضم الأعضاء على جلد المصحف ، فكما أعطى جلد المصحف حكم المصحف لعلة المجاورة أعطى ما ضم الأعضاء حكم الأعضاء لعلة المجاورة ، والقرافى جعل العلة هى كثرة الثواب فلم يصح عنده هذا القياس .

۱۴۔"واجمعوا على ان الموضع الذى ضم اعضاء الرسول المصطفى ﷺ المشرفة افضل بقاع الارض حتى موضع الكعبة كما قاله القاضى عياض وابن عساكر"۔"امام زین الدین ابو بکر بن الحسین بن عمر العثمانی المراغی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۸۱۶ھ) فرماتے ہیں: اس پر اجماع ہے کہ وہ جگہ جو نبی اکرم ﷺ کے اعضاءِ مبارکہ کے ساتھ مس ہے وہ تمام زمین سے افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ سے بھی جیسا کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عسا کر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے"۔(تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الھجرۃ: ص۱۰۴)



۱۵۔"وقد احتج أبو بكر الأبهري المالكي بأن المدينة أفضل من مكة بأن النبي صلى الله عليه وسلم مخلوق من تربة المدينة وهو أفضل البشر، فكانت تربته أفضل الترب انتهى وكون تربته أفضل الترب لا نزاع فيه"۔"حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں: شیخ اَبی بکر ابھری البغدادی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۳۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ مدینہ مکہ سے افضل ہے اور دلیل اس کی یہ دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مدینہ کی مٹی سے ہوئی ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں لہٰذا وہ مٹی بھی تمام مٹی سے افضل ہوئی، اس میں کسی کا اختلاف نہیں"۔(فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج۱۳، ص ۳۲۰)

فتح البارى

بشرح صحيح الإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري

برواية أبي ذر الهروي
عن مشايخه الثلاثة السرخسي والمستملي والكشميهني

للإمام الحافظ
أحمد بن علي بن حجر
العسقلاني
(٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)

الجزء الثالث عشر

تقديم وتحقيق وتعليق
عبدالقادر شيبة الحمد
عضو هيئة التدريس بقسم الدراسات العليا
بالجامعة الإسلامية سابقاً
والمدرس بالمسجد النبوي الشريف

طبع على نفقة
صاحب السمو الملكي الأمير سلطان بن عبدالعزيز آل سعود
النائب الثاني لرئيس مجلس الوزراء ووزير الدفاع والطيران والمفتش العام
جعله الله في موازين حسناته وأمده بعونه

ابن سليمان عن هشام بالبقيع .

قوله (ولا تدفنى مع النبي صلى الله عليه وسلم فى البيت) يعارضه فى الظاهر قولها فى قصة دفن عمر .

قوله (فإنى أكره أن أزكى) بفتح الكاف الثقيلة على البناء للمجهول ، أى أن يثنى علىّ أحد بما ليس فىّ ، بل بمجرد كونى مدفونة عنده دون سائر نسائه فيظن أنى خصصت بذلك من دونهن ، لمعنى فىّ ليس فيهن وهذا منها فى غاية التواضع .

الحديث السابع : **قوله (وعن هشام عن أبيه)** هو موصول بالسند الذى قبله ، وقد أخرجه الإسماعيلى من وجه آخر عن أبى أسامة موصولًا « أن عمر أرسل إلى عائشة » هذا صورته الإرسال ، لأن عروة لم يدرك زمن إرسال عمر إلى عائشة ، لكنه محمول على أنه حمله عن عائشة فيكون موصولًا .

قوله (مع صاحبى) بالتثنية .

قوله (فقالت : أى والله ، قال : وكان الرجل إذا أرسل إليها من الصحابة) هو متعلق بقوله الرجل ، ولفظ الرسالة محذوف وتقديره يسألها أن يدفن معهم ، وجواب الشرط « قالت » الخ .

قوله (قالت لا والله لا أوثرهم بأحد أبدا) بالمثلثة من الإيثار ، قال ابن التين : كذا وقع ، والصواب « لا أوثر أحداً بهم أبدا » قال شيخنا ابن الملقن : ولم يظهر لى وجه صوابه انتهى ، وكأنه يقول إنه مقلوب وهو كذلك ، وبذلك صرح صاحب المطالع ثم الكرمانى قال : ويحتمل أن يكون المراد لا أثيرهم بأحد ، أى لا أنبشهم لدفن أحد ، والباء بمعنى اللام واستشكله ابن التين بقولها فى قصة عمر « لأوثرنه على نفسى » وأجاب باحتمال أن يكون الذى آثرته به المكان الذى دفن فيه من وراء قبر أبيها بقرب النبى صلى الله عليه وسلم ، وذلك لا ينفى وجود مكان آخر فى الحجرة . قلت : وذكر ابن سعد من طرق أن الحسن بن على أوصى أخاه أن يدفنه عندهم إن لم يقع بذلك فتنة ، فصده عن ذلك بنو أمية فدفن بالبقيع ، وأخرج الترمذى من حديث عبد الله ابن سلام قال مكتوب فى التوراة « صفة محمد وعيسى بن مريم عليهما السلام يدفن معه » قال أبو داود أحد رواته : وقد بقى فى البيت موضع قبر ، وفى رواية الطبرانى « يدفن عيسى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبى بكر وعمر ، فيكون قبراً رابعاً قال ابن بطال عن المهلب إنما كرهت عائشة أن تدفن معهم خشية أن يظن أحد أنها أفضل الصحابة بعد النبى صلى الله عليه وسلم وصاحبيه فقد سأل الرشيد مالكاً عن منزلة أبى بكر وعمر من النبى صلى الله عليه وسلم فى حياته فقال : كمنزلتهما منه بعد مماته ، فزكاهما بالقرب معه فى البقعة المباركة والتربة التي خلق منها ، فاستدل على أنهما أفضل الصحابة باختصاصهما بذلك ، وقد احتج أبو بكر الأبهرى المالكى بأن المدينة أفضل من مكة بأن النبى صلى الله عليه وسلم مخلوق من تربة المدينة وهو أفضل البشر ، فكانت تربته أفضل الترب انتهى . وكون تربته أفضل الترب لا نزاع فيه ، وإنما النزاع هل يلزم من ذلك أن تكون المدينة أفضل من مكة ؟ لأن المجاور للشيء لو ثبت له جميع مزاياه لكن لما جاور ذلك المجاور نحو ذلك ، فيلزم أن يكون ماجاور المدينة أفضل من مكة ، وليس كذلك اتفاقا ، كذا أجاب به بعض المتقدمين وفيه نظر .

الحديث الثامن : **قوله (حدثنا أيوب بن سليمان)** أى ابن بلال المدنى والسند كله مدنيون ، ولم يسمع أيوب من أبيه بل حدث عنه بواسطة وهو مقل ، ووثقه أبو داود وغيره ، وزعم ابن عبد البر أنه ضعيف فوهم ، وإنما الضعيف آخر وافق اسمه واسم أبيه .

١٦۔”وقال شيخنا المحقق ابن إمام الكاملية في تفسير سورة الصف: والحق أن مواضع الأنبياء وأرواحهم أشرف من كل ما سواها من الأرض والسماء، ومحل الخلاف في غير ذلك كما كان يقرره شيخ الإسلام البلقيني“۔”شیخ المحقق کمال الدین ابن اِمام الکاملیۃ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۸۷۴ھ) سورۃ الصف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: صحیح بات یہ ہے کہ انبیاءؑ کی جگہیں اوران کی روحیں ماسواء تمام زمین وآسمان سے اشرف ہیں اورجو اختلاف ہے وہ ان جگہوں کے علاوہ میں ہے جیساکہ شیخ الاسلام بلقینیؒ نے فرمایاہے“۔(وفاء الوفاباخبار دارالمصطفی: الباب الثانی، الفصل الأول فی تفضیلها علی غیرها من البلاد، مکة أفضل أم المدینة، ج۱، ص۲۹)

وفاء الوفا

بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين علي بن أحمد السمهودي

المتوفى في عام ٩١١ من الهجرة

حققه، وفصّله، وعلق حواشيه

محمد محيي الدين عبد الحميد

عفا الله تعالى عنه

الجزء الأول

الأرض أفضل أم السماء؟

قلت : وقد صرح بما بحثه من تفضيل الأرض على السماء ابنُ العِمَادِ نقلا عن الشيخ تاج الدين إمام الفاضلية

قال : وقالوا : إن الأكثرين عليه ؛ لأن الأنبياء خُلِقوا من الأرض وعبَدوا الله فيها ، ودفنوا بها اه .

وقال النووى : المختار الذى عليه الجمهور أن السموات أفضل من الأرض ، وقيل : إن الأرض أشرف ؛ لأنها مُسْتقر[١] الأنبياء ومَدْفنهم ، وهو ضعيف

قلت : وكأن وجه تضعيفه للثانى أن الكلام عن مطلق الأرض ، ولا يلزم من تفضيل بعضها لكونها مدفَنَ الأنبياء تفضيلُ كلها ، وضعف أيضا بأن أرواح الأنبياء فى السموات والأرواح أفضل من الأجساد ، وجوابه ما سنحققه إن شاء الله تعالى من حياة الأنبياء فى قبورهم ، صلوات الله وسلامه عليهم

وقال شيخنا المحققُ ابن إمام الكاملية فى تفسير سورة الصف : والحق أن مواضع الأنبياء وأرواحهم أشرفُ من كل ما سواها من الأرض والسماء ، ومحلُّ الخلافِ فى غير ذلك كما كان يقرره شيخ الإسلام البلقينى

قال الزركشى : وتفضيلُ ماضم الأعضاء الشريفة للمجاورة ، ولهذا يحرم للمحدث مس جلد المصحف[٢] .

عود لتفضيل مكة أو المدينة

قال القرافى : ولما خفى هذا المعنى على بعض الفضلاء أنكر حكاية الإجماع على تفضيل ماضم الأعضاء الشريفة . وقال : التفضيلُ إنما هو بكثرة الثواب على الأعمال ، والعملُ على قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم محرم ، قال : ولم يعلم أن أسباب التفضيل أعم من الثواب ، والإجماع منعقد على التفضيل بهذا الوجه

(١) المستقر : مكان الاستقرار ، واستقرار الأنبياء فى الأرض أما فى حياتهم فلأنها موطن دعوتهم والحاجة إليهم فيها ، وأما بعد وفاتهم فلأن مدفنهم بها .

(٢) قاس ما ضم الأعضاء على جلد المصحف ، فكما أعطى جلد المصحف حكم المصحف لعلة المجاورة أعطى ما ضم الأعضاء حكم الأعضاء لعلة المجاورة ، والقرافى جعل العلة هى كثرة الثواب فلم يصح عنده هذا القياس .

١٧۔”فَوَائِدُ الْأُولَى: مَكَّةُ أَفْضَلُ مِنْ الْمَدِينَةِ عَلَى الصَّحِيحِ مِنْ الْمَذْهَبِ، وَعَلَيْهِ الْأَصْحَابُ وَنَصَرَهُ الْقَاضِي وَأَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ، وَأَخَذَهُ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي طَالِبٍ وَقَدْ سُئِلَ عَنْ الْجِوَارِ بِمَكَّةَ؟ فَقَالَ: كَيْفَ لَنَا بِهِ؟ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «إنَّك لَأَحَبُّ الْبِقَاعِ إلَى اللَّهِ، وَإِنَّك لَأَحَبُّ الْبِقَاعِ إلَيَّ» وَعَنْهُ: الْمَدِينَةُ أَفْضَلُ، اخْتَارَهُ ابْنُ حَامِدٍ وَغَيْرُهُ۔ وَقَالَ ابْنُ عَقِيلٍ فِي الْفُنُونِ: الْكَعْبَةُ أَفْضَلُ مِنْ مُجَرَّدِ الْحُجْرَةِ، فَأَمَّا وَهُوَ فِيهَا: فَلَا وَاَللَّهِ وَلَا الْعَرْشُ وَحَمَلَتُهُ وَالْجَنَّةُ؛ لِأَنَّ فِي الْحُجْرَةِ جَسَدًا لَوْ وُزِنَ بِهِ لَرَجَحَ قَالَ فِي الْفُرُوعِ: فَدَلَّ كَلَامُ الْأَصْحَابِ أَنَّ التُّرْبَةَ عَلَى الْخِلَافِ، وَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا فَضَّلَ التُّرْبَةَ عَلَى الْكَعْبَةِ إلَّا الْقَاضِي عِيَاضٌ، وَلَمْ يَسْبِقْهُ أَحَدٌ، وَقَالَ فِي الْإِرْشَادِ وَغَيْرِهِ: مَحَلُّ الْخِلَافِ فِي الْمُجَاوَرَةِ، وَجَزَمُوا بِأَفْضَلِيَّةِ الصَّلَاةِ“۔ ”علاء الدين أبو الحسن علی بن سليمان المرداوی الدمشقی الصالحی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۸۸۵ھ) فرماتے ہیں: صحیح مذہب کے مطابق مدینہ مکہ سے افضل ہے اور زیادہ تر اصحاب اور قاضی عیاض اور ان کے شاگردوں نے اسی کی تائید فرمائی ہے اور اس کو ابو طالب کی روایت سے لیا گیا ہے کہ ان سے مکہ کا پڑوس اختیار کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مدینہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ تو مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ ابن حامد وغیرہ

نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ مدینہ افضل ہے۔ اور ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الفنون میں فرماتے ہیں: مجرد حجرہ مبارک سے کعبہ شریف افضل ہے لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک اس میں ہے تو اللہ کی قسم اب نہ کعبہ نہ عرش نہ اس کو اٹھانے والے فرشتے اور نہ ہی جنت اس سے افضل ہو سکتی ہے اور اگر ساری مخلوق کو حجرہ شریف کے ساتھ تولہ جائے تو بھی وزنی ہو گا۔ قبر کی مٹی پر علماء کا جو کلام ہے اس میں بھی اختلافی ہے، بعض اس کو افضل قرار دیتے ہیں اور بعض نہیں۔ شیخ تقی الدین فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ کسی نے قبر کی مٹی کو کعبہ سے افضل قرار دیا ہو سوائے قاضی عیاض کے، ان سے پہلے اس معاملے میں کسی نے پہل نہیں کی۔ الارشاد اور دوسری کتابوں میں کہا گیا ہے کہ اختلاف کی وجہ وہاں سکونت اختیار کرنے میں ہے، البتہ قبر کی مٹی کی افضلیت کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور نمازوں کی افضلیت کے بارے میں تو مکہ افضل ہے"۔ (الإنصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف للمرداوی: ج۳، ص ۵۶۲)

— ٥٦٢ —

وقد ورد « أحَرِّم مابين لا بتيها » وفى رواية « مابين جبليها » وفى رواية « مابين مأزميها » .

قال الحافظ العلامة ابن حجر فى شرحه : رواية « ما بين لا بتيها » أرجح لتوارد الرواية عليها . ورواية « جبليها » لا تنا فيها . فيكون عند كل جبل لابَةٌ . أو « لا بتيها » من جهة الجنوب والشمال . و « جبليها » من جهة المشرق والمغرب . وعاكسه فى المطلع .

وأما رواية « مأزميها » . فالمأزم : المضيق بين الجبلين . وقد يطلق على الجبل نفسه .

فوائد

الأولى : مكة أفضل من المدينة . على الصحيح من المذهب . وعليه الأصحاب ونصره القاضى وأصحابه وغيرهم .

وأخذه من رواية أبى طالب ــ وقد سئل عن الجوار بمكة ــ ؟ فقال : كيف لنا به ؟ وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم « إنكِ لأحب البقاع إلى الله . وإنك لأحب البقاع إلي » وعنه : المدينة أفضل . اختاره ابن حامد وغيره .

وقال ابن عقيل فى الفنون : الكعبة أفضل من مجرد الحجرة . فأما وهو فيها : فلا والله ولا العرش وحملته والجنة . لأن فى الحجرة جسداً لو وزن به لرجح[1] .

قال فى الفروع : فدل كلام الأصحاب أن التربة على الخلاف .

وقال الشيخ تقى الدين : لا أعلم أحداً فضل التربة على الكعبة إلا القاضى عياض . ولم يسبقه أحد .

وقال فى الإرشاد وغيره : محل الخلاف فى المجاورة . وجزموا بأفضلية الصلاة .

(١) الجسد جسد بشر كما أخبر الله . ومن أصدق من الله قيلا ؟ . و هذا غلو يكرهه الله ورسوله . فإن فوق العرش ربنا العلى العظيم سبحانه . هذا تكلف ما لا ينبغى ، ودخول فيما ليس من شأننا . فما كان أولاهم بالإمساك عن هذا .

الجزء الثالث

من

الأنصاف

تفضّل بالأمر بطبعه وتوزيعه على نفقته

ابتغاء وجه الله ، ورجاء المثوبة في دار كرامته

محيى آثار السلف الصالحين ، المهتدى بهدي سيد المرسلين

صاحب الجلالة أمير المؤمنين

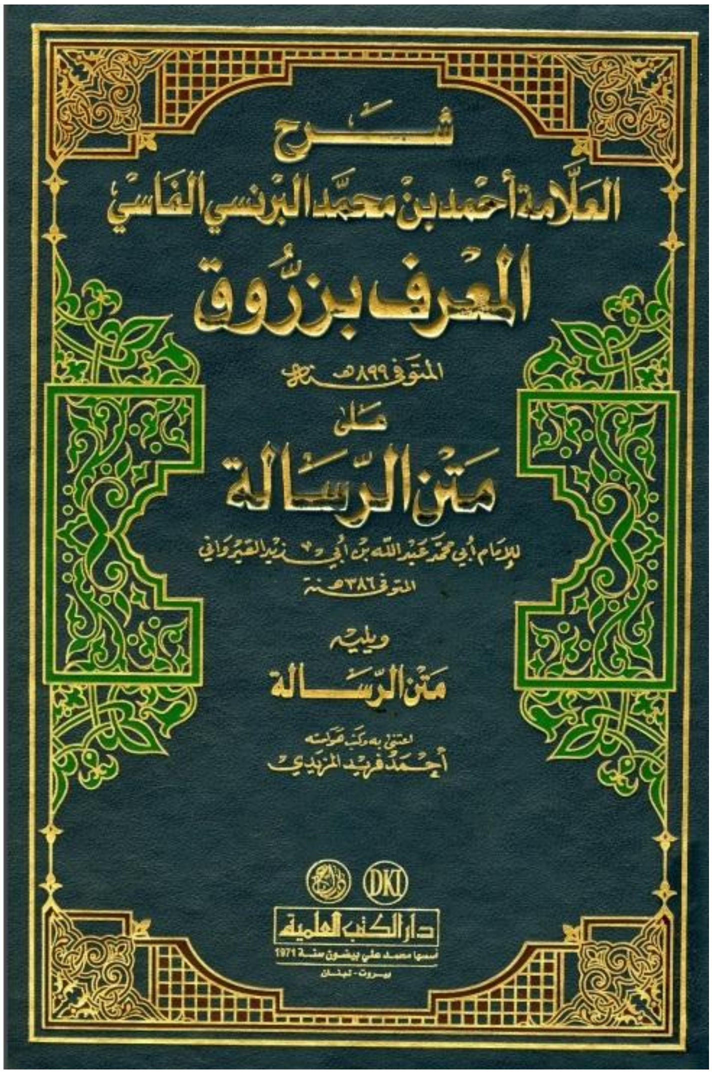
وامام الموحدين ملك العلماء وعالم الملوك

الملك سعود بن عبد العزيز المعظم

أمتع الله بطول حياته المباركة

۱۸۔”قال الشیخ مُحَمَّد البرنسي الفاسي الْمَعْرُوف بزرُّوق المالكي في شرح الرسالة: وقال ابن وهب وابن حبيب بالعكس بعد إجماعهم على أن موضع قبره عليه الصلاة والسلام أفضل بقاع الأرض قُلْتُ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَوْضِعُ الْبَيْتِ بَعْدَهُ كَذَلِكَ، وَلَكِنْ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ لِأَحَدٍ مِنْ الْعُلَمَاءِ فَانْظُرْهُ“۔ ”شیخ محمد البرنسی الفاسی بزروق المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۸۹۹ھ) فرماتے ہیں: ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۲۶۱ھ) اور ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۲۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کی افضلیت میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک مکہ افضل ہے اور بعض مدینہ کی افضلیت کے قائل ہیں۔ اس کے برعکس اس بات پر اجماع امت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ ہر شئے سے افضل ہے۔ شیخ البرنسی فرماتے ہیں: اس بات کا تقاضہ یہ ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک افضل ہے بالکل اسی طرح مکہ اور مدینہ میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے اس کا بھی یہی حکم ہونا چاہیئے کہ وہ بھی کعبہ سے افضل ہو، لیکن اس بارے میں علماء کرام نے تصریح نہیں فرمائی ہے، البتہ قبر مبارک کی افضلیت کے بارے میں تو تمام علماء نے صراحتاً فرمایا ہے لیکن گھر کے بارے میں نہیں“۔

(شرح زروق علی متن الرسالۃ: ص ۹۹۲)




۹۹۲ شرح زروق على متن الرسالة

واختلف في مقدار التضعيف بذلك بين المسجد الحرام ومسجد الرسول ﷺ ولم يختلف أن صلاة في مسجد الرسول ﷺ أفضل من ألف صلاة فيما سواه وسوى المسجد الحرام وأهل المدينة يقولون: إن الصلاة فيه أفضل من الصلاة في المسجد الحرام بدون الألف وهذا كله في الفرائض وأما النوافل ففي البيوت أفضل).

حاصل هذا الكلام أن الصلاة في مسجدي الحرمين أفضل من الصلاة في كل مسجد دونهما حتى بيت المقدس وبيت المقدس أفضل مما دونه وهذا مما لا خلاف فيه وإنما اختلف فيما بين المسجدين الكريمين فالمشهور أن مسجد النبي ﷺ أفضل لأنه الذي اختار الله تعالى لنبيه الكريم ﷺ.

وقال ابن وهب وابن حبيب بالعكس بعد إجماعهم على أن موضع قبره عليه الصلاة والسلام أفضل بقاع الأرض قلت وينبغي أن يكون موضع البيت بعده كذلك ولكن لم أقف عليه لأحد من العلماء فانظره.

وقد قال عليه الصلاة والسلام: «**صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام**» متفق عليه من حديث ابن الزبير رضي الله عنه.

واختلف في قوله: «**إلا المسجد الحرام**» هل المراد فهو مثله أو يفضله بهذا المقدار بل بدونه وهو الذي حكاه الشيخ عن أهل المدينة والمسجد الحرام أفضل منه وهو نص رواية ابن حنبل في حديثه قال فيه: «**وصلاة في المسجد الحرام أفضل من صلاة في مسجدي بمائة صلاة**» وصححه ابن حبان إلا أن تصحيحه معلوم بالتساهل فلا يكون حجة والله أعلم. وكون النوافل في البيوت أفضل عموما هو الصحيح وظاهر نص الحديث الصحيح.

(والتنفل بالركوع لأهل مكة أحب إلينا من الطواف والطواف للغرباء أحب إلينا من الركوع لقلة وجود ذلك لهم).

هذا هو المشهور والمعمول والمحاور الذي طالت مدته من أهل مكة وللشيوخ في ذلك كلام لا أستحضره الآن وبالله التوفيق، ولما انتهى ذكر الشرائع أراد الشيخ الكلام على أحكام الودائع وهي الجوارح فقال:

(ومن الفرائض غض البصر عن المحارم).

١٩۔''قال الإمام السخاوي في التحفة اللطيفة: مع الإجماع على أفضلية البقعة التي ضمته صلى الله عليه وسلم، حتى على الكعبة المفضلة على أصل المدينة، بل على العرش، فيما صرح به ابن عقيل من الحنابلة۔ ولا شك أن مواضع الأنبياء وأرواحهم أشرف مما سواها من الأرض والسماء، والقبر الشريف أفضلها، لما تتنزل عليه من الرحمة والرضوان والملائكة، التي لا يعلمها إلا مانحها، ولساكنه عند الله من المحبة والاصطفاء ما تقصر العقول عن إدراكه''۔''فقہ شافعی کے عظیم مفسر، محدث و مورخ علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں: وہ ٹکڑا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے ساتھ ضم ہے اس کی افضلیت پر اجماع ہے حتیٰ کہ کعبہ سے بھی افضل ہے جو اصل شہر مدینہ [سوائے اس حصے کے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں اس] سے فضیلت میں زیادہ ہے۔ بلکہ عرش سے بھی زیادہ۔ اس کی تصریح علمائے حنابلہ میں سے ابن عقیلؒ نے کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء کی مقیم گاہیں اور روح اشرف ہیں زمین و آسمان کی تمام چیزوں سے۔ اور ان کی قبریں بھی افضل ہیں''۔ (التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ السخاوی: ج۱، ص۴۲)


التحفة اللطيفة
في تاريخ المدينة الشريفة

تأليف
شمس الدين السخاوي
٨٣١ - ٩٠٢ هـ

عني بطبعه ونشره
أسعد طرابزوني الحسيني

١٣٩٩ هـ — ١٩٧٩ م


وارتقت لدون مائة عند المجد منها زيادة على ثلثيها . وافضليتها على مكة . وقد ذهب لكل من القولين جماعة ، مع الاجماع على افضلية البقعة التى ضمته صلى الله عليه وسلم ، حتى على الكعبة المفضلة على أصل المدينة ، بل على العرش ، فيما صرح به ابن عقيل من الحنابلة(١) .

ولا شك ان مواضع الأنبياء وارواحهم اشرف مما سواها من الأرض والسماء . والقبر الشريف افضلها ، لما تتنزل عليه من الرحمة والرضوان والملائكة ، التى لا يعلمها الا مانحها ، ولساكنه عند الله من المحبة والاصطفاء ماتقصر العقول عن ادراكه . ويعم الفيض من ذلك على الأمة ، سيما من قصده وأمه ، مع العلم بدفن كل احد فى الموضع الذى خلق فيه . كما ثبت فى مستدرك الحاكم مما له شواهد صحيحة . و « لا يقبض الله سبحانه روح نبيه الا فى مكان طيب . أحب الى الله ورسوله » . ولما امر الامام مالك المهدى ، حين قدومه ـ بالسلام على اولاد المهاجرين والأنصار . قائلا له : ما على وجه الأرض قوم خير من اهلها ، ولا منها . ساله عن ذلك فقال : لأنه لا يعرف قبر نبى اليوم على وجه الأرض غير قبر نبينا محمد صلى الله عليه وسلم . ومن كان قبره عندهم . فينبغى ان يعرف فضلهم على غيرهم . فامتثل أمره .

ومن الأدلة : قوله صلى الله عليه وسلم ، اللهم حبب الينا المدينة . كحبنا مكة أو اشد ، ودعاؤه صلى الله عليه وسلم بضعفى ما بمكة من البركة .

وأما « اللهم انك اخرجتنى من أحب البقاع الى . فاسكنى فى احب البقاع اليك » فضعفه ابن عبد البر باحتمال كونه صدر ابتداء قبل ماتجدد له من فضائلها التى منها ما عاد على مكة بفتحها .

هذا مع العلم بان محبة الرسول صلى الله عليه وسلم تابعة لمحبة الله تعالى وما ورد من مضاعفة الصلاة بمسجد مكة زيادة عليها بالمدينة .

(١) هذا غلو أغنى الله رسوله صلى الله عليه وسلم عنه .

ـ ٤٢ ـ

٢٠۔''قال جلال الدين سيوطى رحمه الله: قَالَ الْعلمَاء مَحل الْخلاف فِي التَّفْضِيل بَين مَكَّة وَالْمَدينَة فِي غير قَبره صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أما هُوَ وَأفضل الْبِقَاع بِالْإِجْمَاع بلة أفضل من الْكَعْبَة بل ذكر ابْن عقيل الْحَنْبَلِيّ أَنه أفضل من

الْعَرْش"۔ "فقہ شافعی کے عظیم مفسر، محدث، فقیہ و مورخ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۱۱ھ) "وَبِأَن الْبقْعَة الَّتِي دفن فِيهَا أفضل من الْكَعْبَة وَالْعرش" کا باب رقم کرنے کے بعد فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر سب روئے زمین سے افضل ہے اور اس بات پر امت کا اجماع ہے، بلکہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ امام ابن عقیل حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ قبرِ اطہر عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے"۔ (الخصائص الکبری لِلامام السیوطی: ج۲، ص۳۵۱)

كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب

المعروف بـ

الخصائص الكبرى

للشيخ الإمام العلامة حافظ عصره ووحيد دهره

أبي الفضل جلال الدين عبد الرحمن أبي بكر السيوطي

الشافعي المتوفى سنة ٩١١ هجرية رحمه الله

الجزء الثاني

يطلب من

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

باب اختصاصه ﷺ
بتفضيل اصحابه على جميع العالمين سوى النبيين

اخرج ابن جرير في (كتاب السنة)، عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ «ان الله اختار أصحابي على جميع العالمين سوى النبيين والمرسلين، واختار من أصحابي أربعة أبا بكر وعمر وعثمان وعلياً فجعلهم خير أصحابي، وفي اصحابي كلهم خير، واختار أمتي على سائر الأمم، واختار من أمتي أربعة قرون: القرن الاول والثاني والثالث تترى والقرن الرابع فرداً».

قال الجمهور: كل من الصحابة أفضل من كل من بعده، وإن رقي في العلم والعمل.

باب
اختصاصه ﷺ بتفضيل بلديه على سائر البلاد وبأن الدجال والطاعون لا يدخلها وبفضل مسجده على سائر المساجد وبأن البقعة التي دفن فيها افضل من الكعبة والعرش.

أخرج أحمد، عن عبد الله بن الزبير قال قال رسول الله ﷺ «صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة من غيره من المساجد إلا المسجد الحرام، وصلاة في المسجد الحرام أفضل من الصلاة في مسجدي هذا بمائة صلاة».

وأخرج الترمذي، عن عبد الله بن عدي أن رسول الله ﷺ قال لمكة «والله انك لخير. أرض الله وأحب أرض الله إلى الله».

واخرج الحاكم(١)، عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ «اللهم إنك اخرجتني من أحب البقاع إليّ فاسكني في أحب البقاع إليك».

واخرج أحمد، عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ «المدينة ومكة محفوفتان بالملائكة، على كل نقب منها ملك لا يدخلها الطاعون ولا الدجال».

(١) بياض في الاصول.

٣٥٠

كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب

المعروف بـ

الخصائص الكبرى

للشيخ الإمام العلامة حافظ عصره ووحيد دهره

أبي الفضل جلال الدين عبد الرحمن أبي بكر السيوطي

الشافعي المتوفى سنة ٩١١ هجرية رحمه الله

الجزء الثاني

يطلب من

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

قال العلماء، محل الخلاف في التفضيل بين مكة والمدينة في غير قبره ﷺ أما هو فأفضل البقاع بالإجماع، بل وأفضل من الكعبة، بل ذكر ابن عقيل الحنبلي أنه أفضل من العرش.

باب
اختصاصه ﷺ في شريعته باحلال الغنائم وجعل الارض كلها مسجدا والتراب طهورا وهو التيمم بالوضوء في احد القولين.

تقدمت الثلاثة الأول في عدة من الاحاديث السابقة، وفي آثار تقدمت في باب ذكره في التوراة والانجيل.

واخرج الطبراني، عن أبي الدرداء أن رسول الله ﷺ قال «فضلت بأربع: جعلت أنا وأمتي نصف في الصلاة كما تصف الملائكة، وجعل الصعيد لي وضوءاً، وجعلت لي الارض مسجداً وأحلت لي الغنائم».

قال الحليمي: يستدل لأن الوضوء من خصائص هذه الأمة بحديث الصحيحين «إن أمتي يدعون يوم القيام غراً محجلين من آثار الوضوء».

ورد، بأن الذي اختصت به الغرة والتحجيل لا أصل الوضوء كيف، وفي الحديث: «هذا وضوئي ووضوء الأنبياء من قبلي».

قال ابن حجر، والجواب: أن هذا حديث ضعيف وعلى تقدير ثبوته يحتمل أن يكون الوضوء من خصائص الأنبياء دون أممهم إلا هذه الأمة.

قلت: هذا الاحتمال قد ورد ما يؤيده، فقد تقدم في باب ذكره في التوراة والانجيل في صفة أمته ﷺ يوضئون أطرافهم. رواه أبو نعيم، عن ابن مسعود مرفوعاً. والدارمي، عن كعب الأحبار، وللبيهقي عن وهب «افترضت عليهم ان يتطهروا في كلا صلاة كما افترضت على الانبياء».

ثم رأيت الطبراني أخرج في (الاوسط) بسند فيه ابن لهيعة، عن بريدة قال: «دعا رسول الله ﷺ بوضوء فتوضأ واحدة واحدة فقال: هذا الوضوء الذي لا يقبل الله الصلاة الاّ به ثم توضأ اثنتين اثنتين، فقال: هذا وضوء الأمم قبلكم، ثم

٣٥١

۲۱۔”وأحسن بعضهم فقال: محل الخلاف في غير الكعبة الشريفة، فهي أفضل من المدينة ما عدا ما ضم الأعضاء الشريفة إجماعا، وحكاية الإجماع على تفضيل ما ضم الأعضاء الشريفة نقله القاضي عياض، وكذا القاضي أبو الوليد الباجي قبله كما قال الخطيب ابن جملة، وكذا نقله أبو اليمن ابن عساكر وغيرهم، مع التصريح بالتفضيل على الكعبة الشريفة، بل نقل التاج السبكي عن ابن عقيل الحنبلي أن تلك البقعة أفضل من العرش“۔”نور الدین اَبوالحسن السمہودی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۱۱ھ) "وفاء الوفا باخبار دار المصطفی" میں طویل بحث میں فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع امت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ ہر شئے سے افضل ہے یہاں تک کہ عرش سے بھی افضل ہے۔ اس اجماع کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابو الولید الباجی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب ابن جملہ رحمۃ اللہ علیہ، ابو یمن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء نے نقل کیا ہے اوراس مقدس مکان کی کعبہ شریف پر افضل ہونے کی صراحت کی ہے بلکہ امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عقیل حنبلی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے“۔(وفاء الوفا باخبار دار المصطفی: الباب الثانی، الفصل الأول فی تفضیلها علی غیرها من البلاد، مکۃ اَفضل اَم المدینۃ، ج۱، ص۲۸)

وفاء الوفا

بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين على بن أحمد السمهودى

المتوفى فى عام ٩١١ من الهجرة

حققه، وفصّله، وعلق حواشيه

محمد محيي الدين عبد الحميد

عفا الله تعالى عنه

الجزء الأول

الباب الثانى

فى فضائلها، وبَدْءِ شأنها وما يؤول إليه أمرها، وظهور النار المنذَرِ بها من أرضها، وانطفائها عند الوصول إلى حرمها، وفيه ستة عشر فصلا

الفصل الأول

فى تفضيلها على غيرها من البلاد

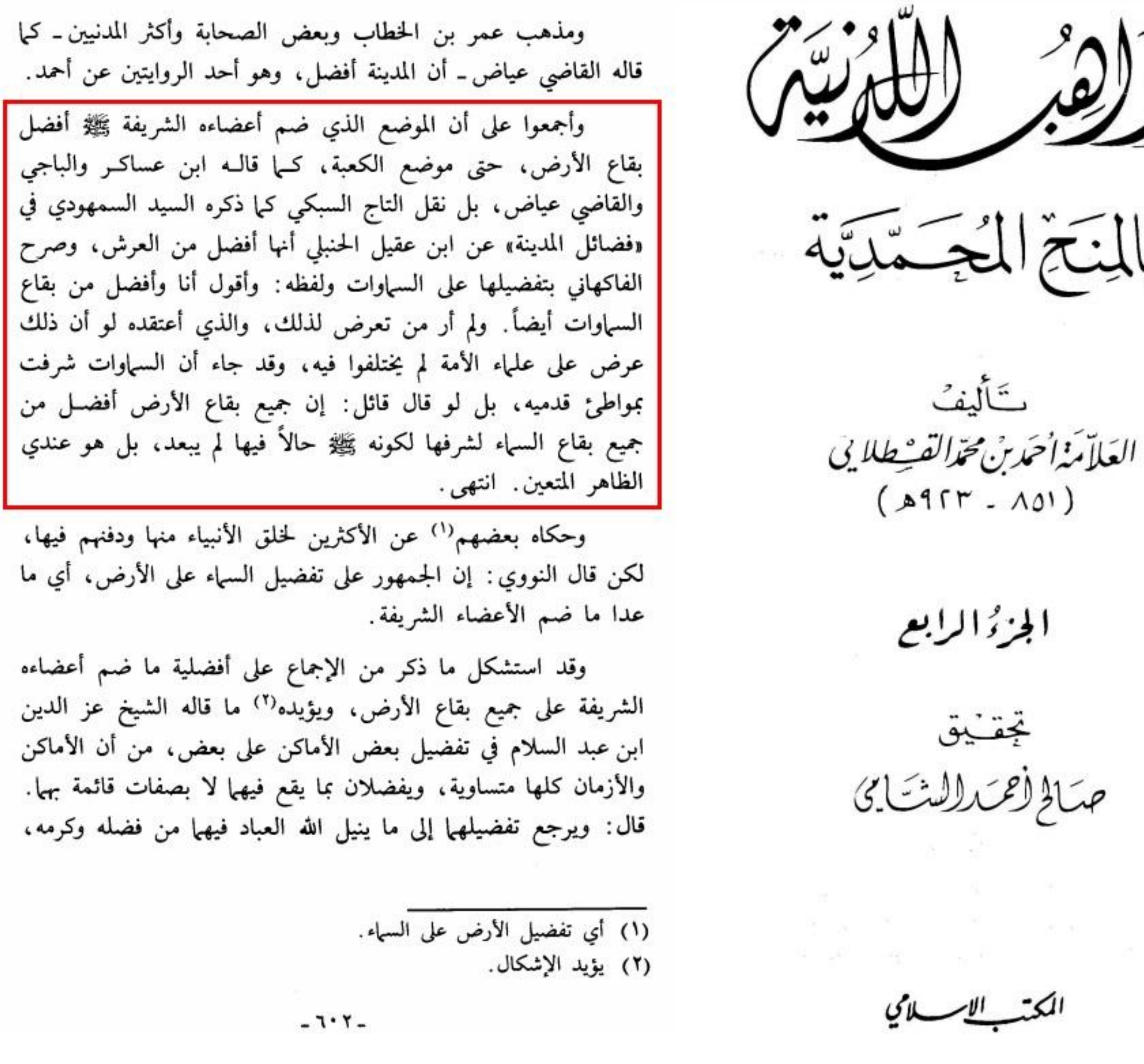
مكة أفضل أم المدينة

قد انعقد الإجماع على تفضيل ما ضَمَّ الأعضاء الشريفة، حتى على الكعبة المنيفة، وأجمعوا بعدُ على تفضيل مكةَ والمدينةَ على سائر البلاد، واختلفوا أيهما أفضل؛ فذهب عمر بن الخطاب وابنُه عبدُ الله ومالك بن أنس وأكثر المدنيين إلى تفضيل المدينة، وأحْسَنَ بعضُهم فقال: محلُّ الخلافِ فى غير الكعبة الشريفة، فهى أفضل من المدينة ماعدا ماضم الأعضاء الشريفة إجماعا، وحكاية الإجماع على تفضيل ماضم الأعضاء الشريفة نقله القاضى عِياض، وكذا القاضى أبو الوليد[1] الباجِىُّ قبله كما قال الخطيب ابن جملة، وكذا نقله أبو اليمن ابن عساكر وغيرهم، مع التصريح بالتفضيل على الكعبة الشريفة، بل نقل التاجُ السبكى عن ابن عَقيل الحنبلى أن تلك البقعة أفضل من العرش.

وقال التاج الفاكهى: قالوا: لا خلاف أن البقعة التى ضمت الأعضاء الشريفة أفضلُ بِقَاعِ الأرض على الإطلاق حتى موضع الكعبة، ثم قال: وأقول أنا: أفضل بقاع السموات أيضا، ولم أرَ من تعرض لذلك، والذى أعتقده أن ذلك لو عُرِضَ على علماء الأمة لم يختلفوا فيه، وقد جاء أن السموات تشرفت بمواطىء قدميه صلى الله عليه وسلم، بل لو قال قائل إن جميعَ بقاع الأرض أفضلُ من جميع بقاع السماء لشرفها لكون النبى صلى الله عليه وسلم حالاً فيها لم يبعد، بل هو عندى الظاهر المتعين

١ فى خلاصة الوفا (ص ١٠) «أبو الوليد الناجى» بالنون.

۲۲۔"وأجمعوا على أن الموضع الذي ضمَّ أعضاءه الشريفة -صلى الله عليه وسلم- أفضل بقاع الأرض، حتى موضع الكعبة، كما قاله ابن عساكر والباجي والقاضي عياض، بل نقل التاج السبكي كما ذكره السيد السمهودي في "فضائل المدينة"، عن ابن عقيل الحنبلي: إنها أفضل من العرش، وصرَّح الفاكهاني بتفضيلها على السماوات, ولفظه: وأقول أنا: وأفضل من بقاع السماوات أيضًا۔ ولم أر من تعرض لذلك، والذي أعتقده لو أن ذلك عرض على علماء الأمة لم يختلفوا فيه، وقد جاء أن السماوات شرفت"۔"امام اَبی بکر بن عبد الملک القسطلانی القتیبی المصری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۲۳ھ)فرماتے ہیں: اور اس پر اجماع ہے کہ وہ مقام جو أعضاءِ الشریفۃ سے ملے ہوئے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افضل ہیں باقی زمین سے حتیٰ کہ کعبہ سے بھی جیسا کہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ، الباجی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بلکہ التاج السبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ السید السمھودی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب میں ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ تو عرش سے بھی افضل ہے اور الفاکھانی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت کی ہے کہ سات آسمانوں سے بھی افضل ہے"۔(المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: ج۴، ص۶۰۲)



المواهب اللدنية

بالمنح المحمدية

تأليف

العلامة أحمد بن محمد القسطلاني

(۸۵۱ - ۹۲۳هـ)

الجزء الرابع

تحقيق

صالح أحمد الشامي

المكتب الإسلامي

ومذهب عمر بن الخطاب وبعض الصحابة وأكثر المدنيين ـ كما قاله القاضي عياض ـ أن المدينة أفضل، وهو أحد الروايتين عن أحمد.

وأجمعوا على أن الموضع الذي ضم أعضاءه الشريفة ﷺ أفضل بقاع الأرض، حتى موضع الكعبة، كما قاله ابن عساكر والباجي والقاضي عياض، بل نقل التاج السبكي كما ذكره السيد السمهودي في «فضائل المدينة» عن ابن عقيل الحنبلي أنها أفضل من العرش، وصرح الفاكهاني بتفضيلها على السماوات ولفظه: وأقول أنا وأفضل من بقاع السماوات أيضاً. ولم أر من تعرض لذلك، والذي أعتقده لو أن ذلك عرض على علماء الأمة لم يختلفوا فيه، وقد جاء أن السماوات شرفت بمواطئ قدميه، بل لو قال قائل: إن جميع بقاع الأرض أفضل من جميع بقاع السماء لشرفها لكونه ﷺ حالاً فيها لم يبعد، بل هو عندي الظاهر المتعين. انتهى.

وحكاه بعضهم(۱) عن الأكثرين لخلق الأنبياء منها ودفنهم فيها، لكن قال النووي: إن الجمهور على تفضيل السماء على الأرض، أي ما عدا ما ضم الأعضاء الشريفة.

وقد استشكل ما ذكر من الإجماع على أفضلية ما ضم أعضاءه الشريفة على جميع بقاع الأرض، ويؤيده(۲) ما قاله الشيخ عز الدين ابن عبد السلام في تفضيل بعض الأماكن على بعض، من أن الأماكن والأزمان كلها متساوية، ويفضلان بما يقع فيهما لا بصفات قائمة بهما. قال: ويرجع تفضيلها إلى ما ينيل الله العباد فيها من فضله وكرمه،

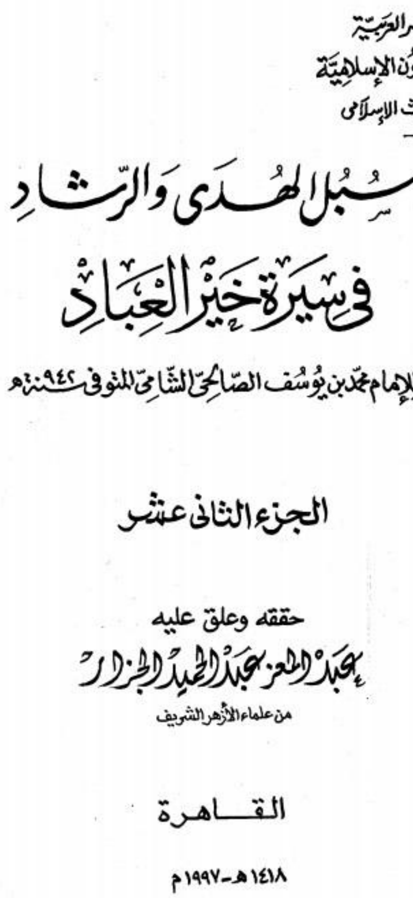
(۱) أي تفضيل الأرض على السماء.
(۲) يؤيد الإشكال.

-۶۰۲-

۲۳۔"قال شمس الدين الشامي الشافعي في سبل الهدى والرشاد: قال القاضي عياض بعد حكاية الخلاف: ولا خلاف أن موضع قبره- صلى الله عليه وسلم- أفضل بقاع الأرض انتهى۔ ولا ريب أن نبينا- صلى الله عليه وسلم-

أفضل المخلوقات، فليس في المخلوقات على الله تعالى أكرم منه، لا في العالم العلويّ ولا في العالم السفليّ كما تقدم في الباب الأول من الخصائص"۔ "امام شمس الدین الشامی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں: امام سبکی اور قاضی عیاض کے قول کے مطابق اس کے خلاف کوئی نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک تمام زمین سے افضل ہے۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں اور مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عزت دار کوئی نہیں ہے، نہ ہی آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں، اور یہ بات میں نے باب اوّل میں خصائص میں بھی فرمائی ہے"۔

(سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۲، ۳۵۳)





أفاد نهيا أو أمرا، والمحقق يعرف المراد ويضع كل شئ في موضعه.
ذكر ذلك كله شيخ الإسلام كمال الدين بن الزملكاني في كتاب (العمل المقبول في زيارة الرسول) قال النووي: معناه الأفضلية في شد الرحال إلى مسجد غير هذه الثلاثة ونقله عن
الجمهور.
وقال العراقي: من أحسن محامل الحديث أن المراد منه حكم المساجد فقط، وأنه لا تشد الرحال إلى مسجد من مساجد غير هذه الثلاثة.
وأما فضل غير المساجد من الرحلة في طلب العلم وزيارة الصالحين والإخوان والتجارة والتنزه ونحو ذلك فليس داخلا فيه وقد ورد ذلك مصرحا في رواية أحمد.
ولفظه: لا ينبغي للمصلي أن يشد رحاله إلى مسجد يبتغي فيه الصلاة غير المسجد الحرام والمسجد الأقصى ومسجدي هذا.
وقال الشيخ تقي الدين السبكي: ليس في الأرض بقعة لها فضل ثوابها حتى تشد إليها لذلك الفضل غير البلاد الثلاثة، ولا شك أن بقاع المساجد الثلاثة وموضع قبره، صلى الله عليه وسلم - هي
أفضل بقاع الأرض، وموضع قبره - صلى الله عليه وسلم - ومسجد مكة والمدينة أفضل من المسجد الأقصى
واختلف أيهما أفضل مسجد مكة أو مسجد المدينة.
الثالث: قال القاضي عياض بعد حكاية الخلاف: ولا خلاف أن موضع قبره - صلى الله عليه وسلم -
أفضل بقاع الأرض انتهى.
ولا ريب أن نبينا - صلى الله عليه وسلم - أفضل المخلوقات، فليس في المخلوقات على الله تعالى
أكرم منه، لا في العالم العلوي ولا في العالم السفلي كما تقدم في الباب الأول من الخصائص
قال بعضهم: كيف يمكن انفكاك المؤمن المعظم للنبي - صلى الله عليه وسلم - المعتقد شرف تلك البقعة أن
يشد الرحال إليها ويدخل المسجد ويصلي فيه ولا يصلي إلى الروضة الشريفة التي في الحجرة؟ وفي الحديث أنها روضة من رياض الجنة، وكيف يصلي إلى الروضة والقبر ويعلم أن
رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يسمع كلامه إذا سلم عليه، ويرد عليه السلام ويسعه أن لا يقصد الحجرة
الشريفة والقبر ويسلم على رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إن وقع هذا لأحد لا يكون قلبه معمورا بحب

۲۴۔"قال الإمام الحطاب الرُّعيني المالكي في "مواهب الجليل": هَذَا هُوَ الْمَشْهُورُ، وَقِيلَ: مَكَّةُ أَفْضَلُ مِنْ الْمَدِينَةِ بَعْدَ إجْمَاعِ الْكُلِّ عَلَى أَنَّ مَوْضِعَ قَبْرِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - أَفْضَلُ بِقَاعِ الْأَرْضِ۔ قَالَ الشَّيْخُ زَرُّوقٌ فِي شَرْحِ الرِّسَالَةِ: قُلْتُ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَوْضِعُ الْبَيْتِ بَعْدَهُ كَذَلِكَ، وَلَكِنْ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ لِأَحَدٍ مِنْ الْعُلَمَاءِ فَانْظُرْهُ، انْتَهَى۔ وَقَالَ الشَّيْخُ السَّمْهُودِيُّ فِي تَارِيخِ الْمَدِينَةِ: نَقَلَ عِيَاضٌ وَقَبْلَهُ أَبُو الْوَلِيدِ وَالْبَاجِيُّ وَغَيْرُهُمَا الْإِجْمَاعَ عَلَى تَفْضِيلِ مَا ضَمَّ الْأَعْضَاءَ الشَّرِيفَةَ عَلَى الْكَعْبَةِ بَلْ نَقَلَ التَّاجُ السُّبْكِيُّ عَنْ ابْنِ عَقِيلٍ الْحَنْبَلِيِّ أَنَّهَا أَفْضَلُ مِنْ الْعَرْشِ، وَصَرَّحَ التَّاجُ الْفَاكِهِيُّ بِتَفْضِيلِهَا عَلَى السَّمَوَاتِ، قَالَ: بَلْ الظَّاهِرُ الْمُتَعَيَّنُ جَمِيعُ الْأَرْضِ عَلَى السَّمَوَاتِ لِحُلُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا،

وَحَكَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ الْأَكْثَرِ بِخَلْقِ الْأَنْبِيَاءِ مِنْهَا وَدَفْنِهِمْ فِيهَا، لَكِنْ قَالَ النَّوَوِيُّ: الْجُمْهُورُ عَلَى تَفْضِيلِ السَّمَاءِ عَلَى الْأَرْضِ أَيْ مَا عَدَا مَا ضَمَّ الْأَعْضَاءَ الشَّرِيفَةَ، وَأَجْمَعُوا بَعْدُ عَلَى تَفْضِيلِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ عَلَى سَائِرِ الْبِلَادِ، وَاخْتَلَفُوا فِيهِمَا، وَالْخِلَافُ فِيمَا عَدَا الْكَعْبَةَ فَهِيَ أَفْضَلُ مِنْ بَقِيَّةِ الْمَدِينَةِ اتِّفَاقًا، انْتَهَى"۔"امام الحطاب الرُّعینی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۵۴ھ) فرماتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ اجماع کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک تمام زمین سے افضل ہے۔ شیخ زروق رحمۃ اللہ علیہ شرح رسالہ میں فرماتے ہیں: اس بات کا تقاضہ یہ ہے کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک افضل ہے بالکل اسی طرح مکہ اور مدینہ میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے وہ بھی کعبہ سے افضل ہوناچاہیئے، لیکن اس بارے میں علماء کرام نے تصریح نہیں فرمائی ہے، البتہ قبر مبارک کی افضلیت کے بارے میں تو تمام علماء نے صراحتاً فرمایاہے لیکن گھر کے بارے میں نہیں۔ شیخ السمھودی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ مدینہ میں فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع امت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ ہر شئے سے افضل ہے یہاں تک کہ عرش سے بھی افضل ہے۔ اس اجماع کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابو الولید الباجی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء نے نقل کیاہے اوراس مقدس مکان کی کعبہ شریف پر افضل ہونے کی صراحت کی ہے بلکہ امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عقیل حنبلی رحمہ اللہ سے نقل کیاہے کہ یہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ شیخ تاج الدین الفاکھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ ہر شئے سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ شریف سے بھی افضل ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بات واضح ہوگئی کہ جمہور علماء کے نزدیک آپ علیہ الصلاۃ السلام کے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ تمام زمین وآسمان سے افضل ہے، جیسا کہ مکہ اور مدینہ تمام زمین سے افضل ہیں۔ اس پر علماء کرام کا اجماع ہے، اس میں سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ مکہ ومدینہ کی افضلیت کے بارے میں جو اختلاف ہے وہ کعبہ کو چھوڑ کر ہے کہ کعبہ مدینہ سے افضل ہے سوائے مدینہ کی اس جگہ کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعضاء مبارکہ کو مس ہورہی ہے"۔ (مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل: کتاب الأیمان، فَرْعٌ فِي نَاذِرِ زِيَارَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمَدِينَةُ أَفْضَلُ، ثُمَّ مَكَّةُ، ج۴، ص۵۳۳)

مواهب الجليل لشرح مختصر خليل

تأليف

أبي عبد الله محمد بن محمد بن عبد الرحمن المغربي

المعروف بالحطاب الرعيني

المتوفى ٩٥٤هـ

ضبطه وخرج آياته وأحاديثه

الشيخ زكريا عميرات

الجزء الرابع

DKI

دار الكتب العلمية

أسسها محمد علي بيضون سنة 1971

بيروت - لبنان

وَهَلْ إِنْ كَانَ بِبَعْضِهَا، أَوْ إِلاَّ لِكَوْنِهِ بِأَفْضَلَ؟ خِلاَفٌ، وَالْمَدِينَةُ أَفْضَلُ ثُمَّ مَكَّةُ.

المسجد ركعتين قال: يعد السواري ويصلي إلى واحدة لكل سارية ركعتين وهو قول مالك انتهى. ص: **(والمدينة أفضل ثم مكة)** ش: هذا هو المشهور. وقيل: مكة أفضل من المدينة بعد إجماع الكل على أن موضع قبره عليه الصلاة والسلام أفضل بقاع الأرض. قال الشيخ زروق في شرح الرسالة: قلت: وينبغي أن يكون موضع البيت بعده كذلك ولكن لم أقف عليه لأحد من العلماء فانظره انتهى. وقال الشيخ السمهودي في تاريخ المدينة: نقل عياض وقبله أبو الوليد والباجي وغيرهما الإجماع على تفضيل ما ضم الأعضاء الشريفة على الكعبة. بل نقل التاج السبكي عن ابن عقيل الحنبلي أنها أفضل من العرش، وصرح التاج الفاكهي بتفضيلها على السموات قال: بل الظاهر المتعين جميع الأرض على السموات لحلوله ﷺ بها. وحكاه بعضهم عن الأكثر بخلق الأنبياء منها ودفنهم فيها، لكن قال النووي: الجمهور على تفضيل السماء على الأرض أي ما عدا ما ضم الأعضاء الشريفة. وأجمعوا بعد على تفضيل مكة والمدينة على سائر البلاد. واختلفوا فيهما والخلاف فيما عدا الكعبة فهي أفضل من بقية المدينة اتفاقاً. انتهى من خلاصة الوفا. وقال في المسائل الملقوطة: ولا خلاف أن مسجد المدينة ومكة أفضل من مسجدد بيت المقدس، واختلفوا في مسجدي مكة والمدينة والمشهور من المذهب أن المدينة أفضل وهو قول أكثر أهل المدينة. وقال ابن وهب وابن حبيب: مكة أفضل.

مسألة: قال في المسائل الملقوطة: وحكم ما زيد في مسجده عليه الصلاة والسلام حكم المزيد فيه في الفضل. ثم ذكر أحاديث ورواية عن مالك في ذلك ونقل ذلك عن تسهيل المهمات لوالده، ونص كلامه: وحكم ما زيد في مسجده ﷺ حكم المزيد في الفضل لأحاديث عنه ﷺ وآثار عن عمر وأبي هريرة رضي الله عنهما مصرحة بذلك. ذكرها المؤرخون في كتبهم والله أعلم بصحتها. قال عمر رضي الله عنه لما فرغ من بناء المسجد ومن زيادته: لو انتهى بناؤه إلى الجبانة لكان الكل مسجد رسول الله ﷺ. وقال أبو هريرة: سمعت

بيت المقدس فلا يأتيهما حتى ينوي الصلاة في مسجديهما أو يسميهما فيقول: إلى مسجد الرسول ﷺ أو إلى مسجد بيت المقدس وإن لم ينو الصلاة فيهما فليأتهما راكباً ولا هدي عليه، وكأنه لما سماهما قال: علي أن أصلي فيهما **(وهل وإن كان ببعضها أو إلا لكونه بأفضل خلاف والمدينة أفضل ثم مكة)** ابن بشير: حمل اللخمي المذهب على أن من التزم المشي إلى أحد هذه المساجد الثلاثة فلا يأتيه إلا أن يكون في موضع غيرها، وأما إن كان في أحدهما والتزم المشي إلى الآخر، فإن كان الموضع الملتزم فيه أفضل من الموضع الذي هو به لزمه وإلا لم يلزمه، والمدينة عند مالك أفضل ثم مكة ثم بيت المقدس. والظاهر من المذهب أنه يلزمه الإتيان إلى أحد هذه الثلاثة وإن كان الموضع الذي هو فيه أفضل من الموضع الذي التزم المشي إليه، وقد كان رسول الله ﷺ يأتي مسجد قباء من المدينة ومسجد المدينة لا شك أفضل. ابن شاس.

۲۵۔"قال الإمام ابن حجر الهيتمي في تحفة المحتاج: وهي كبقية الحرم أفضل الأرض عندنا وعند جمهور العلماء للأخبار الصحيحة المصرحة بذلك وما عارضها بعضه ضعيف وبعضه موضوع كما بينته في الحاشية ومنه خبر "إنها أي المدينة أحب البلاد إلى الله تعالى" فهو موضوع اتفاقا، وإنما صح ذلك منغير نزاع فيه في مكة إلا التربة التي ضمت أعضاءه الكريمة صلى الله عليه وسلم فهي أفضل إجماعا حتى من العرش"۔"علامہ ابن حجر ہیتمی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ: اور یہ کہ حرم کعبہ میرے اور اخبار صحیحہ صریحہ سے جمہور کے نزدیک تمام زمین سے افضل ہے اور جو چند دلیلیں اس کے معارض ہیں ان میں سے بعض ضعیف ہیں اور بعض موضوع مثلاً حاشیہ میں جو دلیل ہے "إنها أي المدينة أحب البلاد إلى الله تعالى" یہ بالاتفاق موضوع ہے۔ لیکن اس طرح کی خبریں مکہ [کی فضیلت] کے بارے میں بلا اختلاف درست ہیں سوائے اس مٹی کی فضیلت کے جو نبی کریم ﷺ کے اعضائے مقدسہ کے ساتھ مس ہے حتیٰ کہ عرش سے بھی۔ یہ فضیلت اجماع سے ثابت ہے"۔ (تحفۃ المحتاج: ج۵، ص ۱۱۲)

حواشي
الشرواني وابن قاسم العبادي
على
تحفة المحتاج بشرح المنهاج

ضبطه وصححه
الشيخ محمد عبد العزيز الخالدي

الجزء الخامس

يحتوي على الكتب التالية:
الحج - البيع

تنبيه:
وضعنا بأعلى الصفحة «تحفة المحتاج» للإمام شهاب الدين أحمد بن حجر الهيتمي المتوفى سنة ٩٧٣هـ ووضعنا عقبه بين هلالين متنا باللون الأسود نص «منهاج الطالبين» للإمام أبي زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي المتوفى سنة ٦٧٦هـ. ووضعنا في وسط الصفحة حاشية العلامة الشيخ عبد الحميد الشرواني نزيل مكة المكرمة، ويليه في أسفل الصفحة حاشية العلامة أحمد بن قاسم العبادي المتوفى سنة ٩٩٤هـ

باب دخوله أي المحرم

وخص لأن الكلام فيه وإلا فكثير من السنن الآتية يخاطب بها الحلال أيضاً، ومن ثم حذف الضمير في نسخ **(مكة)** قيل الأنسب تبويب التنبيه بباب صفة الحج، لأنه ذكر فيه كثيراً مما لا تعلق له بدخولها بل الحج عرفة ولا تعلق لها بها، ويرد بأن دخولها يستدعي كل ذلك فاكتفى به عنه وهو بالميم والباء للبلد، وقيل بالميم للحرم وبالباء للمسجد وقيل بالميم للبلد وبالباء للبيت أو والمطاف وهي كبقية الحرم أفضل الأرض عندنا وعند جمهور العلماء للأخبار الصحيحة المصرحة بذلك، وما عارضها بعضه ضعيف وبعضه موضوع كما بينته في الحاشية ومنه خبر: أنها أي المدينة أحب البلاد إلى الله تعالى، فهو موضوع اتفاقاً وإنما صح ذلك من غير نزاع فيه في مكة إلا التربة التي ضمت أعضاءه الكريمة ﷺ فهي أفضل إجماعاً حتى من العرش والتفضيل قد يقع بين الذوات وإن لم يلاحظ ارتباط عمل بها، كالمصحف

باب دخوله مكة

قوله: (وخص) أي المحرم **قوله: (وإلا فكثير الخ)** بل إنما يحتاج إليه بالنسبة لقوله قبل الوقوف فقط **قوله: (ومن ثم حذف الضمير الخ)** ويمكن حمله على ما يوافق الحذف بأن يجعل مرجع الضمير الداخل المفهوم من دخول ولا ينافيه قوله قبل الوقوف حيث لا يناسب إلا المحرم لأن المعنى إن كان محرماً سم **قوله: (تبويب التنبيه)** أي لأبي إسحاق الشيرازي **قوله: (قوله لها بها)** يعني لوقوف عرفة بدخول مكة.

قوله: (ويرد الخ) هذا لا يرد دعوى المعترض إلا نسبية وإنما يكون رداً له لو ادعى عدم الصحة فتأمله سم **قوله: (يستدعي كل ذلك)** فيه تأمل سم **قوله: (للبلد)** ولها نحو ثلاثين إسماً ولهذا قال المصنف لا نعلم بلداً أكثر إسماً من مكة والمدينة لكونهما أفضل الأرض وكثرة الأسماء تدل على شرف المسمى نهاية زاد المغني ولهذا كثرت أسماء الله تعالى ورسوله ﷺ حتى قيل إن لله تعالى ألف اسم ولرسوله ﷺ كذلك اهـ **قوله: (وهي)** إلى قوله وليستشعر في النهاية إلا قوله وما عارضه إلى إلا التربة وقوله والتفضيل إلى وتسن وكذا في المغني إلا قوله حتى من العرش **قوله: (عندنا الخ)** أي خلافاً لمالك في تفضيل المدينة مغني **قوله: (منه)** أي من الموضوع أو مما عارضها **قوله: (إلا التربة الخ)** استثناء من قوله أفضل الأرض الخ **قوله: (كالمصحف الخ)** ما المانع من أن المعنى في كون

باب دخوله مكة

قوله: (ومن ثم حذف الضمير) يمكن حمله على ما يوافق الحذف بأن يجعل مرجعه الداخل أي داخل المفهوم من دخوله ولا ينافيه قوله قبل الوقوف حيث لا يناسب إلا المحرم لأن المعنى إن كان محرماً ولو كان ينافيه بطل فائدة قوله ومن ثم الخ فتأمله **قوله: (ويرد الخ)** هذا لا يرد دعوى المعترض إلا نسبية فليس رداً لاعتراضه وإنما يكون رداً له لو أدعى عدم الصحة فتأمله **قوله: (يستدعي كل ذلك)** قد يقال بعد تمام ذلك إلا إن كل ذلك لا يستدعي الدخول فهو أعم والمطلوب بيانه بالوجه

٢٦۔"أن موضع قبره الشريف ﷺ أفضل بقاع الأرض، وهو أفضل الخلق وأكرمهم على الله تعالى --- فاذا تقرر أنه أفضل المخلوقين وأن تربته أفضل بقاع الأرض"۔"قطب الدین محمد بن علاء الدین علی بن احمد النہروانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۸۸ھ) لکھتے ہیں: آپ ﷺ کی قبر شریف روئے زمین میں سب سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے افضل واکرم ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں لہٰذا وہ مٹی بھی تمام مٹی سے افضل ہوئی"۔
(تاریخ المدینۃ لقطب الدین النہروانی: ص۱۸۶)

من التراث التاريخى

تاريخ المدينة

لقطب الدين الحنفى

تقديم وتعليق وتحقيق

دكتور محمد زينهم محمد عزب

الناشر

مكتبة الثقافة الدينية

٥٢٦ ش بورسعيد ـ الظاهر

ت: ٥٩٢٢٦٢٠ ـ فاكس: ٥٩٣٦٢٧٧

والحافظ محيى الدين الطبرى وغيرهم. وأما حديث « لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد ... » (١) فلا دلالة فيه على النهى عن الزيارة بل هو حجة فى ذلك ومن جعله دليلا على حرمة الزيارة فقد أعظم الجرأة على الله تعالى ورسوله وفيه برهان قاطع على عبارة قائله وقصوه عن ذوق صافى العلم وقصوره عن نيل درجة كيفية الاستنباط والاستدلال. والحديث فيه دليل على استحباب الزيارة من وجهين :

الأول : أن موضع قبره ﷺ أفضل بقاع الأرض وهو ﷺ أفضل الخلق وأكرمهم على الله تعالى لأنه لم يقسم بحياة أحد غيره وأخذ الميثاق (ق ٢٣٤) من الأنبياء بالإيمان به وبنصره كما فى قوله تعالى : ﴿ وإذ أخذ الله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه ﴾ (٢) الآية وشرفه بفضله على سائر المرسلين وكرمه أن ختم به النبيين ورفع درجته فى عليين .

فإذا تقرر أنه أفضل المخلوقين وأن تربته أفضل بقاع الأرض استحب شد الرحال إليه إلى تربته بطريق الأولى .

الوجه الثانى : أنه استحب شد الرحال إلى مسجد المدينة ولا يتصور من المؤمنين المخلصين انفكاك قصده عنه ﷺ وكيف يتصور أن المؤمن المعظم قدر النبى ﷺ يدخل مسجده ويشاهد حجرته ويتحقق أنه يسمع كلامه ثم بعد ذلك يسعه أن لا يقصد الحجرة والقبر ويسلم على رسول الله ﷺ هذا مما لا احتسبه على أحد وكذلك لو قصد زيارة قبره لم ينفك قصده عن قصد المسجد .

ومن الدليل عن الزيارة الأحاديث الكثيرة الصحيحة فى فضل زيارة الإخوان فى الله تعالى فزيارة (ق ٢٣٥) النبى ﷺ أولى وأولى .

(١) ورد فى صحيح البخارى باب مسجد مكة ١٠٦ ، والصوم ٦٧ ، والصيد ٢٦ ، وصحيح مسلم باب حج ٤١٥ ، ٥١١ ، وباب مناسك ٩٤ ، وسنن الترمذى باب الصلاة ١٢٦ .

(٢) ٨١ م آل عمران ٣ .

ـ١٨٦ـ

٢٧ـ ”وقال الشيخ شمس الدين الرملي المصري الشافعي نقله الشوبري في حاشيته على أسنى المطالب: وَمَحَلُّ التَّفَاضُلِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هُوَ فَأَفْضَلُ بِالْإِجْمَاعِ كَمَا نَقَلَهُ الْقَاضِي عِيَاضٌ قَالَ ابْنُ قَاضِي شُهْبَةَ قَالَ شَيْخِي وَوَالِدِي وَقِيَاسُهُ أَنْ يُقَالَ إنَّ الْكَعْبَةَ الْمُشَرَّفَةَ أَفْضَلُ مِنْ سَائِرِ بِقَاعِ الْمَدِينَةِ قَطْعًا مَا عَدَا مَوْضِعَ قَبْرِهِ الشَّرِيفِ وَبَيْتَ خَدِيجَةَ الَّذِي بِمَكَّةَ أَفْضَلُ مَوْضِعٍ مِنْهَا بَعْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَهُ الْمُحِبُّ الطَّبَرِيُّ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي إيضَاحِهِ الْمُخْتَارِ اسْتِحْبَابُ الْمُجَاوَرَةِ بِمَكَّةَ إلَّا أَنْ يَغْلِبَ عَلَى ظَنِّهِ الْوُقُوعُ فِي الْأُمُورِ الْمَحْذُورَةِ وَقَوْلُهُ، وَأَمَّا هُوَ فَأَفْضَلُ بِالْإِجْمَاعِ قَالَ شَيْخُنَا وَأَفْضَلُ مِنْ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمِنْ الْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ وَمِنْ الْجَنَّةِ“۔ ”شیخ شمس الدین الرملی المصری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۰۰۴ھ) اَسنی المطالب کے حاشیہ میں نقل کرتے ہیں کہ: مکہ و مدینہ کی افضلیت کے بارے میں بعض لوگوں نے مکہ کو افضل قرار دیا اور بعض نے مدینہ کو تو یہ جو اختلاف ہے یہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو چھوڑ کر ہے۔ البتہ جہاں تک نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی بات ہے تو وہ بالاجماع افضل ہے۔ قاضی عیاض نے اس کو نقل کیا ہے اور ابن قاضی شہبہ کہتے ہیں کہ میرے شیخ اور والد فرماتے ہیں کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ کعبہ شریف یقینی طور پر تمام مدینہ سے افضل ہے سوائے مدینہ شریف کی وہ جگہ جہاں نبی ﷺ کی قبر شریف ہے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا گھر مکہ میں مسجد حرام کے بعد سب سے افضل ہے۔ محب طبری فرماتے ہیں کہ امام نوویؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مکہ کا پڑوس

اختیار کرنا افضل ہے سوائے اس کے کہ کسی ناجائز اور گناہ کے کام میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبر مبارک اجماعی طور پر افضل ہے تو اس کے بارے میں ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ وہ تمام آسمانوں سے عرش، کرسی اور جنت سے افضل ہے"۔ (أسنی المطالب فی شرح روض الطالب و بھامشہ حاشیۃ الرملی تجرید الشوبری: ج۵، ص۴۳۵)



١٧٤ .... أسنى المطالب شرح روض الطالب

الصَّلاةِ .

٤٧٥/١ (بابُ دُخولِ مَكَّةَ) (١) / وما يتعلَّقُ به يُقالُ : مَكَّةَ بالميمِ وبَكَّةَ بالباءِ لُغتانِ وقيلَ بالميمِ : اسمٌ للحَرَمِ كلِّه ، وبالباءِ : اسمٌ للمسجدِ ، وقيلَ بالميمِ للبَلَدِ وبالباءِ للبَيْتِ مع المطافِ وقيلَ بدونِه (يُسْتَحَبُّ للمُحرِمِ) بالحجِّ (أَنْ يدخُلَ مَكَّةَ قبلَ الوُقوفِ) بعَرَفَةَ كما فعلَ ﷺ وأصحابُه ، ولكثرةِ ما يحصُلُ له مِن السُّنَنِ الآتيةِ وأَنْ يدخُلَها (مِن ثَنِيَّةِ كَداءٍ) بفتحِ الكافِ والمدِّ والتنوينِ ، والثَّنِيَّةُ : الطَّرِيقُ الضَّيِّقُ بين الجبَلَيْنِ (مِن أعلَى مَكَّةَ) يعني ثَنِيَّةَ كَداءٍ موضعٌ بأعلى مَكَّةَ ويُسْتَحَبُّ أَنْ يدخُلَ منها (ولو لم تكُنْ في طَرِيقِه) لِمَا قالَه الجوينيُّ : «أنَّه ﷺ عرَجَ إليها قصدًا» ، وهذا ما صحَّحَه النَّوويُّ وصوَّبَه (٢) ، وحكى الرافِعيُّ عن الأصحابِ تخصيصَه بالآتي مِن طَرِيقِ المدينةِ للمَشَقَّةِ ، وأنَّ دُخولَه ﷺ منها كان اتِّفاقًا ، وهو الموافِقُ لِمَا سيأتي في الغُسْلِ بذي طوًى . قال الإسنَويُّ : ولعَلَّ الفرقَ على الأوَّلِ أنَّ ما ذُكِرَ في كَداءٍ

(١) (بابُ دُخولِ مَكَّةَ نهارًا أو ليلًا) ، وقد «دخلَها ﷺ ليلًا في عُمرةِ الجِعرانةِ» كما رواه أصحابُ السُّنَنِ الثلاثةِ ، ولا نعلَمُ دُخولَها ليلًا في غيرِها ، وفي مسلمٍ ومِن طريقِ أيُّوبَ عن نافعٍ لفظُه «كان لا يقدَمُ مَكَّةَ إلا باتَ بذي طوًى حتى يُصبِحَ ويغتسِلَ ثُمَّ يدخُلَ مَكَّةَ نهارًا» ، وكتبَ أيضًا : مَكَّةُ أفضلُ الأرضِ عندنا خِلافًا لمالكٍ في تفضيلِه المدينةَ ، دليلُنا على أفضليَّةِ مَكَّةَ ما رواه الترمذيُّ والنَّسائيُّ وقال حَسَنٌ صحيحٌ «إنَّه ﷺ قال ، وهو واقِفٌ على راحِلَتِه في سوقِ مَكَّةَ : واللهِ إنَّكِ لَخَيْرُ الأرضِ وأحَبُّ أرضِ اللهِ إليَّ ولو أنِّي أُخرِجْتُ منكِ ما خرَجْتُ» ومحَلُّ التفاضُلِ بين مَكَّةَ والمدينةِ في غيرِ موضِعِ قبرِ النبيِّ ﷺ أمَّا هو فأفضَلُ بالإجماعِ كما نقلَه القاضي عياضٌ قال ابنُ قاضي شُهْبَةَ : قال شيخي ووالِدي ، وقياسُه أَنْ يُقالَ إنَّ الكعبةَ المشرَّفةَ أفضَلُ مِن سائرِ بِقاعِ المدينةِ قطعًا ما عدا موضِعَ قبرِه الشريفِ ، وبيتُ خديجةَ الذي بمَكَّةَ أفضَلُ موضِعٍ منها بعدَ المسجدِ الحرامِ قالَه المحِبُّ الطَّبَريُّ ، وقال النَّوويُّ في إيضاحِه : المختارُ استحبابُ المجاورةِ بمَكَّةَ إلا أَنْ يغلِبَ على ظنِّه الوُقوعُ في الأمورِ المحذورةِ ، وقولُه : وأمَّا هو فأفضَلُ بالإجماعِ قال شيخُنا : وأفضَلُ مِن السمواتِ السبعِ ومِن العرشِ والكُرسيِّ ومِن الجنَّةِ ، فإنْ قيلَ : يرِدُ على ذلك أنَّه عليه الصلاةُ والسلامُ يُنقَلُ مِن أفضَلَ لِمفضولٍ ، والجوابُ أنَّه خُلِقَ مِن تلك التُّربةِ فلو كان ثَمَّ أفضَلُ منها لخُلِقَ مِن ذلك كما قيلَ : «إنَّ صدرَه عليه الصلاةُ والسلامُ لمَّا شُقَّ غُسِلَ بماءِ زمزمَ» فلو كان ثَمَّ أفضَلُ منه لغُسِلَ بذلك الأفضَلِ على أنَّه ورَدَ «ما بين قبري ومنبري روضةٌ مِن رياضِ الجنَّةِ» فإنْ حُمِلَ ذلك على أنَّها مِن الجنَّةِ حقيقةً زالَ الإشكالُ ، ويكونُ المرادُ بالبينيَّةِ ما بين ابتداءِ قبري أي ومِن آخِرِه ومنبري حتى يكونَ القبرُ داخِلًا في الرَّوضةِ .

(٢) (قولُه : وهذا ما صحَّحَه النَّوويُّ وصوَّبَه) قال السُّبكيُّ والأذرَعيُّ : وهو الحقُّ .

۲۸۔"قال ملا علي القاري الحنفي في المسلك المتقسط في المنسك المتوسط: أجمعوا على أنّ أفضل البلاد مكّة والمدينة زادهما الله شرفًا وتعظيمًا، ثم اختلفوا بينهما أي في الفضل بينهما، فقيل: مكة أفضل من المدينة، وهو مذهب الأئمة الثلاثة وهو المرويُّ عن بعض الصحابة، وقيل: المدينة أفضل من مكة، وهو قول بعض المالكية ومن تبعهم من الشافعية، وقيل بالتسوية بينهم۔ إلى أن قال والخلاف أي الاختلاف المذكور محصورٌ فيما عدا موضع القبر المقدس، قال الجمهور: فما ضمّ أعضاءه الشريفة فهو أفضل بقاع الأرض بالإجماع حتى من الكعبة ومن العرش انتهى"۔"ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں: یہ اس بات پر تو اتفاق اور اجماع ہے کہ اللہ نے مکہ اور مدینہ کو افضل بنایا اور شرف و تعظیم سے مالا مال کیا ہے۔ لیکن پھر اس میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں زیادہ افضل کون ہے۔ بعض نے کہا مکہ مدینے سے افضل

ہے اور یہ آئمہ ثلاثہ کا مذہب ہے اور بعض صحابہ سے مروی ہے۔ اور بعض نے کہا مدینہ مکے سے افضل ہے اور یہ قول ہے بعض مالکی اور شافعی علماء کا اور بعض نے کہا دونوں کے درمیان توازن ہے۔ پھر فرمایا لیکن یہ اختلاف قبر مبارک کو خارج بحث کر کے ہے کیونکہ جمہور نے فرمایا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاءِ شریفہ ضم زمین ہیں وہ ٹکڑا اجماع کے مطابق تمام زمین سے افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ اور عرش سے بھی"۔ (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط: ص۲۸۸-۲۸۷)

شرح

المسمى المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط على لباب المناسك للشيخ الامام رحمه الله السندى نفعنا الله بهما واعاد علينا من بركاتهما

آمين

«الطبعة الاولى»

سنة ۱۳۲۸ هجريه

۲۸۷

﴿ فصل أجمعوا على أن أفضل البلاد مكة والمدينة زادهما الله شرفا وتعظيما ثم اختلفوا فيما بينهما ﴾ أى فى الافضل منهما وفى تفاوت ما بينهما وكان الاولى ان يقول اختلفوا أيهما أفضل فقيل مكة أفضل من المدينة وهو مذهب الائمة الثلاثة وهو المروى عن بعض الصحابة (وقيل المدينة أفضل من مكة) وهو قول بعض المالكية ومن تبعهم من الشافعية قيل وهو المروى عن بعض الصحابة ولعل هذا مخصوص بحياته صلى الله عليه وسلم أو بالنسبة الى المهاجرين من مكة

۲۸۸

(وقيل بالتسوية بينهما) هذا قول مجهول لا منقول ولا معقول وكأن قائله نظر الى مجرد المعارضة بين اقوال الائمة والمناقضة فى ظواهر الادلة فتوقف فى المسئلة (والخلاف) أى الاختلاف المذكور محصور (فيما عدا موضع القبر المقدس) وكذا فى غير البيت المستأنس فان الكعبة أفضل من المدينة ما عدا الضريح الاقدس بالاتفاق وكذا الضريح أفضل من المسجد الحرام بلا خلاف بل قال الجمهور (فما ضم أعضاءه الشريفة فهو أفضل بقاع الارض بالاجماع) اى بالاتفاق النقلى أو بالاجماع السكوتى (حتى من الكعبة) اى عند بعضهم (ومن العرش) اى ايضا (على ما صرح به بعضهم) فقد نقل القاضى عياض وغيره الاجماع على تفضيل ما ضم الاعضاء الشريفة حتى على الكعبة المنيفة وان الخلاف فيما عداه ونقل عن ابن عقيل الحنبلى ان تلك البقعة أفضل من العرش وقد وافقه السادة البكريون على ذلك وقد صرح التاج الفاكهى بتفضيل الارض على السموات لحلوله صلى الله عليه وسلم بها وحكاه بعضهم عن الاكثرين لخلق الانبياء منها ودفنهم فيها وقال النووى الجمهور على تفضيل السماء على الارض فينبغى ان يستثنى منها مواضع ضم اعضاء الانبياء للجمع بين اقوال العلماء (واما المجاورة بهما) اى فى الحرمين (فقيل على الخلاف المتقدم) اى بين ابى حنيفة والمالكية وغيرهم فى الكراهة ونفيها

۲۹۔"وقال زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري في شرحه المسمَّى فيض القدير: والخلاف فيما عدا الكعبة فهي أفضل من المدينة اتفاقا خلا البقعة التي ضمت أعضاء الرسول صلى الله عليه وسلم فهي أفضل حتى من الكعبة كما حكى عياض الإجماع عليه"۔"امام زین العابدین الحدادی المناوی القاهری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں کہ: مکہ ومدینہ کی افضلیت کے بارے میں جو اختلاف ہے وہ کعبہ کو چھوڑ کر ہے کہ کعبہ مدینہ سے افضل ہے سوائے مدینہ کی اس جگہ کو چھوڑ کر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعضاء مبارکہ کو مس ہو رہی ہے، کیونکہ وہ کعبہ سے افضل ہے۔ قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے"۔(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ج٦ص ٢٦٤)


- ٢١٤ -

٩١٨٢ ــ اَلْمُدَبَّرُ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ، وَهُوَ حُرٌّ مِنَ الثُّلُثِ ـ (قط هق) عن ابن عمر ـ (ض)

٩١٨٣ ــ اَلْمُدَّعَى عَلَيْهِ أَوْلَى بِالْيَمِينِ، إِلَّا أَنْ تَقُومَ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ ـ (هق) عن ابن عمرو ـ (ح)

٩١٨٤ ــ اَلْمَدِينَةُ حَرَمٌ آمِنٌ ـ أبو عوانة عن سهل بن حنيف ـ (صح)

٩١٨٥ ــ اَلْمَدِينَةُ خَيْرٌ مِنْ مَكَّةَ ـ (طب قط) فى الأفراد عن رافع بن خديج ـ (ض)

٩١٨٦ ــ اَلْمَدِينَةُ قُبَّةُ الْإِسْلَامِ، وَدَارُ الْإِيمَانِ، وَأَرْضُ الْهِجْرَةِ، وَمُتَبَوَّأُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ـ (طس) عن

(المدبر لا يباع ولا يوهب) أى لايصح بيعه ولا هبته (وهو حر من الثلث) أخذ بقضيته أبو حنيفة وسفيان وجمع فمنعوا بيعه وأجازه الشافعى وقال الحديث ضعيف (قط عن ابن عمر) بن الخطاب قال مخرجه الدارقطنى لم يسنده غير عبيدة بن حسان وهو ضعيف وإنما هو من قول ابن عمر قال ولا يثبت مرفوعا ورواته ضعفاء اه وقال عبد الحق إسناده ضعيف والصحيح موقوف وقال فى المنار فيه عبيدة بن حسان قال أبو حاتم منكر الحديث وأبو معاوية عمرو بن عبد الجبار الجوزى مجهول والصحيح وقفه وقال ابن حجر فيه عبيدة بن حبان ضعيف، وقال الدارقطنى الصواب وقفه وخرجه من وجه آخر عن ابن عمر أضعف منه

(المدعى عليه) إذا أنكر (أولى باليمين إلا أن تقوم عليه بينة) فإنه يعمل بها والبينة على المدعى واليمين على من أنكر وهذا فى غير القسامة فأما فيها فإنها فى جانب المدعى على مامر (هق عن ابن عمرو) بن العاص رمز المصنف لحسنه

(المدينة حرم آمن) قال القرطبي روى بمدة بعد الهمزة وكسر الميم على النعت لحرم أى من أن يغزوه قريش أو من الدجال أو الطاعون أو يأمن صيدها وشجرها وروى بغير مد وسكون مصدر أى ذات أمن فهى ثانية الحرمين المشاركة لمكة فى التفضيل والتكريم وقال السمهودى لحرمها من الخصائص ما يزيد على مائة إلا أن حرم مكة شاركها فى بعض ذلك كتحريم قطع الرطب من شجرها وحشيشها وصيدها واصطياده وتنفيره وحمل السلاح للقتال بها وأمر لقطتها ونقل نحو التراب منها أو إليها ونبش الكافر إذا دفن بها وامتازت بتحريمها على لسان أشرف الأنبياء بدعوته وكون المتعرض لصيدها وشجرها يسلب على ماذهب إليه جمع واشتمالها على أفضل البقاع ودفن أفضل الخلق بها وكونها محفوفة بالشهداء وكون افتتاحها بالقرآن وسائر البلاد بالسيف والسنان ووجوب الهجرة إليها والسكنى بها لنصرته وطيب ريحها وغير ذلك قال المصنف وساوت فيه مكة أن من مات بها حصل له الأمن والشفاعة (أبو عوانة عن سهل بن حنيف).

(المدينة خير من مكة) لأنها حرم الرسول صلى الله عليه وسلم ومهبط الوحى ومنزل البركات وبها عزت كلمة الإسلام وعلت وتقررت الشرائع وأحكمت وغالب الفرائض فيها نزلت وبه تمسك من فضلها على مكة وهو مذهب عمر ومالك وأكثر المدنيين والجمهور على أن مكة أفضل والخبر مؤول بأنها خير منها من جهة السلامة من الأذى الكائن للمصطفى صلى الله عليه وسلم وصحبه بمكة أو من حيث كثرة الثمار والزرع والخلاف فيما عدا الكعبة فهى أفضل من المدينة اتفاقا خلا البقعة التى ضمت أعضاء الرسول صلى الله عليه وسلم فهى أفضل حتى من الكعبة كما حكى عياض الإجماع عليه (طب قط فى الأفراد عن رافع بن خديج) وفيه قصة وهى أن مروان تكلم يوما على المنبر فذكر مكة وأطنب فيها ولم يذكر المدينة فقام رافع فقال ياهذا ذكرت مكة فأطنبت ولم تذكر المدينة وأشهد لسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المدينة الخ وفيه محمد بن عبد الرحمن بن أبى رواد ضعفه ابن عدى وقال الأزدى لا يكتب حديثه ثم أورد له هذا الخبر قال فى الميزان عقبه قلت ليس هو بصحيح وقد صح فى مكة خلافه.

(المدينة قبة الاسلام ودار الايمان وأرض الهجرة ومتبوأ الحلال والحرام) وسميت فى التوراة بطيبة وطابة


فَيضُ القَدِير

شرح الجامع الصغير

للعلامة المناوى

وهو شرح نفيس للعلامة المحدث

محمد المدعو بعبد الرؤف المناوى

على كتاب « الجامع الصغير » من أحاديث البشير النذير

للحافظ جلال الدين عبد الرحمن السيوطى

نفعنا الله بعلومهما

الجزء السادس

صححت هذه الطبعة وقوبلت على عدة نسخ من أصحها نسخة نفيسة مخطوطة فى سنة ١٠٩٢ هـ

وعلق عليها تعليقات قيمة نخبة من العلماء الأجلاء

جميع حقوق التعليق والنقل محفوظة

تنبيه : قد جعلنا متن الجامع الصغير بأعلى الصفحات، والشرح بأسفلها

مفصولا بينهما بجدول

ولتمام الفائدة قد ضبطنا الأحاديث بالشكل الكامل

١٣٩١ هـ — ١٩٧٢ م

الطبعة الثانية

دار المعرفة

للطباعة والنشر

بيروت ـ لبنان

۳۰۔"قام الاجماع ان هٰذا الموضع الذى ضم اعضاء الشريفةﷺ افضل بقاع الارض حتى موضع الكعبة الشريفة قال بعضهم وافضل من بقاع السمٰوت حتى من العرش"۔"نور الدین بن برہان الدین حلبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۴۳ھ) فرماتے ہیں: جہاں تک مدینہ کے مقابلے میں مکہ کی افضلیت کی بحث ہے تو اس سے مراد اس جگہ کے علاوہ مدینہ کے دوسرے حصے

ہیں جہاں آنحضرت ﷺ آرام فرمارہے ہیں کیونکہ جہاں تک مزار مبارک کی جگہ کا تعلق ہے تواس پر علماء کا اتفاق ہے کہ وہ روئے زمین کا سب سے افضل حصہ ہے بلکہ یہاں تک کہ عرش اور کرسی سے بھی زیادہ افضل جگہ ہے"۔(سیرۃ حلبیہ[اردو]:ج۲ص۸۵)

سیرت حلبیہ اُردو ۸۵ جلد دوم نصف اول

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ مدینہ مکہ سے افضل ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور آپ ﷺ کو مدینہ میں بسایا۔ ایک کمزور قول یہ ہے کہ جمہور علماء بھی اسی بات پر گئے ہیں، جن میں امام مالک بھی شامل ہیں۔

مکہ اور مدینہ میں کون افضل ہے؟...... جہاں تک پہلی حدیثوں کا تعلق ہے ان کو ان لوگوں نے بنیاد بنایا ہے جو مدینہ پر مکہ کی فضیلت کے قائل ہیں۔ جمہور علماء کا مسلک یہی ہے جن میں امام شافعی بھی شامل ہیں۔ اس مسلک کی بنیاد وہ اس روایت پر رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا،

تمہارے نزدیک حرمت اور اعزاز کے اعتبار سے سب سے زیادہ افضل کون سا شہر ہے؟"

صحابہ نے عرض کیا کہ اس کے سوا ہمیں معلوم نہیں کہ یہی ہمارا شہر ہوسکتا ہے۔ یعنی مکہ۔ اس سے صحابہ کا اجماع اور اس بارے میں اتفاق رائے ظاہر ہوتی ہے جس کا انہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے اقرار کیا کہ مکہ تمام شہروں سے زیادہ افضل ہے کیونکہ جو شہر حرمت میں سب سے زیادہ ہو وہی سب سے زیادہ افضل کہلائے گا۔

مکہ کی فضیلت...... آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مکہ میں ٹھہرنا سعادت و خوش نصیبی کی بات ہے اور یہاں سے جانا بدبختی کی بات ہے۔

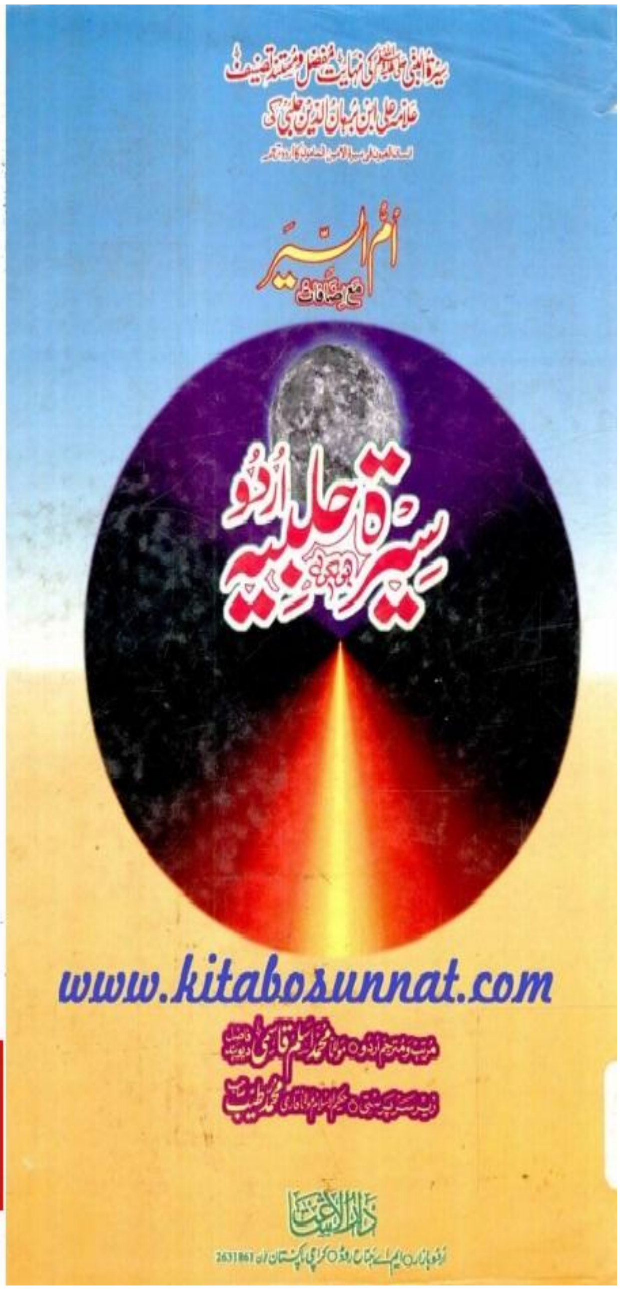
اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا،

"کہ جس شخص نے دن بھر کی ایک گھڑی کے لئے مکہ کی گرمی پر صبر کیا اس سے جہنم سو سال کی مسافت کے فاصلے پر چلی جاتی ہے۔"

علامہ ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ اس شخص کی حالت پر تعجب ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد چھوڑ دیا جس میں آپ ﷺ نے مکہ کے لئے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو بہترین سر زمین اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین جگہ ہے، اگر تیرے باشندے مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں ہرگز نہ جاتا۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی جو تاویل ممکن ہے وہ اس تاویل کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی جو اس کے مقابلے میں کی گئی ہے (یعنی جن لوگوں نے تاویل کر کے مکہ کے مقابلے میں مدینہ کو افضل قرار دیا ہے۔ ان کی تاویل یہاں نہیں چل سکتی) کیونکہ مکہ میں کی جانے والی ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے پیدل چل کر حج کا سفر اور حج کے ارکان ادا کئے اس کے نام پر حرم کی نیکیوں میں سے سو نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اس پر آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حرم کی نیکی کیسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حرم میں کی جانے والی ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔

جہاں تک مدینہ کے مقابلے میں مکہ کی افضلیت کی بحث ہے تو اس سے مراد اس جگہ کے علاوہ مدینہ کے دوسرے حصے ہیں جہاں آنحضرت ﷺ آرام فرما ہیں کیونکہ جہاں تک مزار مبارک کی جگہ کا تعلق ہے تو اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ وہ روئے زمین کا سب سے افضل حصہ ہے بلکہ یہاں تک کہ عرش اور کرسی سے بھی زیادہ افضل جگہ ہے۔

مدفن نبوت کی فضیلت...... کتاب عوارف المعارف میں ہے کہ طوفان نوح نے اس جگہ کو کعبہ کی جگہ سے اکھاڑ دیا تھا یہاں تک کہ اس کو تیراتا ہوا مدینہ میں لے آیا۔



۳۱۔"قال الإمام منصور بن يونس بن إدريس البهوتي الحنبلي في شرح منتهى الإرادات: قَالَ فِي الْفُنُونِ: الْكَعْبَةُ أَفْضَلُ مِنْ مُجَرَّدِ الْحُجْرَةِ فَأَمَّا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَلَا وَاَللَّهِ وَلَا الْعَرْشُ وَحَمَلَتُهُ وَالْجَنَّةُ؛ لِأَنَّ بِالْحُجْرَةِ جَسَدًا لَوْ وُزِنَ بِهِ لَرَجَحَ"۔"امام منصور بن ادریس بہوتی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۵۱ھ) لکھتے ہیں: مجرد حجرہ مبارک سے کعبہ شریف افضل ہے لیکن چونکہ نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک اس میں ہے تو اللہ کی قسم اب نہ کعبہ نہ عرش نہ اس کو اٹھانے والے فرشتے اور نہ ہی جنت اس سے افضل ہو سکتی ہے اور اگر ساری مخلوق کو حجرہ شریف کے ساتھ تولہ جائے تو بھی وزنی ہو گا"۔(شرح منتهى الإرادات: ج۱،ص۵۶۸-۵۶۷)

شرح منتهى الإرادات

المسمى

دقائق أولي النهى لشرح المنتهى

لفقيه الحنابلة

الشيخ منصور بن يونس بن إدريس البهوتي

المتوفى سنة ١٠٥١هـ

الجزء الأول

عالم الكتب

« ولا يخرج من حجارة مكة إلى الحل . والخروج أشد كراهة . و (لا) يكره إخراج (ماء زمزم) لما روى الترمذي وقال حسن غريب عن عائشة « أنها كانت تحمل من ماء زمزم ، وتخبر أن النبي ﷺ كان يحمله » ولأنه يستخلف كالثمرة . وقال أحمد : أخرجه كعب . ولم يزد عليه (ولا) يكره (وضع الحصا بالمساجد) كما في مسجده ﷺ زمنه وبعده (ويحرم إخراج ترابها) أي المساجد (و) إخراج (طيبها) في الحل والحرم لتبرك وغيره . لأنه انتفاع بالموقوف في غير جهته قال أحمد : إذا أراد أن يستشفي بطيب الكعبة لم يأخذ منه شيئاً . ويلزق عليها طيباً من عنده . ثم يأخذه .

فصل وحد حرم مكة

(من طريق المدينة : ثلاثة أميال عند بيوت السقيا) ويقال : بيوت نفار ، بنون مكسورة ثم فاء ، دون التنعيم (و) حده (من اليمن : سبعة) أميال (عند أضاة لبن) أضاة بالضاد المعجمة على وزن قناة . ولبن بكسر اللام وسكون الموحدة (و) حده (من العراق كذلك) أي سبعة أميال (على ثنية رجل) بكسر الراء وسكون الجيم (جبل) بالمنقطع (و) حده (من الطائف وبطن نمرة كذلك) أي سبعة أميال (عند طرف عرفة. و) حده (من) طريق (الجعرانة تسعة) أميال في (شعب عبد الله بن خالد) وحده (من طريق جدة: عشرة) أميال (عند منقطع الاعشاش) بشينين معجمتين ، جمع عش بضم العين المهملة (و) حده (من بطن عرنة : أحد عشر ميلاً) وعلى تلك المذكورات أنصاب الحرم ، لم تزل معلومة (وحكم وَجٍ . وهو واد بالطائف : كغيره من الحل) فيباح صيده وشجره وحشيشه بلا ضمان. والخبر فيه ضعفه أحمد وغيره . وقال ابن حبان والازدي : لم يصح حديثه (وتستحب المجاورة بمكة . وهي أفضل من المدينة) لحديث عبد الله بن عدي بن الحمراء : أنه سمع النبي ﷺ يقول وهو واقف بالحزوَّرة في سوق مكة « والله إنك لخير أرض الله وأحب أرض الله إلى الله . ولولا أني أخرجت منك ما خرجت » رواه أحمد وغيره . وقال الترمذي : حسن صحيح . قال فى الفنون : الكعبة أفضل من مجرد الحجرة فأما والنبي ﷺ فيها فلا والله ولا العرش وحملته والجنة . لأن بالحجرة جسداً لو وزن به لرجح (وتضاعف السيئة والحسنة بمكان) فاضل (وزمان فاضل) لقول ابن عباس وسئل أحمد : هل تكتب السيئة أكثر من واحدة قال : لا . إلا بمكة . لتعظيم البلد . ولو أن رجلاً بعدن وهم أن يقتل عند البيت . أذاقه الله من العذاب الأليم .

٥٦٧

۳۲۔”وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّ مَوْضِعَ قَبْرِهِ - صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَشْرَفُ بِقَاعِ الْأَرْضِ۔۔۔ زيارة قبره عليه الصلاة والسلام من أفضل المندوبات، بل قيل: من الواجبات لمن له سعة ويبدؤ بالحج إن كان فرضاً ويخير إن كان نافلة وما ضم أعضاؤه الشريفة أفضل البقاع على الإطلاق حتى من الكعبة، ومن الكرسى وعرش الرحمن رزقنا الله تعالىٰ العود، والقبول بجاء الرسول ﷺ“۔ ”اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ کی قبر شریف روئے زمین میں سب سے افضل ہے“۔ اس کے حاشیہ میں امام عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان آفندی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۰۷۸ھ) لکھتے ہیں: ”نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت تمام مستحبات میں سب سے زیادہ افضل ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ قبرِ مبارک کی زیارت واجبات میں سے ہے۔حج کے موقع پر ابتداء کہاں سے کی جائے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر حج فرض ہو تو پہلے حج کیا جائے پھر بعد میں جا کر زیارتِ روضۂ رسول ﷺ کی جائے اور اگر حج نفل ہو تو اس میں (حاجی کو) اختیار ہے کہ چاہے تو پہلے جا کر زیارت کرے

پھر حج کرلے یا پھر پہلے حج کرلے بعد میں زیارت کرے۔ اور وہ جگہ جو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اعضاءِ شریفہ سے مس ہے وہ کعبہ، کرسی اور اللہ کے عرش سے بھی افضل ہے"۔(مجمع الأنھر فی شرح ملتقى الأبحر: ج۱، ص۳۱۲)

مجمع الأنهر

للمحقق الفقيه عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي
المدعو بشيخي زاده الحنفي ويعرف بداماد أفندي المتوفى سنة ۱۰۷۸ﻫ

في شرح ملتقى الأبحر

للإمام إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي المتوفى سنة ۹۵٦ﻫ

ومعه

الدر المنتقى في شرح الملتقى

للشيخ محمد بن علي بن محمد الحصني المعروف بالعلاء الحصكفي المتوفى سنة ۱۰۸۸ﻫ

خرج آياته وأحاديثه
خليل عمران المنصور

تنبيه:
وضعنا في أعلى الصفحات نص "ملتقى الأبحر" ووضعنا تحته نص "مجمع الأنهر" مفصولاً بينهما بخط متصل. ووضعنا في أسفل الصفحات نص "الدر المنتقى" مفصولاً بينه وبين سابقه بخط متقطع

الجزء الأول

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

وجبت له شفاعتي»[١]، وقوله: «من جاءني زائراً لا يهمه حاجة إلا زيارتي كان حقاً عليّ أن أكون شفيعاً له يوم القيامة»[٢]، وقوله: «لا عذر لمن كان له سعة من أمتي ولم يزرني»، وقوله: «من صلى على قبري سمعته ومن صلى عليّ نائياً بلغته»، وقوله: «من حج وزار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حياتي»، وقوله: «من زارني إلى المدينة متعمداً كان في جواري إلى يوم القيامة»، فإن كان الحج فرضاً فالأحسن أن يبدأ به إذا لم يقع في طريق الحاج المدينة المنوّرة، ثم يثني بالزيارة فإذا نواها فلينوِ معها زيارة مسجد رسول الله ﷺ، وإذا توجه إليها يكثر الصلاة والسلام عليه أشرف التحيات وأفضل التسليمات، وإذا وصل إلى المدينة اغتسل بظاهرها قبل أن يدخلها أو توضأ، ولكن الغسل أفضل ولبس نظيف ثيابه، وكل ما كان أدخل في الأدب والإجلال فعله، وإذا دخلها قال: ﴿رب أدخلني مدخل صدق﴾ الآية اللهم افتح لي أبواب فضلك ورحمتك وارزقني زيارة قبر رسولك المجتبى عليه الصلاة والسلام ما رزقت أولياءك وأهل طاعتك، واغفر لي وارحمني يا خير مسؤول، وليكن متواضعاً متخشعاً بكمال الأدب فإذا دخل المسجد الشريف يقول: بسم الله الرحمن الرحيم اللهم اغفر لي وافتح لي أبواب رحمتك، ويدخل من الباب المعروف بباب جبريل عليه الصلاة والسلام قاصداً الروضة الشريفة، وهي ما بين المنبر والقبر الشريف قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم «بين قبري ومنبري روضة من رياض الجنة»[٣] فيصلي عند منبره عليه الصلاة والسلام ركعتين يقف بحيث يكون عمود المنبر بحذاء منكبه الأيمن، ويسجد لله شكراً على هذه النعمة الجليلة، ويدعو بما يجب، ثم ينهض فيتوجه إلى القبر الشريف فيقف عند رأسه مستقبل القبلة، ويدنو منه قدر ثلاثة أذرع أو أربعة، ولا يدنو منه أكثر من ذلك، ولا يضع يده على جدار التربة الشريفة فهو أهيب، وأعظم للحرمة، ويقف كما يقف في الصلاة، ويقول: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام عليك يا رسول الله السلام عليك يا خير خلق الله السلام عليك يا سيد

خاتمة

زيارة قبره عليه الصلاة والسلام من أفضل المندوبات، بل قيل: من الواجبات لمن له سعة ويبدؤ بالحج إن كان فرضاً ويخير إن كان نافلة وما ضم أعضاؤه الشريفة أفضل البقاع على الإطلاق حتى من الكعبة، ومن الكرسي وعرش الرحمن رزقنا الله تعالى العود، والقبول بجاه الرسول ﷺ.

(١) أخرجه أحمد بن حنبل (٤، ١٠٨) المعجم المفهرس لألفاظ الحديث ٧/ ١٣٤.
(٢) أخرجه الترمذي (مناقب، ٦٧) والموطأ (مدينة، ٣)، وأحمد بن حنبل (١، ١٨١، ٢، ١١٣، ١١٩، ١٣٣، ٢٨٨، ٣٣٨، ٣٤٣، ٣٩٧، ٤٣٩، ٤٤٧، ٣، ٢٩، ٥٨، ٦٩، ٦، ٣٧٠) المعجم المفهرس لألفاظ الحديث ٣/ ١٥٣.
(٣) أخرجه أحمد بن حنبل (٢، ٥٣٤) المعجم المفهرس لألفاظ الحديث ٦/ ٣٤٥.

۳۳۔"قال الإمام الحصفكي الحنفي في الدر المختار: وهذا الكتاب من أشهر كتب الحنفية يقول صاحبه۔ لا حرم للمدينة عندنا ومكة أفضل منها على الراجح إلا ما ضم أعضاءه عليه الصلاة والسلام فإنه أفضل مطلقا حتى من الكعبة والعرش والكرسي۔ وزيارة قبره مندوبة، بل قيل واجبة لمن له سعة"۔"علامہ حصکفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں کہ: ہمارے نزدیک مدینہ سے بڑھ کر کوئی مقدس جگہ نہیں البتہ مکہ مدینے سے افضل ہے الایہ کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء[اس مٹی سے] مس ہوں تو مدینہ [کی مٹی] بلکل افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی اور ہمارے نزدیک روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مندوب ہے۔ بلکہ واجب ہے جس کی استطاعت ہو"۔(الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار: ص۱۷۵)

الدُّرُّ المُخْتَار

تأليف

محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن الحنفي الحصكفي

المتوفى سنة ١٠٨٨هـ

شرح

تنوير الأبصار وجامع البحار

للشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد الغزي الحنفي التمرتاشي

المتوفى سنة ١٠٠٤هـ

في فروع الفقه الحنفي

حققه وضبطه

عبد المنعم خليل إبراهيم

تنبيه:

ميّزنا نصّ «تنوير الأبصار» بوضعه ضمن قوسين باللون الأسود القاتم

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

أليق والسّتْر بغيرها أحق.

(شهدوا) بَعْدَ الوقوف (بوقوفهم بعد وقته لا تقبل) شهادتهم، والوقوف صحيح استِحساناً حتى الشُّهود للحرج الشّديد (وقبله) أي قبل وقته (قبلت إن أمكن التدارك) ليلاً مع أكثرهم، وإلاّ لا (رمى في اليوم الثاني) أو الثالث أو الرّابع (الوُسطى والثالثة ولم يرم الأولى؛ فعند القضاء إن رمَى الكل) بالترتيب (حسن، وإنْ قضىٰ الأولى جاز) لسنية الترتيب. (نذر) المكلّف (حجاً ماشياً مشى) مِنْ منزله وجوباً في الأصحّ (حتى يطوف الفرض) لانتهاء الأرْكان، ولو ركب في كله أو أكثره لزمه دم، وفي أقله بحسابه؛ ولو نذر المَشْي إلى المَسْجد الحرام أوْ مَسْجد المدينة أو غيرهما لا شيء عليه.

(اشْترى محرمة) ولو (بالإذْن له أن يحللها) بلا كراهة لعدم خلف وعده (بقصّ شَعْرها أو بقلم ظفرها) أو بمس طيب (ثمّ يجامع، وهو أولى من التّحْليل بجماع) وكذا لو نكح حرّة محرمة بنفل، بخلاف الفرض إنْ لها محرم، وإلاّ فهي محصرة فلا تتحلل إلاّ بالهدي. ولو أذن لامرأته بنفل ليس له الرُّجوع لملكها منافعها، وكذا المكاتبة. بخلاف الأمة إلاّ إذا أذن لأمّته فليس لزوجها منعها.

فروع: حجُّ الغنيّ أفْضل من حجّ الفقير.

حجُّ القَرْضِ أولى من طاعة الوالدين، بخلاف النَّفْل.

بناء الرباط أفضل من حجّ النَّفْل. واختلف في الصَّدقة، ورجَّح في البزازية أفضلية الحج لمشقته في المال والبدن جميعاً، قال: وبه أفْتى أبو حنيفة حين حج وعرف المشقة.

لوقفة الجمعة مزية سبعين حجة، ويغفر فيها لكل فرد بلا واسطة. ضاق وقت العشاء والوقوف يدع الصَّلاة ويذهب لعرفة للحرج.

هل الحج يكفّر الكبائر؟ قيل نعم كحربيّ أسْلم، وقيل غير المتعلقة بالآدمي كذمي أسْلم. وقال عياض: أجْمع أهْل السُّنة أنَّ الكبائرَ لا يكفرها إلاّ التوبة، ولا قائل بسقوط الدَّين ولو حقاً للّه تعالى كدين صلاة وزكاة؛ نعم إثْم المطل وتأخير الصَّلاة ونحوها يُسْقط، وهذا مَعْنى التَّكْفير على القول به، وحديث ابن ماجه أنه عليه الصَّلاة والسَّلام استجيب له حتى في الدماء والمظالم ضعيف.

يندب دخول البيت إذا لم يَشْتَمِل على إيذاء نَفْسه أوْ غيره، وما يقوله العوامّ من العروة الوثقى والمسمار الذي في وسطه أنّه سرّة الدُّنيا لا أصْل له. ولا يجوز شراء الكُسْوة من بني شيبة بل من الإمام أو نائبه، وله لبسها ولو جنباً أو حائضاً.

لا يقتل في الحرم إلاّ إذا قتل فيه. ولو قتل في البيت لا يقتل فيه.

يُكْره الاستنجاء بماء زمزم لا الاغْتسال.

لا حرم للمدينة عندنا، ومكة أفضل منها على الرَّاجح، إلاّ ما ضم أعضاءه عليه الصَّلاة والسَّلام فإنّه أفْضل مُطْلقاً حتى من الكعبة والعرش والكرسي. وزيارة قبره

۳۴۔"فَقَدْ وَقَعَ الْخِلَافُ فِيهِمَا بَيْنَ الْأَئِمَّةِ فِي الْفَاضِلِ مِنْهُمَا فَذَهَبَ مَالِكٌ إلَى أَنَّ الْمَدِينَةَ أَفْضَلُ مِنْ مَكَّةَ وَبِهِ قَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَحْمَدُ فِي أَشْهَرِ الرِّوَايَتَيْنِ عَنْهُ أَنَّ مَكَّةَ أَفْضَلُ مِنْ الْمَدِينَةِ وَمَحَلُّ الْخِلَافِ الْمَذْكُورِ فِي غَيْرِ الْبُقْعَةِ الَّتِي ضَمَّتْ أَعْضَاءَ الْمُصْطَفَى - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - فَإِنَّهَا أَفْضَلُ بِقَاعِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ"۔

"امام محمد بن عبد اللہ الخرشی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۱۰۱ھ) فرماتے ہیں: ائمہ کرام کے درمیان جو افضلیت کا معاملہ ہے، اس میں امام مالک اور اکثر اہل مدینہ کے نزدیک مدینہ مکہ سے افضل ہے۔ امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام احمد کے بارے میں مشہور ہے کہ ان سب کے نزدیک مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ یہ جو اختلاف ہے یہ قبر مبارک کو چھوڑ کر ہے کیونکہ حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاءِ شریفہ سے ضم زمین تمام زمین و آسمان سے افضل ہے"۔(شرح مختصر خلیل للخرشی:ج۳،ص۱۰۷)

الجزء الثالث
من شرح المحقق الجهبذ الفاضل المدقق سيدى
أبى عبد الله محمد الخرشى على المختصر الجليل
للامام أبى الضيا سيدى خليل
رحمهما الله تعالى
آمين

(وبهامشه حاشية نادرة زمانه وفريد عصره وأوانه العلامة الشيخ)
(على العدوى تغمد الله الجميع برحمته وأسكنهم بفضله فسيح جنته)

طبع على ذمة ملتزمه الراجى غفران ربه الحاج الطيب التازى المغربى

الطبعة الثانية
بالمطبعة الكبرى الاميرية ببولاق مصر المحمية
سنة ١٣١٧
هجرية
(بالقسم الادبى)

(قوله وهل وان كان ببعضه الخ) لو قال وهل مطلقا لكان أخصر (قوله وقال اللخمى لا يلزمه) هذا القول هو المشهور وشهره ابن الحاجب (قوله بمسجد ايلياء) أى بمسجد بيت المقدس المسمى بايلياء (قوله والمدينة أفضل) أى ثواب العمل فيها أكثر من ثواب العمل فى مكة والحاصل أن الثلاثة التى هى المدينة ومكة وبيت المقدس أفضل من باقى البقاع ولو المساجد المنسوبة له صلى الله عليه وسلم كمسجد قباء والفتح والعيد وذى الحليفة وغيرها اه (قوله التى ضمت أعضاء المصطفى صلى الله عليه وسلم) أى ضمت جسده الشريف صلى الله عليه وسلم أى مست أعضاءه لا كل القبر فما مس أعضاءه أفضل من جميع بقاع الارض حتى الكعبة والسموات والعرش والكرسى واللوح والقلم والبيت المعمور ويليه الروضة ويليها الكعبة فالكعبة أفضل من بقية المدينة اتفاقا وأما المسجدان بقطع النظر عن الكعبة والقبر الشريف فمسجد المدينة أفضل ولما زيد من مسجده الشريف حكم مسجده عند الجمهور خلافا للنووى (فائدة) عدم المجاورة بمكة أفضل قال مالك القفل أى الرجوع أفضل من (١٠٧) الجوار (قوله كما يأتى) أى بعضه وهو اثنان المشار له بقوله وتعين الخ

منافية للنى (ص) وهل وان كان ببعضها أو الا لكونه بأفضل خلاف (ش) هذا مفرع على مفهوم قوله ان لم ينو صلاة بمسجديهما والمعنى أن من كان بأحد المساجد الثلاثة ونذر أن يصلى فى أحدها فهل يلزمه الاتيان اليه مطلقا أى سواء كان المسجد الذى هو فيه فاضلا كأن نذر من بمكة الصلاة بمسجد ايلياء وعكسه ابن بشير وهو الظاهر من المذهب وقال اللخمى لا يلزمه الاتيان الا اذا كان المسجد الذى هو فيه مفضولا كما اذا كان بمسجد ايلياء ونذر الاتيان الى مسجد المدينة أو الى المسجد الحرام وعليه فلا يأتى من هو بالمدينة أو بمكة اذا نذر الصلاة بمسجد ايلياء والى هذا أشار بالخلاف (ص) والمدينة أفضل ثم مكة (ش) لما قال المؤلف أو الا لكونه بأفضل أخذ يبين الافضل من غيره فقال والمدينة الخ قد علمت أن بيت المقدس مفضول بالنسبة الى مكة والمدينة وأما هما فقد وقع الخلاف فيهما بين الائمة فى الفاضل منهما فذهب مالك الى أن المدينة أفضل من مكة وبه قال أكثر أهل المدينة وقال الشافعى وأبو حنيفة وأحمد فى أشهر الروايتين عنه أن مكة أفضل من المدينة ومحل الخلاف المذكور فى غير البقعة التى ضمت أعضاء المصطفى عليه الصلاة والسلام فانها أفضل بقاع الارض والسماء ولما أنهى الكلام على النذر وكان هو أحد الاسباب الثلاثة المعينة للجهاد كما يأتى فى قوله بفجء العدو أعقبه بالكلام عليه فقال

(باب) ذكر فيه أحكام الجهاد وما يتعلق به

وهو لغة التعب والمشقة وحده ابن عرفة بقوله قتال مسلم كافرا غير ذى عهد لاعلاء كلمة الله تعالى أو حضوره له أو دخوله أرضه له فيخرج قتال الذمى المحارب على المشهور من أنه غير نقض وقوله لاعلاء كلمة الله يقتضى أن من قاتل للغنيمة أو لاظهار الشجاعة وغيرهما لا يكون مجاهدا فلا يستحق الغنيمة حيث أظهر ذلك ولا يجوز له تناولها حيث علم من نفسه ذلك وقوله أو حضوره أو دخوله بالرفع عطف على قتال وأشار به الى أن الجهاد أعم من القتال أو الحضور للقتال والضمير فى الحضور يعود على القتال وضميره له يعود على اعلاء أو على القتال وضمير أرضه

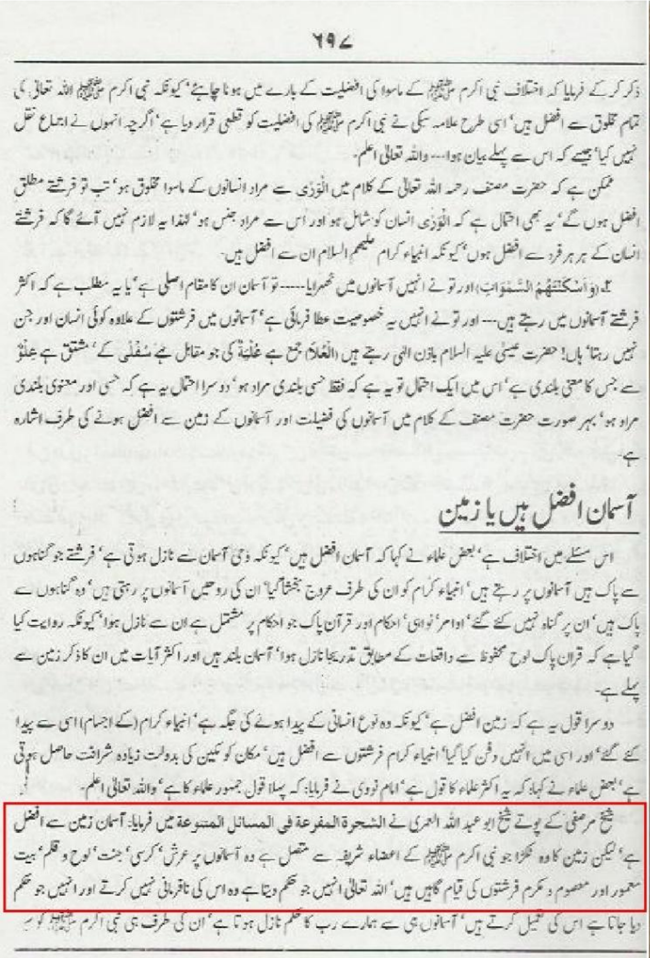
(باب الجهاد)

اعلم ان الجهاد قبل الهجرة كان حراما ثم أذن فيه لمن قاتل المسلمين ثم أذن فيه مطلقا فى غير الاشهر الحرم ثم أذن فيه مطلقا من شرح البخارى (قوله أحكام الجهاد) أى الاحكام المتعلقة بالجهاد اعلم أن ما يتعلق بالجهاد أحكام متعلقة به فالعطف مرادف (قوله والمشقة) عطف تفسير (قوله قتال مسلم) فان قلت القتال المذكور أصله المفاعلة فى اللغة فهل المقصود هنا ذلك أو ليس بمقصود قلت ليس بمقصود لان القتال قد يراد به الفعل والا كان حده غير منعكس بما اذا قتله كافر وهو نائم أو يقال المراد من شأنه ذلك أو التنويع لا للشك فلا تضر فى التعريف (قوله كافرا) وأما قتال المحارب المسلم فلا يقال له جهاد (قوله المحارب) أى الذى يقطع طريق المسلمين

(قوله على المشهور) وأما على أنه نقض فيكون جهادا قال فى ك بعد قوله على المشهور هذا اذا لم يتجاهر هذا الذمى بقتال كما يأتى فى باب الجزية عند قوله لحارب بنه وينتقض بقتال فافهم ويرد على التعريف القتال ببلدنا وقد يقال هذا ملحق بالجاهد والتعريف انما هو للجهاد الحقيقى انتهى (قوله وغيرهما) أى قاتل لان يعطى من بيت المال عثامنة مثلا (قوله حيث أظهر ذلك) أى فلا يعطى من الغنيمة ان أظهر ذلك هذا بعيد والظاهر بل المتعين انه يسهم له لانه منوط بالمقاتلة ثم بعد كتبى هذا وجدت شيخنا كتب على قوله حيث علم من نفسه ذلك ما نصه وأما بحسب الظاهر فيسهم له لانهم لم يعدوا من شروط السهم له كونه قاتل لاعلاء كلمة الله أو ان هذا بالنسبة للجهاد الكامل والحاصل أن ابن عرفة انما قال لاعلاء كلمة الله كما هو الظاهر بل المتعين اشارة الى انه ينبغى ان لا يكون الجهاد الا لله لا لشئ آخر فلا ينافى انه يسهم له فتدبر (قوله ولا يجوز له تناولها) مطلقا أظهر ذلك أم لا (قوله حيث علم) أى أو ظن فيما يظهر (قوله أعم من المقاتلة أو الحضور) الاولى ان يزيد فيقول أو الدخول (قوله يعود على القتال) الاظهر أن الضمير عائد على المسلم وله عائد على القتال (قوله وضميره يعود على اعلاء أو على القتال) الاقرب عوده على القتال

۳۵۔"(قَوْلُهُ الَّتِي ضَمَّتْ أَعْضَاءَ الْمُصْطَفَى - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -) أَيْ ضَمَّتْ جَسَدَهُ الشَّرِيفَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَيْ مَسَّتْ أَعْضَاءَهُ لَا كُلُّ الْقَبْرِ فَمَا مَسَّ أَعْضَاءَهُ أَفْضَلُ مِنْ جَمِيعِ بِقَاعِ الْأَرْضِ حَتَّى الْكَعْبَةِ وَالسَّمَوَاتِ وَالْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَيَلِيهِ الرَّوْضَةُ وَيَلِيهَا الْكَعْبَةُ؛ فَالْكَعْبَةُ أَفْضَلُ مِنْ بَقِيَّةِ الْمَدِينَةِ اتِّفَاقًا وَأَمَّا الْمَسْجِدَانِ بِقَطْعِ النَّظَرِ عَنْ الْكَعْبَةِ وَالْقَبْرِ الشَّرِيفِ فَمَسْجِدُ الْمَدِينَةِ أَفْضَلُ وَلَمَّا زِيدَ مِنْ مَسْجِدِهِ الشَّرِيفِ حُكْمُ مَسْجِدِهِ عِنْدَ الْجُمْهُورِ خِلَافًا لِلنَّوَوِيِّ"۔"امام محمد بن عبد اللہ الخرشی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۱۰۱ھ) فرماتے ہیں: صرف وہ جگہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاءِ شریفہ سے مس ہے، وہ تمام زمین میں ہر چیز سے افضل ہے، یہاں تک کہ کعبہ، آسمان، عرش، کرسی، لوح و قلم اور بیت المعمور سے بھی افضل ہے، اس میں پوری قبر مراد نہیں۔ اس کے علاوہ کعبہ تمام مدینہ سے افضل ہے، اس پر اتفاق ہے۔ اور جمہور نے مسجد حرام اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے بعد افضل قرار دیا ہے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کا بقیہ حصہ افضل ہے پھر مدینہ افضل ہے"۔(شرح مختصر خلیل للخرشی: ج۳، ص۱۰۷)

۳۶۔ امام محمد المھدی الفاسی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۱۰۹ھ) لکھتے ہیں: ''آسمان زمین سے افضل ہے، لیکن زمین کا وہ ٹکڑا جس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاءِ شریفہ مس ہیں وہ آسمانوں پر عرش، کرسی، جنت، لوح و قلم، بیت المعمور اور معصوم و مکرم فرشتوں کی قیام گاہوں سے بھی افضل ہے''۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات [اردو]: ص۶۹۷)



۶۹۷

ذکر کر کے فرمایا کہ اختلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا کی افضلیت کے بارے میں ہونا چاہئے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے افضل ہیں' اسی طرح علامہ سبکی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو قطعی قرار دیا ہے' اگرچہ انہوں نے اجماع نقل نہیں کیا' جیسے کہ اس سے پہلے بیان ہوا--- واللہ تعالیٰ اعلم۔

ممکن ہے کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں الوَرٰی سے مراد انسانوں کے ماسوا مخلوق ہو' تب تو فرشتے مطلق افضل ہوں گے' یہ بھی احتمال ہے کہ الوَرٰی انسان کو شامل ہو اور اس سے مراد جنس ہو' لہٰذا یہ لازم نہیں آئے گا کہ فرشتے انسان کے ہر ہر فرد سے افضل ہوں' کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام ان سے افضل ہیں۔

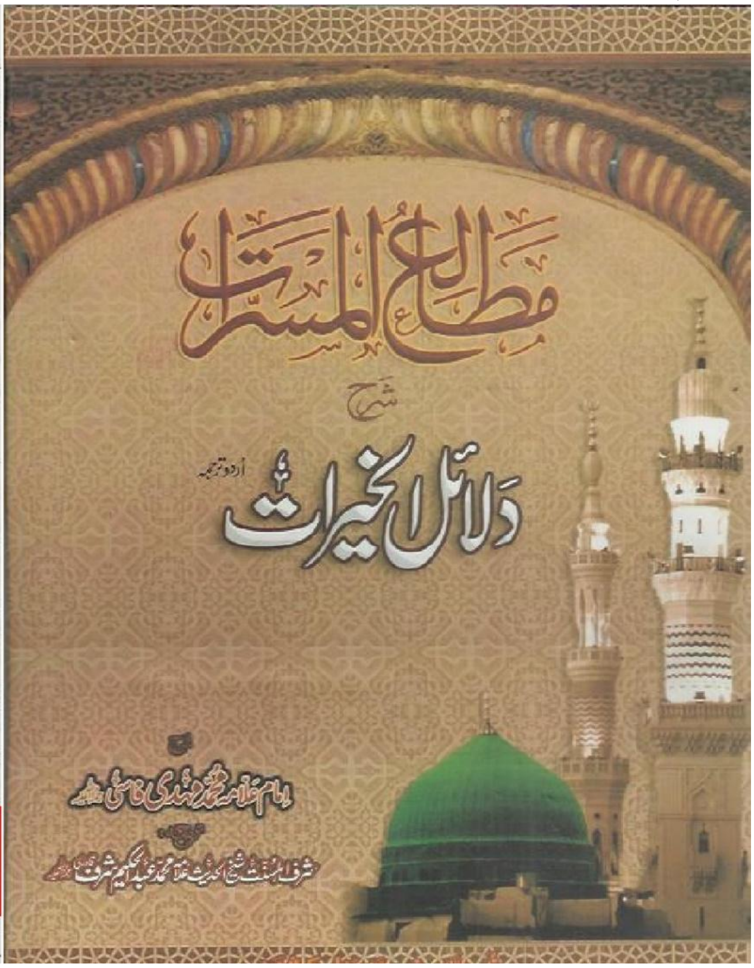
(وَاَسْکَنْتَھُمُ السَّمٰوٰتِ) اور تو نے انہیں آسمانوں میں ٹھہرایا---- تو آسمان ان کا مقام اصلی ہے' یا یہ مطلب ہے کہ اکثر فرشتے آسمانوں میں رہتے ہیں--- اور تو نے انہیں یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے' آسمانوں میں فرشتوں کے علاوہ کوئی انسان اور جن نہیں رہتا' ہاں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام باذن الٰہی رہتے ہیں (العَلاء) جمع ہے عَلْیَۃ کی جو مقابل ہے سُفْلٰی کے' مشتق ہے عُلُوّ سے جس کا معنی بلندی ہے' اس میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ فقط حسی بلندی مراد ہو' دوسرا احتمال یہ ہے کہ حسی اور معنوی بلندی مراد ہو' بہر صورت حضرت مصنف کے کلام میں آسمانوں کی فضیلت اور آسمانوں کے زمین سے افضل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

آسمان افضل ہیں یا زمین

اس مسئلے میں اختلاف ہے' بعض علماء نے کہا کہ آسمان افضل ہیں' کیونکہ وحی آسمان سے نازل ہوتی ہے' فرشتے جو گناہوں سے پاک ہیں آسمانوں پر رہتے ہیں' انبیاء کرام کو ان کی طرف عروج بخشا گیا' ان کی روحیں آسمانوں پر رہتی ہیں' وہ گناہوں سے پاک ہیں' ان پر گناہ نہیں کئے گئے' اوامر' نواہی' احکام اور قرآن پاک جو احکام پر مشتمل ہے ان سے نازل ہوا' کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ قرآن پاک لوح محفوظ سے واقعات کے مطابق تدریجاً نازل ہوا' آسمان بلند ہیں اور اکثر آیات میں ان کا ذکر زمین سے پہلے ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ زمین افضل ہے' کیونکہ وہ نوع انسانی کے پیدا ہونے کی جگہ ہے' انبیاء کرام (کے اجسام) اسی سے پیدا کئے گئے' اور اسی میں انہیں دفن کیا گیا' انبیاء کرام فرشتوں سے افضل ہیں' مکان کو مکین کی بدولت زیادہ شرافت حاصل ہوتی ہے' بعض علماء نے کہا کہ یہ اکثر علماء کا قول ہے' امام نووی نے فرمایا: کہ پہلا قول جمہور علماء کا ہے' واللہ تعالیٰ اعلم۔

شیخ مرصفی کے پوتے شیخ ابو عبد اللہ العربی نے الشجرۃ المفرعۃ فی المسائل المتنوعۃ میں فرمایا: آسمان زمین سے افضل ہے' لیکن زمین کا وہ ٹکڑا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء شریفہ سے متصل ہے وہ آسمانوں پر عرش' کرسی' جنت' لوح و قلم' بیت معمور اور معصوم و مکرم فرشتوں کی قیام گاہیں ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں' آسمانوں ہی سے ہمارے رب کا حکم نازل ہوتا ہے' ان کی طرف ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سے



۳۷۔ ''وأجمعوا على أن الموضع الذي ضمَّ أعضاءه الشريفة -صلى الله عليه وسلم- أفضل بقاع الأرض، حتى موضع الكعبة، كما قاله ابن عساكر والباجي والقاضي عياض، بل نقل التاج السبكي كما ذكره السيد السمهودي في "فضائل المدينة"، عن ابن عقيل الحنبلي: إنها أفضل من العرش، وصرَّح الفاكهاني بتفضيلها على السماوات, ولفظه: وأقول أنا: وأفضل من بقاع السماوات أيضًا. ولم أر من تعرض لذلك، والذي أعتقده لو أن ذلك عرض على علماء الأمة لم يختلفوا فيه، وقد جاء أن السماوات شرفت''۔ ''امام محمد الزرقانی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۱۲۲ھ) لکھتے ہیں: اور اس پر اجماع ہے کہ وہ مقام جو أعضاءِ الشريفة سے ملے ہوئے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افضل ہیں باقی زمین سے حتی کہ کعبہ سے بھی جیسا کہ ابن عساکر اور الباجی اور قاضی عیاض نے کہا بلکہ التاج السبکی کہتے ہیں کہ السید السمھودی نے کتاب میں ابن عقیل حنبلی سے نقل کیا ہے کہ یہ تو عرش سے بھی افضل ہے اور الفاکھانی نے صراحت کی ہے کہ سات آسمانوں سے بھی افضل ہے''۔ (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف، ج ۱۲، ص ۲۳۴)

شرح العلامة الزرقاني

المتوفى سنة ١١٢٢هـ

على

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

للعلامة القسطلاني

المتوفى سنة ٩٢٣هـ

ضبطه وصححه

محمد عبد العزيز الخالدي

الجزء الثاني عشر

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

ومذهب عمر بن الخطاب وبعض الصحابة وأكثر المدنيين ـ كما قاله القاضي عياض ـ أن المدينة أفضل، وهو أحد الروايتين عن أحمد.

وأجمعوا على أن الموضع الذي ضم أعضاءه الشريفة ﷺ أفضل بقاع الأرض، حتى موضع الكعبة، كما قاله ابن عساكر والباجي والقاضي عياض، بل نقل التاج السبكي كما ذكره السيد السمهودي في «فضائل المدينة» عن ابن عقيل الحنبلي أنها أفضل من العرش، وصرح الفاكهاني بتفضيلها على السموات ولفظه: وأقول أنا وأفضل من بقاع السموات أيضًا. ولم أر من تعرض لذلك، والذي أعتقده لو أن ذلك عرض على علماء الأمة لم يختلفوا فيه، وقد جاء أن السموات شرفت

وللبزار عن ابن عمر، رفعه: «رمضان بمكة أفضل من ألف رمضان بغير مكة»، وللبيهقي عن جابر رفعه: «الصلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلاّ المسجد الحرام، والجمعة في مسجدي هذا أفضل من ألف جمعة فيما سواه إلاّ المسجد الحرام، وشهر رمضان في مسجدي هذا أفضل من ألف شهر فيما سواه إلاّ المسجد الحرام».

(ومذهب عمر بن الخطاب وبعض الصحابة وأكثر المدنيين) أي علماء المدينة **(كما قال القاضي عياض أن المدينة أفضل وهو إحدى الروايتين عن أحمد)** والصحيح المشهور عن ملك والأدلة كثيرة من الجانبين حتى مال بعضهم إلى تساوي البلدين **(وأجمعوا على أن الموضع الذي ضم أعضاءه الشريفة ﷺ أفضل بقاع الأرض حتى موضع الكعبة، كما قاله ابن عساكر والباجي)** أبو الوليد سليمن بن خلف الحافظ الفقيه **(والقاضي عياض)** معبرًا بقوله: موضع قبره، والظاهر أن المراد جميع القبر لا خصوص ما لاقى الجسد الشريف، لأنه يقال عرفًا للقبر ضم الأعضاء، ويؤيد ذلك قول القائل في قصيدة أولها دار الحبيب أحق أن تهواها إلى أن قال:

جزم الجميع بأن خير الأرض ما … قد حاط ذات المصطفى وحواها
ونعم لقد صدقوا بساكنها علت … كالنفس حين زكت زكى مأواها

(بل نقل التاج السبكي كما ذكره السيد السمهودي) بفتح السين وسكون الميم **(في فضائل المدينة عن ابن عقيل الحنبلي أنها)** أي: البقعة التي قبر فيها المصطفى ﷺ **(أفضل من العرش، وصرح الفاكهاني بتفضيلها على السموات، ولفظه: وأقول أنا وأفضل من بقاع السموات أيضًا، ولم أرَ من تعرض لذلك)** بالنص عليه **(والذي اعتقده أن ذلك لو عرض على علماء الأمة لم**

۳۸۔"وقال الإمام النفراوي الأزهري المالكي في الفواكه الدواني: قَالَ ابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ: وَالتَّفْضِيلُ مَبْنِيٌّ عَلَى كَثْرَةِ الثَّوَابِ الْمُتَرَتِّبِ عَلَى الْعَمَلِ فِيهِمَا، وَالْخِلَافُ الْمَذْكُورُ بَيْنَ الْأَئِمَّةِ فِي غَيْرِ قَبْرِ الْمُصْطَفَى - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِقِيَامِ الْإِجْمَاعِ عَلَى أَفْضَلِيَّتِهِ عَلَى سَائِرِ بِقَاعِ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ وَعَلَى الْكَعْبَةِ وَعَلَى الْعَرْشِ كَمَا نَقَلَهُ السُّبْكِيُّ لِضَمِّهِ أَجْزَاءِ الْمُصْطَفَى الَّذِي هُوَ أَفْضَلُ الْخَلْقِ عَلَى الْإِطْلَاقِ، وَلَعَلَّ مَعْنَى فَضْلِ الْقَبْرِ عَلَى غَيْرِهِ أَنَّهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً مِنْ غَيْرِهِ، لَا لِمَا قَالَهُ ابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ فِي تَفْضِيلِ الْمَسَاجِدِ عَلَى بَعْضِهَا فَافْهَمْ"۔"**امام النفراوی الأزھری المالکی** رحمۃ اللہ علیہ **(المتوفی:۱۱۲۶ھ)** فرماتے ہیں کہ: ابن عبد السلام فرماتے ہیں کسی چیز کو فضیلت دینا اس بات پر مبنی ہے کہ کہاں پر عمل کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہے، اور جو اختلاف ہے مکہ و مدینہ کے بارے میں ہے وہ یہ ہے کہ کہاں پر ثواب زیادہ ملتا ہے، وہ اختلاف نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو چھوڑ کر ہے اس لیے کہ اس کی افضلیت پر اجماع نقل ہوتا آیا ہے۔ اس کی افضلیت پر اجماع قائم ہے کہ وہ تمام زمین و آسمان و عرش اور کعبہ سے افضل ہے جیسا کہ امام سبکی نے اس کو نقل کیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ وہ نبی کریم ﷺ کے اعضاءِ مبارکہ جو کہ تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہے اس کو مس ہو رہی ہے، اور یہاں پر فضیلت کا معنیٰ یہ ہو سکتا ہے کہ حرمت کے اعتبار سے قبر مبارک عظیم ہے۔ اس کی وہ وجہ نہیں ہے جو ابن عبد السلام نے بیان فرمائی ہے کہ کہاں پر ثواب زیادہ ملتا ہے اور کہاں

پر کم، اس اعتبار سے اس کی افضلیت نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ دوسری ہے"۔ (الفواسہ الدوانی علی رسالۃ ابن آبی زید القیروانی: ج۱، ص۴۲۲)



الفواكه الدواني

على

رسالة ابن أبي زيد القيرواني

تأليف

العلامة الشيخ أحمد بن غنيم بن سالم بن مهنا النفراوي الأزهري المالكي

المتوفى سنة ١١٢٦هـ

وهو شرح "الرسالة"

للإمام أبي محمد عبد الله بن أبي زيد القيرواني المتوفى ٣٨٦هـ سنة

ضبطه وصححه وخرج آياته

الشيخ عبد الوارث محمد علي

تنبيه

متن "الرسالة" بأعلى الصفحات بشكلاً كاملاً، ووضعنا تحته الشرح مفصولاً بينهما بخط

الجزء الأول

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان



كالأميال اليسيرة. قال خليل بالعطف على ما يلغي: ومشي لمسجد، وإن لاعتكاف إلا القريب جدا فقولان. قال شارحه:

أي إن من نذر المشي إلى مسجد غير الثلاثة ولو لاعتكاف أو صلاة فيه فإنه لا يلزمه ما نذره فيه وإنما يفعله بموضع نذره إلا القريب جدا ففيه قولان بالإتيان إليه وعدمه ويفعل منذوره بموضعه كالبعيدو الدليل على ما قال المصنف خبر مسلم وغيره: "لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد مسجدي هذا والمسجد الحرام والمسجد الأقصى" ١، ولا يشكل على المشهور خبر: "من نذر أن يطيع الله فليطعه" ٢؛ لأنه عام مخصوص بهذه وخصت لزيادة الفضل بها فلا يلحق بها غيرها" تنبيه " لا منافاة بين ما ذكره المصنف من عدم لزوم المشي إلى غير المساجد الثلاثة، وبين ما قالوه من أن ناذر زيارة المصطفى صلى الله عليه وسلم أو زيارة رجل صالح حي أو ميت يلزمه، ولو كان بموضع بعيد عن الناذر، ولكن لا يلزمه المشي؛ لتوقف الوفاء بالنذر على السعي إليه، بخلاف ناذر الصلاة في غير المساجد الثلاثة يحصل له الثواب في أي مسجد؛ لأنه لم يرد تفاضلها في غير المساجد الثلاثة. ولكن وقع الاختلاف فيما بين مكة والمدينة بعد الاتفاق على أن بيت المقدس دونهما في الفضل، فالذي ذهب إليه مالك أن المدينة أفضل ووافقه على هذا أكثر أهل المدينة، وقال الشافعي وأبو حنيفة وأحمد في أشهر الروايتين عنه: إن مكة أفضلقال خليل: والمدينة أفضل، ثم مكة أفضل من بيت المقدس، وبيت المقدس أفضل من جميع المساجد المنسوبة له صلى الله عليه وسلم كمسجد قباء ومسجد الفتح، ومسجد العيد، ومسجد ذي الحليفة وغيرها، انظر التتائي والأجهوري في شرحه على خليل. قال ابن عبد السلام: والتفضيل مبني على كثرة الثواب المترتب على العمل فيهما، والخلاف المذكور بين الأئمة في غير قبر المصطفى صلى الله عليه وسلم لقيام الإجماع على أفضليته على سائر بقاع الأرض والسموات وعلى الكعبة وعلى العرش كما نقله السبكي لضمه أجزاء المصطفى الذي هو أفضل الخلق على الإطلاق، ولعل معنى فضل القبر على غيره أنه أعظم حرمة من غيره، لا لما قاله ابن عبد السلام في تفضيل المساجد على بعضها فافهم

١ صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجمعة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، حديث "١١٨٩"٢

صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة، حديث "٦٦٩٦"، وأبو داود، حديث "٣٢٨٩"، والترمذي، حديث "١٥٢٦" والنسائي، حديث "٣٨٠٦"، وابن ماجه، حديث "٢١٢٦"، وأحمد "٣٦/٦"، حديث "٤٢١٢١".

ولما كان الرباط كالجهاد في الثواب في الجملة قال: "ومن نذر رباطا" أي إقامة "بموضع من الثغور" بالمثلثة جمع ثغر محل الخوف كدمياط وعسقلان، وإسكندرية "فذلك" الرباط المذكور "عليه" أي الناذر "أن يأتيه"؛ لأن الرباط قربة يلزم الوفاء بنذرها، وظاهره ولو نذر الرباط بمحل، وهو بثغر آخر، وليس كذلك بل فيه تفصيل محصله: إن كان ما نذر الرباط فيه مساويا لما هو به في الخوف أو أقل رابط بمحل نذره، وإن كان ما نذر الرباط فيه أشد خوفا انتقل إليه لفضل الرباط فيما كثر فيه الخوف على ما هو دونه في الخوف، هكذا يفهم من كلام ابن عرفة" تنبيه " كما يلزم الإتيان للثغر للرباط فيه، يلزم الإتيان لنذر صوم أو صلاة به، ولو كان حين النذر بمكة أو المدينة لا لنذر اعتكاف، لأن محل الرباط ليس محلا للاعتكاف، وأيضا المرابطة تنافي الاعتكاف؛ لقصره على ملازمة الصلاة والتلاوة والذكر، بخلاف نذره في أحد المساجد الثلاثة فيلزم كلزوم الإتيان إليها للصلاة والصوم بها" " "

تم بحمد الله

۳۹۔"وفي حاشية سليمان البجيرمي المصري الشافعي على الخطيب: قال الرملي في شرحه: ومكة أي وكذا بقية الحرم أفضل الأرض للأحاديث الصحيحة التي لا تقبل النزاع كما قاله ابن عبد البر وغيره، وأفضل بقاعها الكعبة المشرفة ثم بيت خديجة بعد المسجد الحرام، نعم التربة التي ضمت أعضاء سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل من جميع ما مر حتى من العرش"۔ "امام سلیمان البجیرمی المصری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۲۲۱ھ) لکھتے ہیں کہ: امام الرملی حاشیہ میں فرماتے ہیں: حرم کی جتنی بھی زمین ہے وہ مکہ کی تمام سرزمین سے افضل ہے ان احادیث صحیحہ کی بنیاد پر جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے۔ اور ابن عبد البر وغیرہ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مکہ میں تمام جگہوں سے افضل کعبۃ اللہ ہے اور اس کے بعد حضرت حدیجہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے۔ البتہ اِن تمام جگہوں سے افضل وہ مٹی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے مس ہے، حتیٰ کہ عرش سے بھی افضل ہے"۔ (البجیرمی علی الخطیب: ج۱، ص۱۰۱)

البجيرمي على الخطيب

وهو

حاشية الشيخ سليمان بن محمد بن عمر البجيرمي الشافعي

المتوفى سنة ١٢٢١هـ

المسماة

تحفة الحبيب على شرح الخطيب

المعروف

بالإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع

للشيخ محمد بن أحمد الشربيني القاهري الشافعي

المعروف بالخطيب الشربيني

المتوفى سنة ٩٧٧هـ

الجزء الأول

دار الكتب العلمية

بيروت ـ لبنان

﴿وينزل عليكم من السماء ماء ليطهركم به﴾ [الأنفال: ١١] ويدأ المصنف رحمه الله بها لشرفها على الأرض كما هو الأصح في المجموع. وهل للمراد بالسماء في الآية الجرم المعهود أو السحاب؟ قولان. حكاهما النووي في دقائق الروضة، ولا مانع من أن ينزل من كل منهما.

يدوي كدوي النحل. قيل: بكاء السماء حمرة أطرافها اهـ. وعن أنس بن مالك عن النبي ﷺ أنه قال: **«ما من مؤمن إلا وله بابان باب يصعد منه عمله وباب ينزل منه رزقه فإذا مات بكى عليه باب عمله»** وقيل: المراد أهل السماء والأرض ذكره النبيتي على المعراج. قوله: **(لشرفها على الأرض الخ)** هذا ما اعتمده المؤلف، والأصح عند غيره أن الأرض أفضل وعليه مشايخنا اهـ ق ل. قال الرملي في شرحه: ومكة أي وكذا بقية الحرم أفضل الأرض للأحاديث الصحيحة التي لا تقبل النزاع كما قاله ابن عبد البر وغيره، وأفضل بقاعها الكعبة المشرفة ثم بيت خديجة بعد المسجد الحرام، نعم التربة التي ضمت أعضاء سيدنا رسول الله ﷺ أفضل من جميع ما مر حتى من العرش اهـ. وقال والده في حواشي الروض: وأفضل من السموات السبع ومن العرش والكرسي والجنة.

فإن قيل: يرد على ذلك أنه عليه الصلاة والسلام ينقل من أفضل لمفضول. والجواب: إنه خلق من تلك التربة، فلو كان ثم أفضل منها لخلق من ذلك، كما قيل إن صدره عليه الصلاة والسلام لما شق غسل بماء زمزم، فلو كان ثم أفضل منه لغسل بذلك الأفضل على أنه ورد: **«ما بين قبري ومنبري روضة من رياض الجنة»** فإن حمل ذلك على أنها من الجنة حقيقة زال الإشكال، ويكون المراد بالبينة ما بين ابتداء قبري أي لا من آخره روضة، فيكون القبر داخلاً في الروضة اهـ. ومعنى قوله: زال الإشكال يعني بأن ينقل ذلك الموضع بعينه في الآخرة إلى الجنة كما قاله بعضهم، وقال أيضاً في معناه أي كروضة من رياض الجنة في نزول الرحمة وحصول السعادة بما يحصل من ملازمة حلق الذكر فيها، فيكون تشبيهاً بغير أداة، أو المعنى أن العبادة فيها تؤدي إلى الجنة فيكون مجازاً هذا محصل ما أوله العلماء في هذا الحديث.

ونقل بعضهم عن ابن حجر أن قبور سائر الأنبياء أفضل مما تقدم ذكره، كقبر نبينا ﷺ، والذي في شرحه على المنهاج كشرح م ر لم تستثن فيه إلا البقعة التي ضمت أعضاءه ﷺ، وقضية اقتصارهما عليها اختصاص الحكم المذكور لها دون غيرها مما ذكر اهـ. قال بعضهم: ويبقى النظر فيما ضم روحه الشريفة ﷺ هل هو أفضل مما ضم الأعضاء أو مساويه في الفضل أو ما ضم أعضاءه الشريفة أفضل مما ضم روحه الشريفة؟ حرره.

قوله: **(في المجموع)** اعتمده الرملي. قوله: **(أن ينزل من كل منهما)** أي ينزل على

٤٠۔ ”(فَرْعٌ: مَوْضِعُ قَبْرِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -) (أَفْضَلُ بِقَاعِ الْأَرْضِ)، لِأَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - خُلِقَ مِنْ تُرْبَتِهِ، وَهُوَ خَيْرُ الْبَشَرِ، فَتُرْبَتُهُ خَيْرُ التُّرَبِ، وَأَمَّا نَفْسُ تُرَابِ التُّرْبَةِ؛ فَلَيْسَ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ الْكَعْبَةِ، بَلْ الْكَعْبَةُ أَفْضَلُ مِنْهُ إذَا تَجَرَّدَ عَنْ الْجَسَدِ الشَّرِيفِ۔ (وَقَالَ) أَبُو الْوَفَاءِ عَلِيٌّ (بْنُ عَقِيلٍ فِي) كِتَابِهِ (" الْفُنُونِ ") الَّذِي لَمْ يُؤَلَّفْ مِثْلُهُ فِي الدُّنْيَا، وَلَا مِقْدَارُهُ فَقَدْ قِيلَ: إنَّهُ مُجَلَّدٌ لَكِنْ لَمَّا اسْتَوْلَى التَّتَارُ عَلَى بَغْدَادَ طَرَحُوا مُعْظَمَ كُتُبِهَا فِي الدِّجْلَةِ، وَمِنْ جُمْلَتِهَا هَذَا الْكِتَابُ: (الْكَعْبَةُ أَفْضَلُ مِنْ مُجَرَّدِ الْحُجْرَةِ، فَأَمَّا وَالنَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِيهَا؛ فَلَا وَاَللَّهِ وَلَا الْعَرْشُ وَحَمَلَتُهُ) وَالْجَنَّةُ، (لِأَنَّ بِالْحُجْرَةِ جَسَدًا لَوْ وُزِنَ بِهِ) سَائِرُ الْمَخْلُوقَاتِ (لَرَجَحَ)“۔ ”شیخ مصطفٰی بن سعد بن عبدہ السیوطی الرحیبانی الدمشقی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۲۴۳ھ) فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی جگہ ساری زمین سے افضل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسدِ مبارک اسی جگہ کی مٹی سے بنا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری بشریت سے افضل ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے وہ مٹی بھی سب سے افضل ہو گی اور اگر یہ نسبت نہ ہو تو کعبہ شریف اس مٹی سے افضل ہے“۔ آگے فرماتے ہیں: ”ابو وفاء علی بن عقیل رحمہ اللہ لکھتے ہیں مجرد حجرہ مبارک سے کعبہ شریف افضل ہے لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک اس میں ہے تو اللہ کی قسم اب نہ کعبہ نہ عرش نہ اس کو اٹھانے والے فرشتے اور نہ

ہی جنت اس سے افضل ہو سکتی ہے اور اگر ساری مخلوق کو حجرہ شریف کے ساتھ تولہ جائے تو بھی وزنی ہو گا"۔(مطالب اُولی النھی فی شرح غایۃ المنتھی:فَرْعٌ مَوْضِعُ قَبْرِہِ اَفْضَلُ بِقَاعِ الْاَرْضِ،ج ۲،ص ۳۸۴)

مطالب أولي النهى

في شرح

غاية المنتهى

تأليف

الفقيه العلامة الشيخ مصطفى السيوطي الرحيباني

و

تجريد زوائد الغاية والشرح

تأليف

الفقيه العلامة الشيخ حسن الشطي

هذا الكتاب طبع على نفقة

صاحب السمو الشيخ علي بن الشيخ عبد الله بن قاسم آل ثاني حفظه الله

الجزء الثاني

إلا المكتوبة » رواه مسلم • (وظاهر كلامهم) أيضا : (أن المسجد الحرام نفس المسجد) ، ومع ما يزيد فيه كما تقدم ، (وقيل : الحرم كله مسجد) ، فتحصل فيه المضاعفة المذكورة ، وهو ضعيف • (ومع هذا) ، أي : كون الحرم كله مسجداً ؛ (فالحرم أفضل من الحل) ، وهذا مما لا يستريب به عاقل (1) •

(فرع : موضع قبره ، عليه) الصلاة و (السلام ، أفضل بقاع الارض) ، لانه ، صلى الله عليه وسلم ، خلق من تربته ، وهو خير البشر ، فتربته خير الترب ، وأما نفس تراب التربة ؛ فليس هو أفضل من الكعبة ، بل الكعبة أفضل منه اذا تجرد عن الجسد الشريف • (وقال) أبو الوفاء علي (ابن عقيل في) كتابه (« الفنون ») الذي لم يؤلف مثله في الدنيا ، ولا مقداره فقد قيل : انه مجلد لكن لما استولى التتار على بغداد طرحوا معظم كتبها في الدجلة ، ومن جملتها هذا الكتاب : (الكعبة أفضل من مجرد الحجرة ، فأما والنبي ، صلى الله عليه وسلم ، فيها ؛ فلا والله ولا العرش وحملته) والجنة ، (لان بالحجرة جسداً لو وزن به) سائر المخلوقات (لرجح) •

(ويتجه) : أنه يؤخذ (من هذا) ، أي : من أن الحجرة الشريفة بما فيها من الجسد الشريف أفضل من سائر البقاع : (أن الارض أفضل من السماء ، لان شرف المحل بشرف الحال فيه) ، قال ابن العماد في

(1) اقول : قال الشارح : فائدة المسجد الحرام يطلق ويراد به إما الكعبة قال تعالى « فول وجهك شطر المسجد الحرام » واما مكة قال تعالى « من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى » وإما الحرم كله قال تعالى « فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا » وإما نفس المسجد وهو المراد في « لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد مسجد الحرام ومسجدي هذا ومسجد الاقصى » وفي مضاعفة الصلاة . انتهى .

— ٣٨٤ —

۴۱۔"قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ: إنَّ مَوْضِعَ قَبْرِہِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَفْضَلُ بِقَاعِ الْأَرْضِ وَإِنَّ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ أَفْضَلُ بِقَاعِ الْأَرْضِ۔ وَقَدْ ادَّعَى الْقَاضِي عِيَاضٌ الِاتِّفَاقَ عَلَى اسْتِثْنَاءِ الْبُقْعَةِ الَّتِي قُبِرَ فِيهَا - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَعَلَى أَنَّهَا أَفْضَلُ الْبِقَاعِ"۔"غیر مقلد عالم امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۲۵۰ھ)لکھتے ہیں: قاضی عیاض المالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک تمام زمین سے افضل ہے، جیسا کہ مکہ اور مدینہ تمام زمین سے افضل ہیں۔اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر پوری امت کے اتفاق کا دعویٰ کیاہے کہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مٹی سے بنایا گیااس لیے وہ سب سے افضل ہے"۔(نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار:ج۵،ص ۳۴۳)

نيل الأوطار

شرح

منتقى الأخبار

من أحاديث سيد الأخيار

تأليف

الشيخ الإمام المجتهد قاضي قضاة القطر اليماني

محمد بن علي بن محمد الشوكاني

الجزء الخامس

الطبعة الأخيرة

ملتزم الطبع والنشر

شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

محمود نصار الحلبي وشركاه - خلفاء

لمكة «ما أطيبكِ من بلدٍ وأحبَّكِ إليَّ، ولولا أنَّ قومي أخرجوني منكِ ما سكنتُ غيركِ» رواه الترمذيُّ وصحَّحه).

(قوله «الحزورة) بفتح الحاء المهملة والزاي وفتح الواو المشددة بعدها راء ثم هاء: هي الرابية الصغيرة. وفي القاموس: الحزورة كقسورة: الناقة المقتلة المذللة والرابية الصغيرة اهـ (قوله إنك لخير أرض الله) فيه دليل على أن مكة خير أرض الله على الإطلاق وأحبها إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، وبذلك استدلّ من قال إنها أفضل من المدينة، قال القاضي عياض: إن موضع قبره صلى الله عليه وآله وسلم أفضل بقاع الأرض، وإن مكة والمدينة أفضل بقاع الأرض. واختلفوا في أفضلهما ما عدا موضع قبره صلى الله عليه وآله وسلم، فقال أهل مكة والكوفة والشافعي وابن وهب وابن حبيب المالكيان: إن مكة أفضل، وإليه مال الجمهور. وذهب عمر وبعض الصحابة ومالك وأكثر المدنيين إلى أن المدينة أفضل. واستدلّ الأوّلون بحديث عبد الله بن عديّ المذكور في الباب. وقد أخرجه أيضا ابن خزيمة وابن حبان وغيرهم. قال ابن عبد البرّ: هذا نصّ في محلّ الخلاف فلا ينبغي العدول عنه. وقد ادّعى القاضي عياض الاتفاق على استثناء البقعة التي قبر فيها صلى الله عليه وآله وسلم وعلى أنها أفضل البقاع، قيل لأنه قد روى أن المرء يدفن في البقعة التي أخذ منها ترابه عند ما يخلق كما روى ذلك ابن عبد البرّ في تمهيده من طريق عطاء الخراساني موقوفا. ويجاب عن هذا بأن أفضلية البقعة التي خلق منها صلى الله عليه وآله وسلم إنما كان بطريق الاستنباط ونصبه في مقابلة النصّ الصريح غير لائق على أنه معارض بما رواه الزبير بن بكار أن جبريل أخذ التراب الذي منه خلق صلى الله عليه وآله وسلم من تراب الكعبة، فالبقعة التي خلق منها من بقاع مكة، وهذا لا يقصر عن الصلاحية لمعارضة ذلك الموقوف لاسيما وفي إسناده عطاء الخراساني، نعم إن صحّ الاتفاق الذي حكاه عياض كان هو الحجة عند من يرى أن الإجماع حجة. وقد استدلّ القائلون بأفضلية المدينة بأدلة منها حديث «ما بين قبري ومنبري روضة من رياض الجنة» كما في البخاري وغيره مع قوله صلى الله عليه وآله وسلم «موضع سوط في الجنة خير من الدنيا وما فيها» وهذا أيضا مع كونه لا ينتهض لمعارضة ذلك الحديث المصرّح بالأفضلية هو أخصّ من الدعوى، لأن غاية ما فيه أن ذلك الموضع بخصوصه من المدينة فاضل وأنه غير محلّ النزاع. وقد أجاب ابن حزم عن هذا الحديث بأن قوله «إنها من الجنة» مجاز، إذ لو كانت حقيقة لكانت كما وصف الله الجنة - إن لك ألا تجوع فيها ولا تعرى - وإنما المراد أن الصلاة فيها تؤدّي إلى الجنة كما يقال في اليوم الطيب: هذا من أيام الجنة، وكما قال صلى الله عليه وآله وسلم «الجنة تحت ظلال السيوف» قال: ثم لو ثبت أنه على الحقيقة لما كان الفضل إلا لتلك البقعة

۴۲۔"قال الإمام ابن عابدين الحَنَفي في رد المحتار علي الدر المختار: وكذا أي الخلاف في غير البيت: فإن الكعبة أفضل من المدينة ما عدا الضريح الأقدس وكذا الضريح أفضل من المسجد الحرام۔ وقد نقل القاضي عياض وغيره الإجماع على تفضيله حتى على الكعبة، وأن الخلاف فيما عداه۔ ونقل عن ابن عقيل الحنبلي أن تلك البقعة أفضل من العرش، وقد وافقه السادة البكريون على ذلك۔ وقد صرح التاج الفاكهي بتفضيل الأرض على السموات لحلوله صلى الله عليه وسلم بها، وحكاه بعضهم على الأكثرين لخلق الأنبياء منها ودفنهم فيها وقال النووي: الجمهور على تفضيل السماء على الأرض، فينبغي أن يستثنى منها مواضع ضم أعضاء الأنبياء للجمع بين أقوال العلماء"۔"فقہ حنفی کے عظیم فقیہ النفس محدث وقت علامہ محمد امین عمر بن عبد العزیز ابن عابدین الشامی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں: اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ قبر مقدس اور وہ جگہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ مس کیے ہوئے ہیں یہ روئے زمین کے سب مقامات سے افضل ہے اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ حضرت قاضی عیاضؒ نے قبر مبارک کے کعبۃ اللہ پر افضل ہونے میں

امت کا اجماع نقل فرمایا ہے۔ امام ابن عقیل حنبلیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ جگہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے اور رؤسائے بکریون نے بھی اس بات پر امام ابن عقیلؒ کی موافقت کی ہے۔ امام تاج الفاکھیؒ نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ قبر مبارک کی جگہ آسمان زمین کے سب مقامات سے زیادہ مقدس و مطہر ہے کیونکہ یہ جگہ خود نبی کریم ﷺ کو مس کیے ہوئے ہے اس طرح علمائے کرام کی جماعت انبیاء کرامؑ کے خمیر کی جگہ اور مدفن کو اعلیٰ و اشرف بتاتی ہے“۔ (ردالمختار علیٰ الدر المختار شرح تنویر الأبصار: ج۴، ص۵۳)


باب الهدي ٥٣

على الراجح، إلا ما ضم أعضاءه عليه الصلاة السلام فإنه أفضل مطلقاً حتى من الكعبة والعرش والكرسي. وزيارة قبره مندوبة،

وابن أبي ذئب(١) وابن نافع المالكي، وهو القديم للشافعي ورجحه النووي، وتمامه في المعراج. قوله: (على الراجح) يوهم أن فيه خلافاً في المذهب، ولم أره.

مَطْلَبٌ فِي تَفْضِيلِ مَكَّةَ عَلَى الْمَدِينَةِ

وفي آخر اللباب وشرحه: أجمعوا على أن أفضل البلاد مكة والمدينة زادهما الله تعالى شرفاً وتعظيماً.

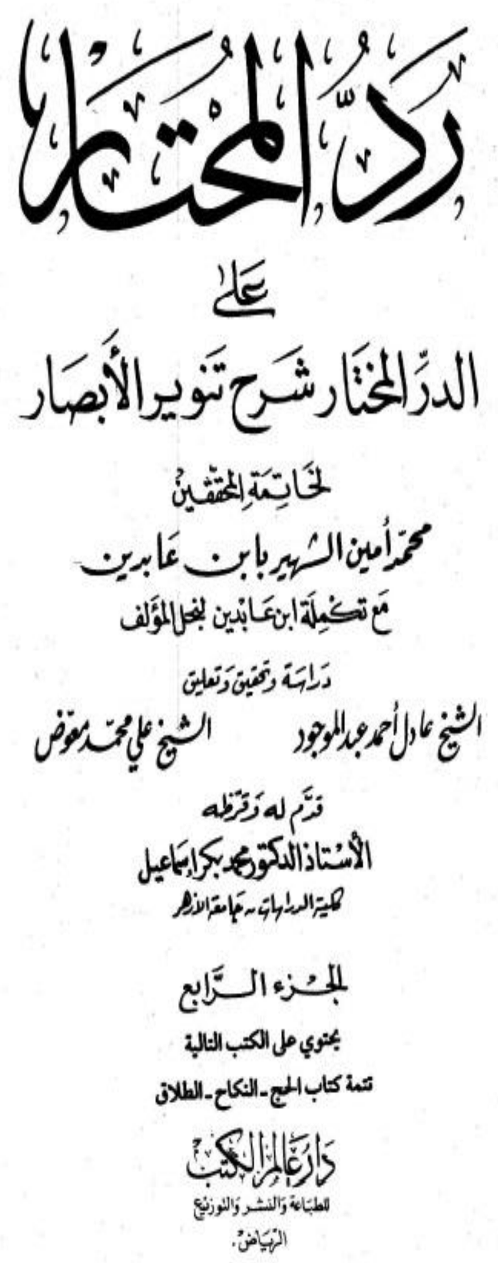
واختلفوا أيهما أفضل، فقيل مكة وهو مذهب الأئمة والمروي عن بعض الصحابة، وقيل المدينة وهو قول بعض المالكية والشافعية، قيل وهو المروي عن بعض الصحابة، ولعل هذا مخصوص بحياته صلى الله عليه وسلم أو بالنسبة إلى المهاجرين من مكة، وقيل بالتسوية بينهما، وهو قول مجهول لا منقول ولا معقول.

مَطْلَبٌ فِي تَفْضِيلِ قَبْرِهِ الْمُكَرَّمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قوله: (إلا الخ) قال في اللباب: والخلاف فيما عدا موضع القبر المقدس، فما ضم أعضاءه الشريفة فهو أفضل بقاع الأرض بالإجماع اهـ. قال شارحه: وكذا أي الخلاف في غير البيت: فإن الكعبة أفضل من المدينة ما عدا الضريح الأقدس، وكذا الضريح أفضل من المسجد الحرام.

وقد نقل القاضي عياض وغيره الإجماع على تفضيله حتى على الكعبة، وأن الخلاف فيما عداه. ونقل عن ابن عقيل الحنبلي أن تلك البقعة أفضل من العرش، وقد وافقه السادة البكريون على ذلك. وقد صرح التاج الفاكهي بتفضيل الأرض على السموات لحلوله صلى الله عليه وسلم بها، وحكاه بعضهم على الأكثرين لخلق الأنبياء منها ودفنهم فيها. وقال النووي: الجمهور على تفضيل السماء على الأرض، فينبغي أن يستثنى منها مواضع ضم أعضاء الأنبياء للجمع بين أقوال العلماء. قوله: (مندوبة) أي بإجماع المسلمين كما في اللباب، وما نسب إلى الحافظ ابن تيمية الحنبلي من أنه يقول بالنهي عنها، فقد قال بعض العلماء: إنه لا أصل له، وإنما يقول بالنهي عن شدّ الرحال إلى غير المساجد الثلاثة. أما نفس الزيارة فلا يخالف فيها كزيارة سائر القبور، ومع هذا فقد رد كلامه كثير من العلماء، وللإمام السبكي فيه تأليف منيف. قال في شرح

(١) محمد بن عبد الرحمن بن المغيرة بن الحارث بن أبي ذئب هشام بن شعبة بن عبد الملك، أبو الحارث المدني، أحد الأئمة الأعلام. روى عن نافع وشرحبيل بن سعد والزهري. وعنه: الثوري ويحيى القطان وخلق. قال أبو نعيم: مات سنة ١٥٩. انظر: خلاصة تهذيب الكمال ٢/٤٣١.


ردّ المحتار

على

الدرّ المختار شرح تنوير الأبصار

لخاتمة المحققين

محمد أمين الشهير بابن عابدين

مع تكملة ابن عابدين لنجل المؤلف

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

قدّم له وقرّظه

الأستاذ الدكتور محمد بكر إسماعيل

كلية الدراسات - جامعة الأزهر

الجزء الرابع

يحتوي على الكتب التالية

تتمة كتاب الحج - النكاح - الطلاق

دار عالم الكتب

للطباعة والنشر والتوزيع

الرياض

۴۳۔”قال السیدمحمودآلوسی البغدادی: ان الامکنۃ والازمنۃ کلہامتساویۃ فی حدذاتہالایفضل بعضہابعضاالاّ بمایقع فیہامن الاعمال ونحوھاوزادبعضھم اویحل لتدخل البقعۃ التی ضمتہ ﷺ فانہاافضل البقاع الارضیۃ والسماویۃ حتی قیل وبہ اقول انہاافضل من العرش“۔ ”عظیم مفسر، محدث، فقیہ اور مشہور عربی تفسیر روح المعانی کے مؤلف امام شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی الشافی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں: بے شک تمام زمانے اور مقامات میں اپنی ذات کے اعتبار سے کسی کو کسی

پر فضیلت حاصل نہیں ہے، مگر وہ مقام الگ ہے جس میں اچھے اعمال وغیرہ کیے جائیں یا زمین کی وہ جگہ جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ یہ قبر اطہر زمین و آسمان کے سب خطوں سے افضل ہے یہاں تک بھی کہا گیا ہے اور میں (علامہ آلوسی ؒ) بھی اسکا قائل ہوں کہ قبر اطہر عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے"۔ (تفسیر روح المعانی: ج، سورۃ مومنوں، آیت، ص)

۴۴۔"وَیَکْفِیکَ فِی مَعْرِفَةِ الْحَقِّ تَتَبُّعِ مَاصَنَعَ اَصْحَابِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِی قَبرِهِ علیہ الصلوۃ والسلام وَہُوَ اَفضَلُ قَبر عَلَی وَجْهِ الأَرض بَل اَفْضَلْ مِنَ الْعَرش"۔"امام محمود آلوسی بغدادی الشافی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ لکھتے ہیں: اور حق جاننے کیلئے تجھے اس بات کا تجسس و تتبع کافی ہے جو اصحابِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی قبر کے بارے میں کیا اور وہ روئے زمین پر سب سے افضل قبر ہے بلکہ عرش سے بھی افضل ہے"۔ (تفسیر روح المعانی: ج ۱۵، سورۃ کہف، آیت ۱۲، ص ۲۳۹)

روح المعانی
في
تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتى بغداد العلامة أبى الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسى البغدادى
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء الخامس عشر

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكرى الألوسى البغدادى ﴾

ادارة الطباعة المنيرية
دار
احياء التراث العربي
بيروت - لبنان

بمصر : درب الاتراك رقم ١

٢٣٩ النهى عن بناء المساجد على القبور

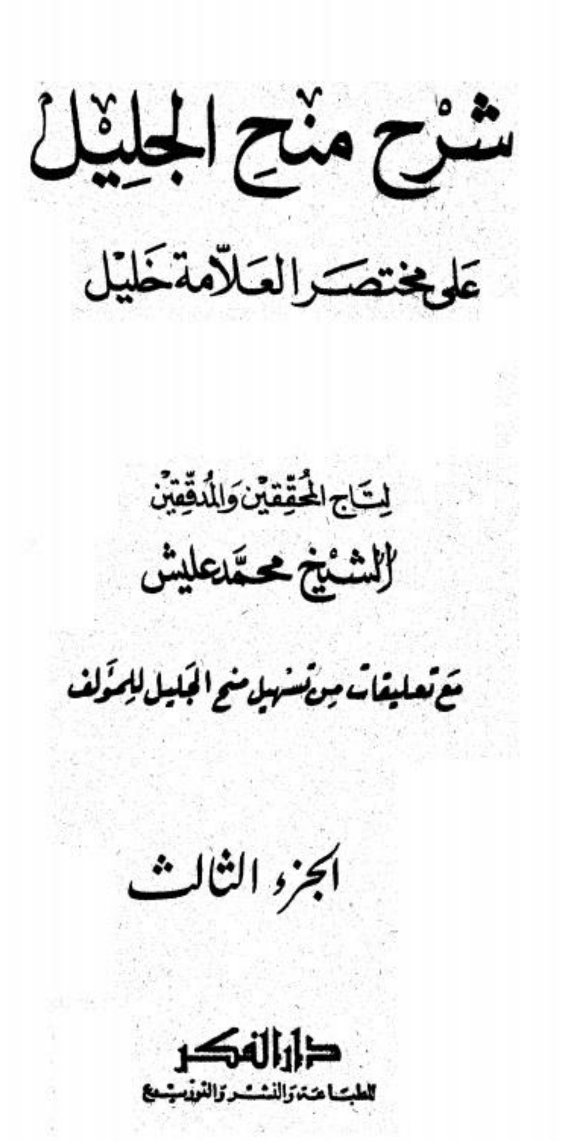
وأبو يوسف على جرى القود بين الذكر والأنثى بآية (وكتبنا عليهم) والكرخى على جريه بين الحر والعبد والمسلم والذمى بتلك الآية الواردة فى بنى إسرائيل إلى غير ذلك لأنا نقول : مذهبنا فى شرع من قبلنا وإن كان إنه يلزمنا على أنه شريعتنا لكن لا مطلقا بل إن قصه الله تعالى علينا بلا إنكار وإنكار رسوله ﷺ كانكاره عز وجل ، وقد سمعت أنه عليه الصلاة والسلام لعن الذين يتخذون المساجد على القبور ، على أن كون ماذكر من شرائع من قبلنا ممنوع ، وكيف يمكن أن يكون اتخاذ المساجد على القبور من الشرائع المتقدمة مع ما سمعت من لعن اليهود والنصارى حيث اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد . والآية ليست كالآيات التى ذكرنا آنفا احتجاج الأئمة بها وليس فيها أكثر من حكاية قول طائفة من الناس وعزمهم على فعل ذلك وليست خارجة مخرج المدح لهم والحض على التأسى بهم فمتى لم يثبت أن فيهم معصوما لا يدل فعلهم فضلا عن عزمهم على مشروعية ما كانوا بصدده ، ومما يقوى قلة الوثوق بفعلهم القول بأن المراد بهم الأمراء والسلاطين كما روى عن قتادة ؛

وعلى هذا لقائل أن يقول : إن الطائفة الأولى كانوا مؤمنين عالمين بعدم مشروعية اتخاذ المساجد على القبور فأشاروا بالبناء على باب الكهف وسده وكف كف التعرض عن أصحابه فلم يقبل الأمراء منهم وغاظهم ذلك حتى أقسموا على اتخاذ المسجد ، وكأن الأولين إنما لم يشيروا بالدفن مع أن الظاهر أنه هو المشروع إذ ذاك فى الموتى كما أنه هو المشروع عندنا فيهم لعدم تحققهم موتهم ، ومنعهم من تحقيقه انهم لم يقدروا كما أخرج عبد الرزاق . وابن المنذر عن وهب بن منبه على الدخول عليهم لما أفيض عليهم من الهيبة ولهذا قالوا (ربهم أعلم بهم) وإن أبيت إلا حسن الظن بالطائفة الثانية فلك أن تقول : إن اتخاذهم المسجد عليهم ليس على طرز اتخاذ المساجد على القبور المنهى عنه الملعون فاعله وإنما هو اتخاذ مسجد عندهم وقريبا من كهفهم ، وقد جاء التصريح بالعندية فى رواية القصة عن السدى . ووهب ، ومثل هذا الاتخاذ ليس محظورا إذ غاية ما يلزم على ذلك أن يكون نسبة المسجد إلى الكهف الذى هم فيه كنسبة المسجد النبوى إلى المرقد المعظم صلى الله تعالى على من فيه وسلم ، ويكون قولهم (لنتخذن عليهم) على هذا لمشاكلة قول الطائفة (ابنوا عليهم) وإن شئت قلت : إن ذلك الاتخاذ كان على الكهف فوق الجبل الذى هو فيه ، وفى خبر مجاهد أن الملك تركهم فى كهفهم وبنى على كهفهم مسجدا وهذا أقرب لظاهر اللفظ كما لا يخفى ، وهذا كله إنما يحتاج اليه على القول بأن أصحاب الكهف ماتوا بعد الاعثار عليهم وأما على القول بانهم ناموا كما ناموا أولا فلا يحتاج إليه على ما قيل ، وبالجملة لا ينبغى لمن له أدنى رشد أن يذهب إلى خلاف ما نطقت به الأخبار الصحيحة والآثار الصريحة معولا على الاستدلال بهذه الآية فان ذلك فى الغواية غاية وفى قلة النهى نهاية ، ولقد رأيت من يبيح ما يفعله الجهلة فى قبور الصالحين من أشرافها وبنائها بالجص والآجر وتعليق القناديل عليها والصلاة إليها والطواف بها واستلامها والاجتماع عندها فى أوقات مخصوصة إلى غير ذلك محتجا بهذه الآية الكريمة وبما جاء فى بعض روايات القصة من جعل الملك لهم فى كل سنة عيدا وجعله إياهم فى توابيت من ساج ومقيسا البعض على البعض وكل ذلك محادة لله تعالى ورسوله ﷺ وإبداع دين لم يأذن به الله عز وجل .

ويكفيك فى معرفة الحق تتبع ما صنع أصحاب رسول الله ﷺ فى قبره عليه الصلاة والسلام وهو أفضل قبر على وجه الأرض بل أفضل من العرش ، والوقوف على أفعالهم فى زيارتهم له والسلام عليه عليه الصلاة

۴۵۔"قال الشيخ محمد بن أحمد عليش المالكي في شرحه على مختصر الخليل۔ وَنَقَلَ عِيَاضٌ عَنْ ابْنِ حَبِيبٍ مَعَ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ وَوَقَفَ الْبَاجِيّ فِي ذَلِكَ، وَمَحَلُّ الْخِلَافِ فِي غَيْرِ الْمَوْضِعِ الَّذِي ضَمَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَإِنَّهُ أَفْضَلُ مِنْ الْكَعْبَةِ وَالسَّمَاءِ وَالْعَرْشِ وَالْكُرْسِيّ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَيَلِيهِ الْكَعْبَةُ"۔"شیخ محمد بن احمد علیش

مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۲۹۹ھ) قاضی عیاضؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے ابن حبیب سے ابن وھب کے ذریعہ سے نقل کیاہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ امام الباجی نے اس مسئلے میں توقف کیاہے جو کہ اشارہ ہے کہ اعضاءِ مقدسہ سے جو جگہ ملی ہوئی ہے اس کے علاوہ باقی جگہوں کی تفضیل میں اختلاف ہے، لیکن حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ ہر چیز سے افضل ہے، یہاں تک کہ عرش، کرسی، لوح و قلم اور بیت المعمور سے بھی افضل ہے"۔(منح الجلیل شرح مختصر الخلیل: ج۳، ص۱۳۳)



والمَدِينَةُ أَفضَلُ ثُمَّ مَكَّةُ .

في أحدها والتزم الآخر لزمه على الأصح والمشهور الا أن يكون الثاني مفضولاً . المازري لو نذر الصلاة مدني أو مكي بمسجد ايلياء صلى بموضعه والعكس لازم . وقياس قول مالك « رض » يلزم المكي ما نذه بمسجد ﷺ لا العكس . وقال بعض شيوخنا الأولى اتيانه للخروج من الخلاف . ابن عرفة ما عزاه لبعض شيوخه هـــو نص اللخمي وذكره ابن بشير .

(والمدينة) المنورة بأنوار النبي ﷺ (أفضل) من مكة المشرفة هذا هو المشهور وهو قول أهل المدينة ، ويدل له ما رواه الدارقطني والطبراني من حديث رافع بن خديج المدينة خير من مكة نقله في الجامع الصغير ، وقال ابن وهب وابن حبيب مكة أفضل . ابن عرفة ومسجده ﷺ والمسجد الحرام أفضل من مسجد ايلياء ، وفي أفضلية مسجده ﷺ على المسجد الحرام أو العكس المشهور . ونقل عياض عن ابن حبيب مع ابن وهب قال ووقف الباجي في ذلك ، ومحل الخلاف في غير الموضع الذي ضمه ﷺ فإنه أفضل من الكعبة والسماء والعرش والكرسي واللوح والقلم والبيت المعمور ويليه الكعبة فهي أفضل من بقية المدينة اتفاقاً ، وباقي مسجد المدينه أفضل من باقي مسجد مكه ، وباقي المدينة أفضل من باقي مكة ، ولما زيد في مسجده ﷺ حكم مسجده عند الجمهور وهم على تفضيل السماء على الارض ، وقيل الارض أفضل لخلق الانبياء منها ودفنهم بها .

(ثم) يلي المدينة في الفضل (مكة) المشرفة ثم يلي مكة في الفضل بيت المقدس فهو أفضل ولو من المساجد المنسوبة له ﷺ كمسجد قبـــاء ومسجد الفتح ومسجد العيد ومسجد ذي الحليفة .

(تتمـــة)

في الصحيحين مما يتعلق بالمدينة من صبر على لاوائها وشدتها كنت له شهيداً وشفيعاً يوم القيامة . وفي مسلم من رواية أبي سعيد لا يصبر أحد على لاوائها وجهدها الا كنت له شفيعاً أو شهيداً يوم القيامة ، وفيه بشرى للصابر بها بالموت على الإسلام وهي مزية عظيمة

١٣٣

۴۶۔"قال الشيخ أحمد بن محمد الحضراوي في نفحات الرضي والقبول ما نصہ: نقل القاضي عياض رحمہ اللہ، وقبلہ أبو الوليد الباجي وغيرهما الإجماع على تفضيل ما ضم الأعضاء الشريفة، حتي على الكعبة۔ كما قال ابن عساكر فی تحفة وغيره: بل نقل التاج الدين السبكی عن ابن عقيل الحنبلی: انها أفضل من العرش"۔"شیخ احمد بن محمد الحضراوی رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی:۱۳۲۷ھ)فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع امت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاءِ مقدسہ کے ساتھ جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ ہر شئے سے افضل ہے یہاں تک کہ عرش سے بھی افضل ہے۔اس اجماع کو قاضی عیاض المالکی رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی:۵۴۴ھ)، قاضی ابو الولید الباجی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۴۷۴ھ)، امام ابو القاسم ابن عساکر الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۷۱ھ) اور دیگر علماء نے نقل کیا ہے اوراس مقدس مکان کی کعبہ شریف پر افضل ہونے کی صراحت کی ہے بلکہ امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۷۵۶ھ) نے ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۵۱۳ھ) سے نقل کیا ہے کہ یہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ اورالفاکھانی نے صراحت کی ہے کہ سات آسمانوں سے بھی افضل ہے"۔ (إزالة الدهش والوله عن المتحير في صحة حديث ماء زمزم لما شرب له للمحمد بن إدريس القادري، تخريج: محمد ناصر الدين الألباني: ص۴۳)

عليه مالك، هو الذي أختاره وأدين الله به، وأما ضريحه أي موضع مماس أعظمه منها فبإجماع منهما أنه أفضل من كل البقاع حتى الكعبة والعرش والكرسي والجنة والنار والسماوات والأرضين.

وقيل: إن باطن المدينة أفضل من باطن مكة، وظاهر مكة أفضل من ظاهر المدينة، واحتج كل على ما ادعاه بما يطول سرده، فانظره في محاله، والله اعلم، انتهى.

قال الشيخ أحمد بن محمد الحضراوي في «نفحات الرضى والقبول» ما نصه: نقل القاضي عياض رحمه الله ، وقبله أبو الوليد الباجي وغيرهما الإجماع على تفضيل ما ضم الأعضاء الشريفة، حتى على الكعبة.

كما قاله ابن عساكر في «تحفته» وغيره، بل نقل التاج السبكي عن ابن عقيل الحنبلي: انها أفضل من العرش.

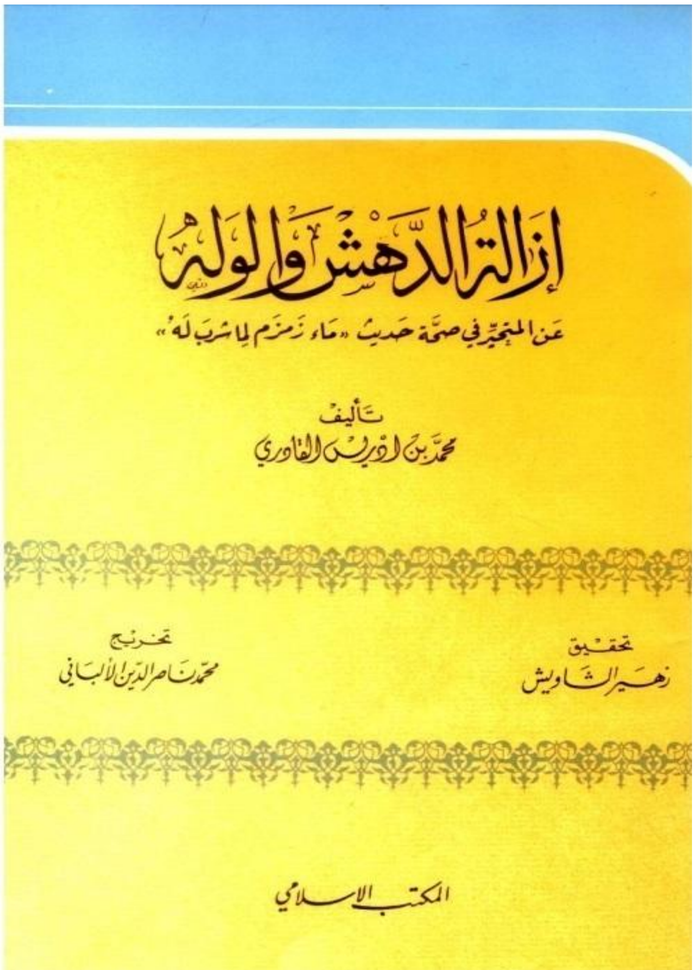
وصرح التاج الفاكهي بتفضيلها على السماوات.

قال: بل الظاهر المتعين تفضيل جميع الأرض على السماء، لحلوله صلى الله عليه وسلم بها.

وحكاه بعضهم عن الأكثرين، لخلق الأنبياء منها ودفنهم بها. لكن قال النووي: إن الجمهور على تفضيل السماء على الأرض، أي ما عدا ما ضم الأعضاء الشريفة، وأجمعوا بعد ذلك، على تفضيل مكة والمدينة على سائر البلاد واختلفوا فيهما.

فذهب سيدنا عمر بن الخطاب وبعض الصحابة وأكثر المدنيين

٤٣



اللهم إني أسألك شهادة في سبيلك، ووفاة ببلد رسولك[1].

قال شارحه الزرقاني: وفي طلبه الموت بها إظهار لمحبته إياها أعلا من مكة، وعمر من القائلين بفضلها على مكة.

وروى الإسماعيلي من طريق روح بن القاسم، عن زيد بن أسلم، عن أمه، عن حفصة بنت عمر قالت: سمعت عمر يقول:

اللهم قتلا في سبيلك، ووفاة ببلد نبيك.

قالت: فقلت: وأنى يكون هذا؟ قال: يأتي الله به إذا شاء.

ورواه ابن سعد عن هشام بن سعد، عن زيد، عن أبيه، عن حفصة فذكر مثله، وقال في آخره: إن الله يأتي بأمره إن شاء.

قال السيوطي من الشافعية في «الخصائص» ما نصه:

وبلده أفضل البلاد بالإجماع، فيما عدا مكة وعلى أحد قولين فيها، وهو المختار. انتهى.

قلت: ومستند هذا الإجماع، ما رواه مالك في «الموطأ» عن يحيى ابن سعيد قال: كان رسول الله ﷺ جالساً وقبر يحفر بالمدينة، فاطلع رجل في القبر فقال: بئس مضجع المؤمن. فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم:

(١) [قال ناصر:] (١١) قلت: هذا ضعيف لانقطاعه بين عمر وزيد بن أسلم. ثم إنه ليس صريحاً في تفضيل المدينة على مكة. وقد اضطرب في إسناده على زيد، فمرة رواه هكذا منقطعاً، ومرة قال: عن أمه عن حفصة بنت عمر قالت: سمعت عمر.... ومرة قال عن أمه عن حفصة به. كما يأتي قريباً في الرسالة. [ن].

ولم يحك فيه خلافا.

وحكى عليه صاحب «قرة العيون» الإجماع حيث قال:

وهاجر المختار لما أن وصل   خمسين مع ثلاثة حتى نزل

بطيبة الغراء حيث أمرا   ثم بها أقام حتى احتضرا

فيها فكانت أشرف البقاع   أما ضريحه فبالإجماع[1]

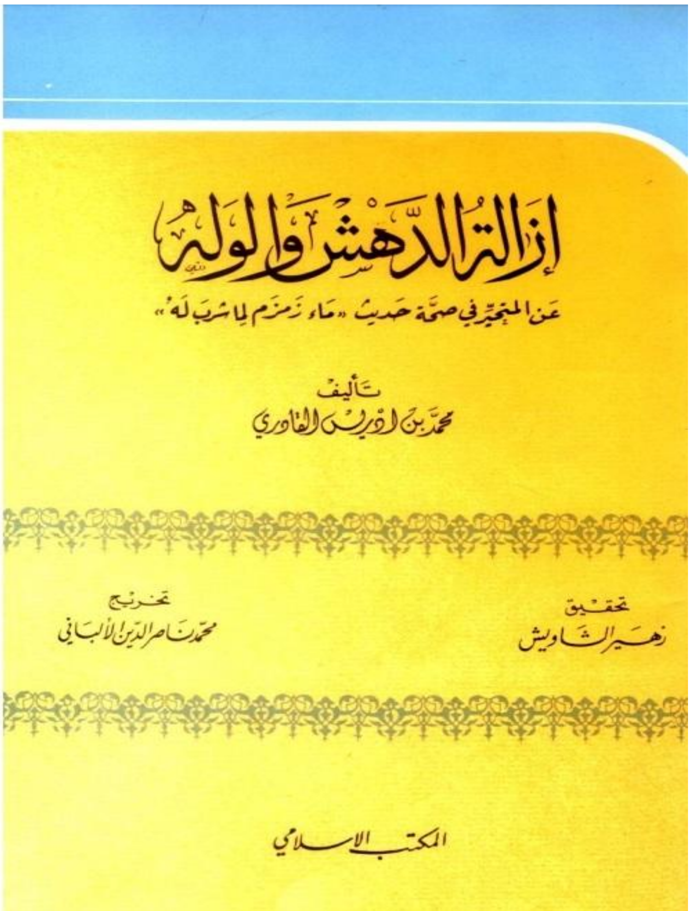
(١) [قال ناصر:] (١٣) قلت: هذا كله رجم بالغيب ومن التقول على الله بغير علم، فأين الدليل على ما زعموه من الأفضلية، لا سيما والدليل على أفضلية مكة على المدينة صريح في قول النبي ﷺ موجهاً خطابه لمكة: «والله إنك لخير أرض الله، وأحب أرض الله إلى الله، ولولا أني أخرجت منك ما خرجت». صححه ابن حبان وغيره وهو مخرج في «المشكاة» (٢٧٢٥). وإذا كان معنى التفضيل بين مكة والمدينة ما سيذكره المؤلف قريباً: أن ثواب العمل في أحدهما أكثر من ثواب العمل في الأخرى فكيف يجوز للمؤمن أن يفضل المدينة على مكة وهو يعلم يقيناً قول النبي ﷺ: «صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه من المساجد إلا المسجد الحرام» متفق عليه، وهو مخرج في «الإرواء» (٩٥٣ [الرقم الصحيح في المطبوع هو ٤/١٤٣ - ١٤٦، برقم ٩٧١] و١١١٤ [٤/٣٤١ و٣٤٢، برقم ١١٢٩])، عن جمع من الأصحاب، وزاد بعضهم: «وصلاة في المسجد الحرام أفضل من مائة ألف صلاة فيما سواه»، وتالله ما يفضل المدينة على مكة، إلا أحد رجلين: رجل لم تبلغه هذه الأحاديث وغيرها. وآخر متعصب هالك في التقليد أو في العصبية البلدية! [ن].

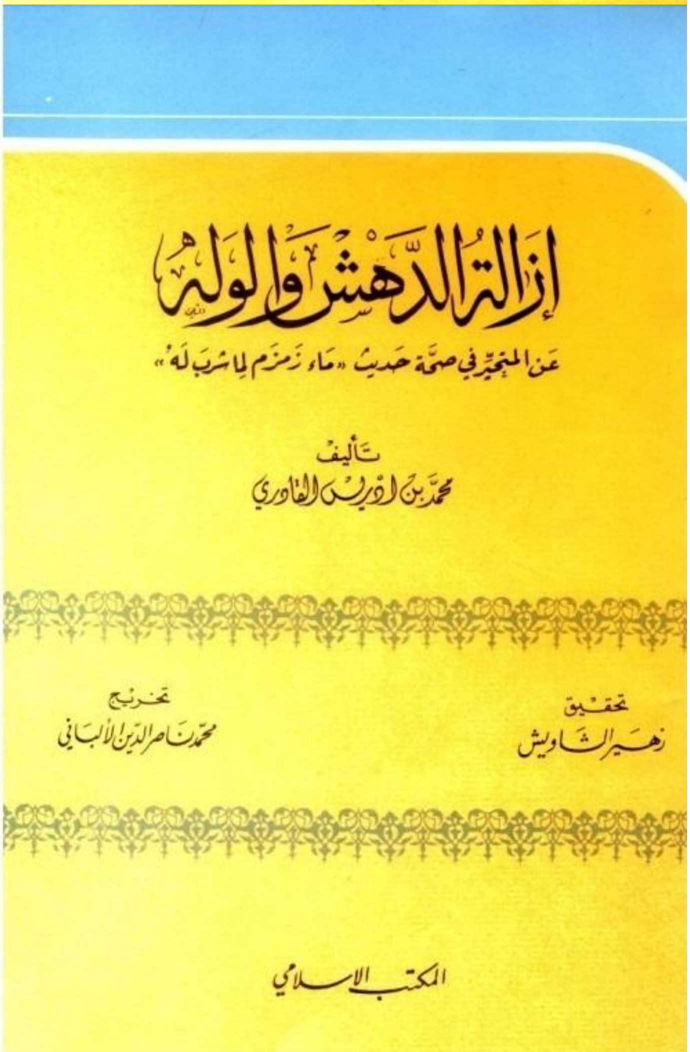
(•) [والذي قاله في ٩٧١ هو:]

٩٧١ - (حديث أبي هريرة مرفوعاً: «صلاة في مسجدي هذا خير من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام» رواه الجماعة إلا أبا داود. وفي رواية: «فإنه أفضل»). ص٢٣٣-٢٣٤.

صحيح. وله طرق كثيرة عن أبي هريرة رضي الله عنه:

الأولى: عن أبي عبد الله الأغر عنه.=





۴۷۔ مشہور غیر مقلد عالم مترجم صحاح ستہ علامہ وحید الزمان صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۳۳۸ھ) لکھتے ہیں: ''سلف نے اختلاف کیا ہے کہ دونوں شہروں میں کون سا افضل ہے، جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ مکہ افضل ہے اور یہی قول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ، مطرف اور ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اصحابِ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور اکثر اہل مدینہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ مدینہ افضل ہے بعض شوافع نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور جانبین کی طرف دلائل بہت ہیں یہاں تک کہ ابن ابی حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دونوں شہر برابر ہیں اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اس مسئلے میں توقف کرے کیونکہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہیں اور نفس مائل ہوتا ہے مدینہ منورہ کی تفضیل کی طرف۔ پھر کہا ہے جب صاحب عقل اور صاحب علم تامل کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کو جو فضیلت ملی ہے اس قدر یا اس سے بہتر مدینہ کو بھی ملی ہے۔ بلکہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص میں جزم کیا ہے مدینہ کے افضل ہونے کا اور محل خلاف اس مقام کے سوا ہے جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک مدفون ہے اتنا ٹکڑا تو زمین اور آسمان سے بھی افضل ہے، اسی طرح جس مقام پر کعبہ ہے وہ مدینہ سے افضل ہے۔ (زرقانی)''۔ (مؤطا امام مالکؒ مترجم: کتاب الجامع، مدنیہ کی فضیلت کا بیان، ص۵۹۹)

مؤطا امام مالکؒ مترجم | 599 | کتاب الجامع

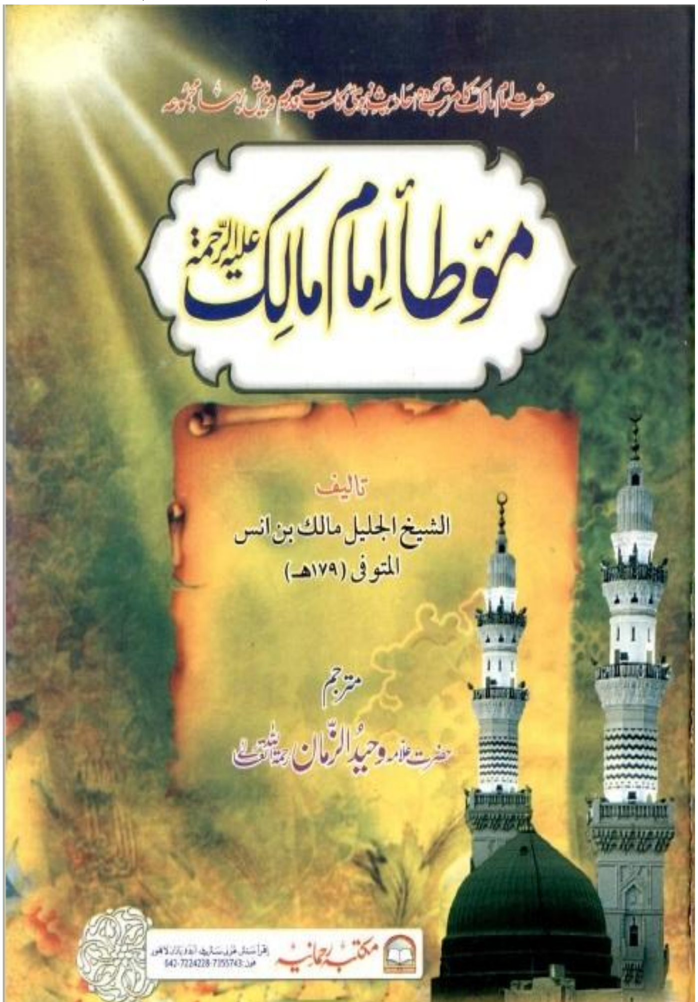
(۲۲) عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ زَارَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ الْمَخْزُوْمِيَّ فَرَاٰى عِنْدَهُ نَبِيْذًا وَهُوَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ لَهُ اَسْلَمُ اِنَّ هٰذَا الشَّرَابَ يُحِبُّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَحَمَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ قَدَحًا عَظِيْمًا فَجَآءَ بِهِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَوَضَعَهُ فِيْ يَدِهِ فَقَرَّبَهُ عُمَرُ اِلٰى فِيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ هٰذَا الشَّرَابَ طَيِّبٌ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ رَجُلًا عَنْ يَّمِيْنِهِ فَلَمَّا اَدْبَرَ عَبْدُاللّٰهِ نَادَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ ءَاَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللّٰهِ وَاَمْنُهُ وَفِيْهَا بَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ لَا اَقُوْلُ فِيْ بَيْتِ اللّٰهِ وَلَا فِيْ حَرَمِهِ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ءَاَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللّٰهِ وَاَمْنُهُ وَفِيْهَا بَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَآ اَقُوْلُ فِيْ حَرَمِ اللّٰهِ وَلَآ فِيْ بَيْتِهِ شَيْئًا ثُمَّ انْصَرَفَ.

اسلم سے جو مولیٰ ہیں عمر بن خطابؓ کے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عیاش کی ملاقات کو گئے مکہ کی راہ میں ان کے پاس نبیذ پائی (نبیذ اس پانی کو کہتے ہیں جس میں کھجور یا انگور بھگوئے جائیں) اسلم نے کہا کہ اس شربت کو حضرت عمر بن خطابؓ بہت چاہتے ہیں۔ ف۱ عبداللہ بن عیاش ایک بڑا سا پیالہ بھر کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور ان کے سامنے رکھ دیا انہوں نے اس کو اٹھا کر پینا چاہا پھر سر اٹھا کر کہا یہ شربت بہت اچھا ہے پھر پیا اس کو بعد اس کے ایک شخص ان کے داہنی طرف بیٹھا تھا اس کو دے دیا جب عبداللہ بن عیاش لوٹ کر چلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور کہا تو کہتا ہے مکہ بہتر ہے مدینہ سے عبداللہ بن عیاش نے کہا کہ وہ حرم ہے اللہ کا اور امن کی جگہ ہے اور وہاں اس کا گھر ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں اللہ کے گھر اور حرم کو نہیں پوچھتا۔ ف۲ پھر حضرت عمرؓ نے کہا تو کہتا ہے کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے عبداللہ بن عیاش نے کہا کہ مکہ میں اللہ کا حرم ہے اور امن کی جگہ ہے وہاں اس کا گھر ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں اللہ کے گھر اور حرم میں کچھ نہیں کہتا پھر عبداللہ بن عیاش چلے گئے۔ ف۳

ف۱: کیونکہ جو شربت ٹھنڈا اور شیریں ہو اس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت چاہتے تھے۔

ف۲: بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ دونوں شہروں میں کون سا شہر افضل ہے۔

ف۳: سلف نے اختلاف کیا ہے کہ دونوں شہروں میں کون سا شہر افضل ہے جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ مکہ افضل ہے اور یہی قول ہے شافعی اور ابن وہب اور مطرف اور ابن حبیب کا اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور اصحاب ابوحنیفہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن عبدالبر اور ابن رشد اور ابن عرفہ نے۔ اور حضرت عمرؓ اور ایک جماعت صحابہؓ اور اکثر اہل مدینہ اور امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ مدینہ افضل ہے بعض شافعیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور جانبین کی طرف دلائل بہت ہیں یہاں تک کہ ابن ابی حمزہ نے کہا کہ دونوں شہر برابر ہیں اور سیوطیؒ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اس مسئلے میں توقف کرے کیونکہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہیں اور نفس مائل ہوتا ہے مدینہ منورہ کی تفضیل کی طرف پھر کہا ہے جب صاحب عقل اور علم تامل کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کو جو فضیلت ملی ہے اسی قدر یا اس سے بہتر مدینہ کو بھی ملی ہے بلکہ سیوطی نے خصائص میں جزم کیا ہے مدینہ کے افضل ہونے کا اور محل خلاف اس مقام کے سوا ہے جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک مدفون ہے اُتنا ٹکڑا تو زمین اور آسمان سے بھی افضل ہے اس طرح جس مقام پر کعبہ ہے وہ مدینہ سے افضل ہے۔ (زرقانی)



۴۸۔"أن موضع قبره الشريف ﷺ أفضل بقاع الأرض، وهو أفضل الخلق وأكرمهم على الله تعالى --- فاذا تقرر أنه أفضل المخلوقين وأن تربته أفضل بقاع الأرض"۔"مشہور سعودی عالم اوراستادِ حرم علوی بن عباس المالکی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے سید محمد علوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۴۲۵ھ) لکھتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف روئے زمین میں سب سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل اوراکرم ہیں۔کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں لہٰذا وہ مٹی بھی تمام مٹی سے افضل ہوئی"۔(منہج السلف فی فہم النصوص بین النظریۃ والتطبیق:ص ۶۴)

64 ٦٤ منهج السلف في فهم النصوص بين النظرية والتطبيق

المسجد، رزقنا الله وإياكم ذلك آمين[١]

رأي الإمام شيخ الإسلام الفيروز آبادي:

قال الإمام شيخ الإسلام مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي: «لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد» فلا دلالة فيه على النهي عن الزيارة، بل هو حجة في ذلك، ومن جعله دليلاً على حُرمة الزيارة، فقد أعظم الجراءة على الله ورسوله، وفيه برهان قاطع على غباوة قائله، وقصوره عن نيل درجة كيفية الاستنباط والاستدلال، والحديث فيه دليلٌ على استحباب الزيارة من وجهين:

الوجه الأول: أن موضع قبره ﷺ أفضل بقاع الأرض، وهو ﷺ أفضل الخلق وأكرمهم على الله، لأنه لم يقسم بحياة أحدٍ غيره، وأخذ الميثاق من الأنبياء بالايمان به وبنصره كما في قوله تعالى: ﴿وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ﴾ [آل عمران: ٨١] الآية، وشرفه بفضله على سائر المرسلين، وكرمه بأن ختم به النبيين، ورفع درجته في عليين، فإذا تقرر أنه أفضل المخلوقين وأن تربته أفضل بقاع الأرض استحب شدّ الرحال إليه وإلى تُربته بطريق الأولى.

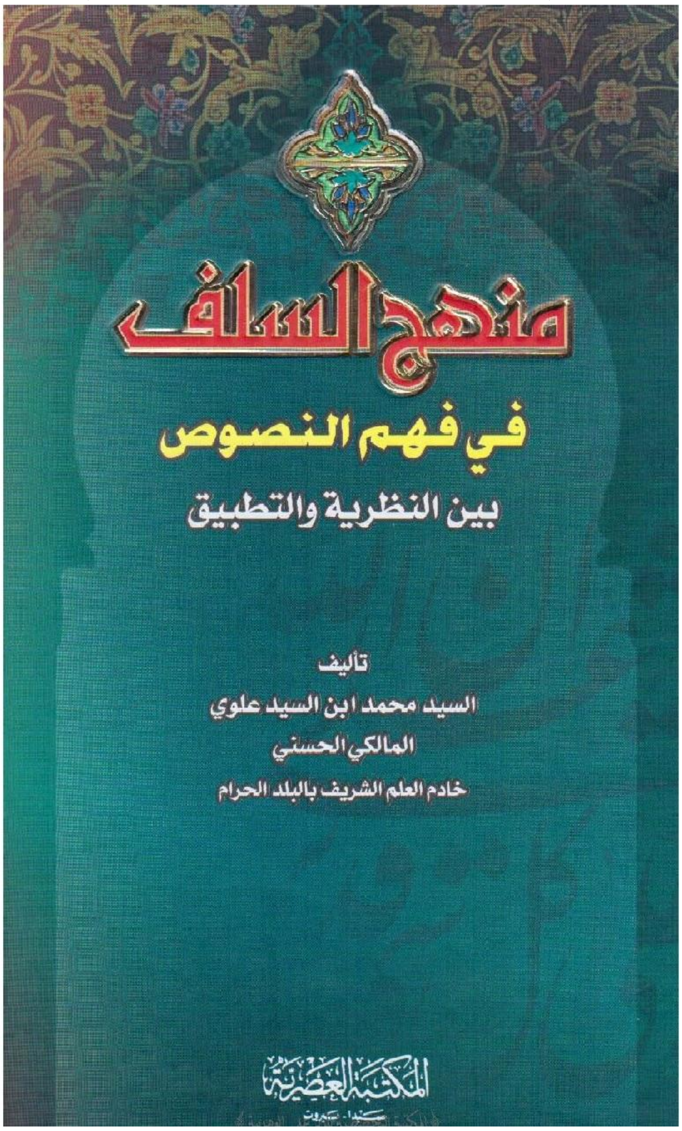
الوجه الثاني: أنه يُستحب شد الرحال إلى مسجد المدينة ولا يتصور من المؤمنين الخالصين انفكاك قصده عنه ﷺ، وكيف يتصور أن المؤمن المعظم قدر النبي ﷺ يدخل مسجده ويشاهد حجرته ويتحقق أنه يسمع كلامه، ثم بعد ذلك يسعه أن لا يقصد الحجرة والقبر ويسلم على رسول الله ﷺ؟! هذا ما لا خفاء به عند أحد، وكذلك لو قصد زيارة قبره لم ينفك قصده عن المسجد[٢].

ومن الدليل الأحاديث الكثيرة الصحيحة في فضل زيارة الإخوان في الله، فزيارة النبي ﷺ أولى وأولى.

ومنها: أن حرمته ﷺ واجبة حيًا وميتًا، ولا شك أن الهجرة إليه كانت في حياته من أهم الأشياء فكذلك بعد موته.

ومنها: الأحاديث الدالة على استحباب زيارة القبور، وهذا في حق الرجال

(١) سير أعلام النبلاء ٤/ ٤٨٣ ـ ٤٨٥.
(٢) هذا الفهم السديد في الجمع والتقريب بين الأقوال ذكره العلامة الشيخ عطية محمد سالم المدني في تكملة أضواء البيان فكان موفقًا وسيأتي بيانه.



اجماع کی حجیت کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں پوراباب نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ العِلْمِ، وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الحَرَمَانِ مَكَّةُ، وَالمَدِينَةُ، وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالمُهَاجِرِينَ، وَالأَنْصَارِ، وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالمِنْبَرِ وَالقَبْرِ"۔"باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالموں کے اتفاق کرنے کا جو ذکر فرمایا ہے اس کی ترغیب دی ہے اور مکہ اور مدینہ کے عالموں کے اجماع کا

بیان، اور مدینہ میں جو آنحضرت ﷺ اور مہاجرین انصار کے متبرک مقامات ہیں اور آنحضرت ﷺ کے نماز گاہ اور منبر اور قبر کا بیان"۔(صحیح البخاری: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج۹، ص۲۷۹)

كتابُ الاعتِصامِ بالكتابِ والسُّنَّةِ ٢٧٩

١٥- بَابُ إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلَىٰ ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَىٰ: ﴿وَمِنْ أَوْزَارِ ٱلَّذِينَ يُضِلُّونَهُم﴾(١) الْآيَةَ(٢)

• [٧٣١٦] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ(٣) مِنْهَا - وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ(٤) سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا».

١٦- بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَمَا أَجْمَعَ(٥) عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ، وَمَا كَانَ بِهَا(٦) مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَمُصَلَّى النَّبِيِّ ﷺ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ

• [٧٣١٧] حدثنا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيِّ(٧) أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَأَصَابَ

(١) [النحل: ٢٥]. بعده لأبي ذر وعليه صح: «﴿بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾».
(٢) ليس عند أبي ذر، وعليه صح.
(٣) كفل: حظ ونصيب. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: كفل).
(٤) قوله: «أوَّل مَنْ» عليه صح، وليس عند أبي ذر. ووقعت العبارة على حاشية البقاعي: «لأنه سن القتل أولًا» ونسبه لنسخة وعليه صح.
* [٧٣١٦] [التحفة: خ م ت س ق ٩٥٦٨]
(٥) لأبي ذر عن الكشميهني: «اجْتَمَعَ».
(٦) لأبي ذر عن الحموي، والمستملي: «بِهِمَا».
(٧) عليه صح. «السَّلَمِيّ» كذا ضبطه بفتح المهملة واللام القسطلاني وابن حجر وصاحب التذهيب، ووقع في بعض الفروع التي بيدنا تبعًا لليونينية ضبط اللام بالفتح والكسر. اهـ مصححه.

ديوان الحديث النبوي
(١)
صحيح البخاري
وهو: الجامع المسند الصحيح
المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه
للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري
المتوفى سنة ٢٥٦ هجرية
طبعة مراجعة ومصححة على النسخة السلطانية
مع رفع الالتباس عن رموزها
المجلد التاسع
مركز البحوث وتقنية المعلومات
دار التأصيل

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں عالموں کے اجماع کے باب میں لکھتے ہیں: "وَقَالَ مَالِكٌ إِجْمَاعُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ حُجَّةٌ قَالَ وَعِبَارَةُ الْبُخَارِيِّ مُشْعِرَةٌ بِأَنَّ اتِّفَاقَ أَهْلِ الْحَرَمَيْنِ كِلَيْهِمَا إِجْمَاعٌ قُلْتُ لَعَلَّهُ أَرَادَ التَّرْجِيحَ بِهِ لَا دَعْوَى الْإِجْمَاعِ"۔ "امام مالکؒ نے اہل مدینہ کا اجماع بھی حجت قرار دیا ہے۔ امام بخاریؒ کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ دونوں کا اجماع بھی حجت ہے، امام بخاریؒ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اہل مدینہ اور اہل مکہ کا اجماع حجت ہے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ اختلاف کے وقت اس جانب کو ترجیح ہو گی جس پر اہل مکہ اور مدینہ اتفاق کریں"۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، قَوْلُهُ بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ، ج۱۲، ص۳۰۶)

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسمٰعيل البخاري

للإمام الحافظ

أحمد بن عليّ بن حجر

العسقلاني

٧٧٣ – ٨٥٢

الجزءُ الثالثَ عشرَ

رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه
واستقصى أطرافه ، ونبه على أرقامها فى كل حديث

محمد فؤاد عبد الباقي

المكتبة السلفية

أنّ النبيّ ﷺ قال : ولأهلِ اليمن يَلمَمَ ، وذُكِرَ العِراقُ فقال : لم يكن عِراقٌ يومئذ »

٧٣٤٥ — حدّثنا عبدُ الرحمنِ بن المبارَكِ حدثنا الفضيل حدثنا موسى بن عُقبةَ حدّثني سالمُ بن عبد الله « عن أبيه عن النبي ﷺ أنه أُرِيَ وهو في معرَّسه بذي الحُلَيفةِ فقيلَ له : إنكَ ببَطحاء مباركة »

قوله (باب ماذكر النبي ﷺ وحض) بمهملة وضاد معجمة ثقيلة ، أى حرض بالمهملة وتشديد الراء ، وقوله ، على اتفاق أهل العلم ، قال الكرمانى فى بعض الروايات ، وما حض عليه من اتفاق ، وهو من باب تنازع العاملين وهما ذكر وحض . **قوله** (وما اجتمع عليه الحرمان مكة والمدينة ، وما كان بهما من مشاهد النبي ﷺ والمهاجرين والأنصار) فى رواية الكشميهنى ، وما أجمع ، بهمزة قطع بغير تاء ، وعنده ، وما كان بها ، بالإفراد والأول أولى ، قال الكرمانى : الإجماع هو اتفاق أهل الحل والعقد ، أى المجتهدين من أمة محمد على أمر من الأمور الدينيــة ، واتفاق مجتهدى الحرمين دون غيرهم ليس بإجماع عند الجمهور ، وقال مالك : إجماع أهل المدينة حجة ، قال وعبارة البخارى مشعرة بأن اتفاق أهل الحرمين كليهما إجماع . قلت : لعله أراد الترجيح به لا دعوى الإجماع ، وإذا قال بحجية إجماع أهل المدينة وحدها مالك ومن تبعه فهم قائلون به اذا وافقهم أهل مكة بطريق الأولى ، وقد نقل ابن التين عن سحنون اعتبار إجماع أهل مكة مع أهل المدينة ، قال حتى لو اتفقوا كلهم وخالفهم ابن عباس فى شىء لم يعد إجماعا ، وهو مبنى على أن ندرة المخالف تؤثر فى ثبوت الاجماع . **قوله** (ومصلى النبي ﷺ والمنبر والقبر) هذه الثلاثة مجرورة عطفا على قوله مشاهد ، ثم ذكر فيه أربعة وعشرين حديثا . الحديث الأول : حديث جابر : **قوله** (اسماعيل) هو ابن أبى أويس . **قوله** (السلمى) بفتح المهملة واللام . **قوله** (أن أعرابيا) تقدم القول فى اسمه وفى أى شىء استقال منه ، وضبط ينصع فى أواخر الحج فى فضل المدينة ، وكذا قوله ، كالكير ، مع سائر شرحه ولله الحمد . قال ابن بطال : عن المهلب فيه تفضيل المدينة على غيرها بما خصها الله به من أنها تنفى الخبث ، ورتب على ذلك القول بحجية إجماع أهل المدينة ، وتعقب بقول ابن عبد البر أن الحديث دال على فضل المدينة ، ولكن ليس الوصف المذكور عاما لها فى جميع الأزمنة ، بل هو خاص بزمن النبي ﷺ لأنه لم يكن يخرج منها رغبة عن الإقامة معه إلا من لا خير فيه ، وقال عياض نحوه ، وأيده بحديث أبى هريرة الذى أخرجه مسلم ، لا تقوم الساعة حتى تنفى المدينة شرارها ، كما ينفى الكير خبث الفضة ، قال : والنار انما تخرج الخبث والردىء ، وقد خرج من المدينة بعد النبي ﷺ جماعة من خيار الصحابة ، وقطنوا غيرها وماتوا خارجا عنها ، كابن مسعود وأبى موسى وعلى أو أبى ذر وعمار وحذيفة وعبادة بن الصامت وأبى عبيدة ومعاذ وأبى الدرداء وغيرهم ، فدل على أن ذلك خاص بزمنه ﷺ بالقيد المذكور ، ثم يقع تمام إخراج الردىء منها فى زمن محاصرة الدجال ، كما تقدم بيان ذلك واضحا فى آخر ، كتاب الفتن ، وفيه : فلا يبقى منافق ولا منافقة الا خرج اليه ، فذلك يوم الخلاص. الحديث الثانى حديث ابن عباس كنت أقرىء عبد الرحمن بن عوف الحديث فى خطبة عمر الذى تقدم بطوله مشروحا فى باب رجم الحبلى من ، الحدود ، وذكر هنـا منه طرفا ، والغرض منه هنا مايتعلق بوصف المدينة بدار الهجرة ودار السنة ومأوى المهاجرين والأنصار وقوله فيه ، فلما كان آخر حجة حجها عمر فقال عبد الرحمن ، جواب لما محذوف ، وقد تقدم بيانه وهو ، فلما رجع عبد الرحمن من عند عمر لقينى فقال ، وقوله فيه ، قال ابن عباس ، هو موصول بالسند

انجنیئر علی مرزا صاحب اوران کے حواریوں سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالاحوالاجات کو غور سے پڑھ کر اس اجماع کی مخالفت کرنے کی ہمیت کریں، کیونکہ اس اجماع میں امت مسلمہ کے ہر طبقے کے ائمہ دین موجود ہیں، خاص طور پر مالکی، شافعی اور حنبلی ائمہ کرام کی کثیر تعداد موجود ہے اور ساتھ میں غیر مقلد عالم امام شوکانیؒ اور سعودی عرب کے موجودہ دور کے نامور مفتیان کرام بھی موجود ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اجماع بھی آپ کو حنفی دیوبندی اجماع اور حنفی بریلوی اجماع کی طرح بے بنیاد لگے جن پر آپ نے تبصرہ کرتے ہوئے کافی جھوٹ بولے ہیں۔

آج انجنیئر صاحب اوران جیسے تمام غیر مقلدین حضرات قرآن کے بعد بخاری کو صحیح ترین کتاب کا درجہ دیتے ہیں، آخیر کیوں؟ آپ نے یہ درجہ صحیح مسلم، ترمذی، ابوداوٗد، ابن ماجہ یا نسائی شریف کو کیوں نہیں دیا؟ اسی لئے نا کہ پوری امت مسلمہ نے مل کر بخاری کو یہ درجہ دیا ہے، اور حافظ ابن صلاحؒ نے اس پر پوری امت کا اجماع نقل کیا ہے، جس کو تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء نے قبول کیا ہے۔ جب حافظ ابن صلاحؒ بخاری کے اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہونے پر اجماع کا دعویٰ کریں تو آپ نے فوراً قبول کر لیا اور اب بغیر اسناد کی تحقیق کیئے صرف بخاری کا نام لے کر احادیث بیان کیئے جاتے ہو اور عوام بھی بخاری کا نام سنتے

ہی آنکھیں بند کر کے احادیث قبول کر لیتی ہے، آخر کیوں؟ جس طرح آپ کو بخاری پر ہونے والا اجماع قبول ہے جسے صرف حافظ ابن صلاحؒ نے بیان کیا تو اب اس اجماع کو بھی قبول کریں جس کو ہر دور میں ہر طبقہ کے ائمہ کرام نے بیان کیا ہے۔

اس کے بعد بھی آپ نزدیک یہ اجماع معتبر نہیں تو پھر اب یہ کہنے کی جرئت کریں کہ چونکہ تمام محدثین ومفسرین کا بھی یہی عقیدہ تھا اس لیے یہ سب بھی گمراہ تھے۔ جب علماءِ دیوبند کی بات ہوتی ہے تو آپ فوراً فتوے صادر کرنا شروع کر دیتے ہیں اور جب محدثین ومفسرین کی بات آتی ہے تو آواز حلق میں اٹک جاتی ہے۔ ان سب محدثین کے بارے میں تو آپ منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہو اور علماءِ دیوبند کے خلاف اسی عقیدہ پر گمراہ اور بدعتی ہونے کے فتوے صادر کرتے ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انجنیئر علی مرزا اوران جیسے لوگ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے ان محدثین ومفسرین کے بارے میں لب کشائی کی تو ان کی چُورن پھکی کی دکانیں بند ہو جائیں گی لیکن انہیں اس بات کا بھی ڈر ہے کہ اگر علماءِ دیوبند کے جلیل القدر علماء ومحققین کے خلاف انہوں نے عام اور لاعلم مسلمانوں کو نہ بہکایا اوران سے بدگمان نہ کیا، تو بھی ان کی چُورن پھکی کی دکانیں نہیں چلنے والی۔ لہٰذا انجنیئر صاحب نے ایک ایسے مسئلے کو بنیاد بنانے کی کوشش کی جو کہ عقلاً نہایت حساس اور پیچیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ لا علم مسلمانوں کے لئے بظاہر ایمان وکفر کا عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔

ہم انجنیئر صاحب اوران کے حواریوں سے گزارش کرتے ہیں کہ پہلے ان محدثین ومفسرین پر فتویٰ لگائیں جنہوں نے سب سے پہلے یہ مسئلہ اپنی کتابوں میں لکھا پھر ان پر جنہوں نے اس کی تائید وتوثیق فرمائی اور ساتھ میں اجماع بھی نقل کیا۔ اس کے بعد مفتی طارق مسعود صاحب دامت برکاتہم اور علماءِ دیوبند کے خلاف زبان کھولنے کی جرئت کریئے گا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کتنا حق بیان کرنے والے ہو یا پھر اپنی چُورن پھکی کی دکان چمکانے والے ہو۔

چلیں اب انجنیئر صاحب یہ بھی بتا دیں کہ یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے؟ یا فسق؟ یا صرف ناجائز ہے؟ جو بھی فتویٰ دیں ساتھ میں قرآن وحدیث سے اس کی دلیل بھی پیش کر دیں۔ اور یہ یاد رکھیں کہ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے اپنی کتاب میں جو لکھا ہے وہی عقیدہ محدثین ومفسرین نے بھی اپنی کتابوں میں لکھا ہے، اس لیے جو فتویٰ آپ علماءِ دیوبند پر لگائیں گے وہی فتویٰ علامہ ابن عبدالبرؒ، قاضی عیاضؒ، ابن عقیلؒ، ابن القیمؒ، امام ابن عساکرؒ، ابن حجر ہیثمیؒ، امام سبکیؒ، شارح مسلم علامہ نوویؒ، جلال الدین سیوطیؒ، امام شوکانیؒ، اوران جیسے دیگر جلیل القدر ائمہ دین پر بھی لگے گا۔

اشکال نمبر ۱: ممکن ہے انجنیئر صاحب لاجواب ہو کر یہ پوچھ بیٹھیں کہ، اس مسئلے کی شرعی دلیل کیا ہے؟

پھر ہم انہیں بتائیں گے کہ دین اسلام میں دلیل شرعی کی چار اقسام ہیں، قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس۔ شاید آپ کو یہ بھی معلوم نہ ہو۔

جیسا کہ ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ اجماع خود ایک مستقل دلیل شرعی ہے اور اجماع کا دعویٰ ہر طبقہ کے تقریباً تمام ائمہ دین نے کیا ہے اور تمام مکاتب فکر (یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) علماء نے اسے قبول بھی کیا ہے اور کسی نے بھی اس پر اعتراض یا اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے ان کی تائید کرتے ہوئے اسے اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا اور اس کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے۔

لہٰذا تمام ائمہ کرام کا اس مسئلے پر متفق ہونا اجماع کی دلیل ہے اور اجماع ایک مستقل دلیل شرعی ہے۔

اگر اکیلے ابن صلاحؒ کا بخاری کے بارے میں اجماع کا دعویٰ قبول ہو سکتا ہے تو ان تمام نے کیا قصور کیا ہے؟ لہٰذا اس مسئلے پر اجماع ثابت ہے۔ اور قیاس یعنی عقل بھی اس پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ زمین کا وہ حصہ رسول اللہ ﷺ کے جسدِ اطہر سے مس ہے جبکہ عرش، کعبہ اور کرسی اللہ تعالی سے مس نہیں۔

اشکال نمبر ۲: اب انجنیئر صاحب اوران کے حواریوں کے کمزور ذہن میں یہ اشکال بھی آسکتا ہے کہ کفن بھی تو دیا گیا تھا لہٰذا کفن مٹی سے مس ہے، آپ ﷺ کا جسدِ اطہر نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ لباس کو عموماً وعقلاً انسان کے تابع مانا جاتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میرے جسم پر ہوا لگ رہی ہے تو آپ میں سے کتنے عاقل یہ فرض کریں گے کہ میں برہنہ کھڑا ہوں؟ لباس سمیت ہی ہوا لگنا مانیں گے نا؟ تو لباس تابع ہوتا ہے۔ اس لیے کفن سے مس مٹی کو جسم سے مس مٹی ہی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی کو قتل کر دیا جائے اور وہ مٹی میں گرا ہو تو یہی کہا جاتا ہے کہ "مٹی میں پڑا ہے"۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ "لباس میں پڑا ہے اور لباس مٹی میں ہے"۔

اشکال نمبر ۳: انجنیئر صاحب یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ: "ایک جانب کعبہ، عرش و کرسی کی فضیلت پر ڈھیروں آیات و احادیث ہیں اور دوسری جانب فقط یہ کہ فلاں نے یہ کہا اور فلاں نے یہ کہا"۔

انجنیئر صاحب قرآن کی جن آیات سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ عرش، کعبہ اور کرسی کی "افضلیت" ان آیات میں صراحتاً مذکور ہے۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ان آیات میں جن الفاظ سے آپ نے فضیلت کا استدلال کیا ہے وہ بھی قیاسی ہے۔ میں ایک ایک لفظ پر آیات پیش کرتا ہوں، تو پھر کیا یہ چیزیں بھی فضیلت والی ہیں؟

جہاں قرآن مجید میں عرش کے ساتھ لفظ "عظیم" آیا ہے وہیں دوسرے مقامات پر بھی لفظ "عظیم" آیا ہے تو کیا یہ تمام چیزیں بھی افضل ہو گئیں؟

۱۔ "خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ"۔ [سورۃ البقرۃ:۷]

۲۔ "وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ"۔ [سورۃ البقرۃ:۴۹]

۳۔"وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا"۔[سورۃ النساء:۲۷]

۴۔"إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا"۔[سورۃ النساء:۴۸]

۵۔"وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا"۔[سورۃ النساء:۱۵۶]

۶۔"قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ"۔[سورۃ الاعراف:۱۱۶]

۷۔"أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ"۔[سورۃ التوبۃ:۶۳]

۸۔"أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا"۔[سورۃ الإسراء:۴۰]

کیا انجنیئر صاحب کے نزدیک عذاب، بلاء، میلان، گناہ، بہتان، جادو، رسوائی، اللہ کے لیے بیٹیوں کا قول اور ان کے علاوہ بے شمار آیات میں موجود چیزیں بھی فضیلت والی ہیں؟ ان کے لیے بھی تو عظیم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

۱۔"فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ"۔[سورۃ یوسف:۳۱]

۲۔"وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا"۔[سورۃ الإسراء:۲۳]

۳۔"أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ"۔[سورۃ الشعراء:۷]

۴۔"قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ"۔[سورۃ الدرخان:۷]

اسی طرح زمین سے اگنے والے توری ٹنڈے، حضرت سلیمانؑ کا خط اور فرعونیوں کی رہائش گاہیں بھی عرش کی طرح فضیلت والی ہیں؟

۱۔"الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ"۔[سورۃ البقرۃ:۱۹۴]

۲۔"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ"۔[سورۃ النساء:۲۳]

۳۔"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ"۔[سورۃ المائدۃ:۱]

۴۔"وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا"۔[سورۃ الانعام:۱۴۶]

۵۔"فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ"۔[سورۃ التوبۃ:۵]

۶۔"إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ"۔[سورة التوبة:۳۶]

۷۔"أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ"۔[سورة العنکبوت:۶۷]

یہ قصاص، رجب کا مہینہ، حرمت والے مہینے، مائیں بہنیں، حتیٰ کہ ہم خود حالت احرام میں۔ سب کے لیے حرم کے مادے کا اطلاق ہوا ہے۔ تو کیا یہ سب بھی کعبہ، عرش و کرسی کے برابر ہیں؟

انجنیئر صاحب پہلے جا کر کسی حنفی مدرسے سے علم دین حاصل کیجئے یا پھر پلمبری میں اپنی صلاحیتوں کو صرف کیجئے، یہ دین اتنا سستا نہیں کہ ہر انجنیئر پلمبر اُٹھ کر اپنے مطلب کا دین پیش کرے اور ہم خاموشی سے تماشہ دیکھتے رہیں۔ علماءِ دیوبند سے بغض آپ کو کہاں لے جا رہا ہے؟ انی تؤفکون؟

ہمارے نزدیک یقیناً عرش فضیلت والا ہے، کرسی اور کعبہ بھی فضیلت والے ہیں لیکن اگر آپ ان الفاظ سے ان کی افضلیت ثابت کرنے پر بضد ہیں تو پھر انہی الفاظ کا اطلاق دوسری چیزوں پر بھی ہوا ہے۔ پھر ان کی فضیلت اور افضلیت بھی قبول کریں۔ قبر رسول اللہ ﷺ کی مٹی کی بات تو بعد کی ہے، آپ کے استدلال سے تو پہلے یہ عام چیزیں ہی فضیلت پا جاتی ہیں۔

ساتھ ہی آپ عقل سے ثابت کر رہے ہیں، اسی کو قیاس کہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں میں آپ کو اجماع دکھا رہا ہوں۔ اور اجماع قیاس سے اوّل ہوتا ہے، شاید آپ کو یہ بھی معلوم نہیں۔

اشکال نمبر ۴: انجنیئر صاحب یہاں یہ اعتراض بھی کر سکتے ہیں کہ کیا یہ اجماع ہے یا فقط دعویٰ اجماع ہے؟

ہم یہ پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں کہ یہ صرف حنفی دیوبندی یا حنفی بریلوی اجماع نہیں ہے جسے انجنیئر صاحب بآسانی نظر انداز کر لیں گے کیونکہ اس اجماع کے دعویدار صرف حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی ائمہ دین ہی نہیں بلکہ غیر مقلد عالم امام شوکانیؒ اور وحید الزمان صدیقی صاحب بھی ان میں شامل ہیں اور امت مسلمہ کی ۱۰۰۰ سالہ تاریخ میں سوائے ابن تیمیہؒ کے کسی اور سے اس اجماع کی مخالفت ثابت نہیں۔ اجماع کے اس دعوے کو علماءِ امت نے قبول بھی کیا ہے اور اجماع قرار دیا ہے۔ انہوں نے اسے یہ نہیں کہا کہ یہ زور بیان میں اجماع قرار دیا گیا ہے، نہ ہی انہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔

پھر سوال وہیں آجاتا ہے کہ جب ابن صلاحؒ بخاری کے "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" ہونے پر اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں جب کہ ان سے پہلے کسی ایک شخص سے بھی یہ اجماع بلکہ دعوائے اجماع بھی ثابت نہیں ہوتا تو اہل حدیث و دیگر حضرات کو یہ ابن صلاحؒ کا دعویٰ قبول کیوں ہوتا ہے؟ وہاں وہ یہ مین میخیں کیوں نہیں نکالتے؟

آخر وہاں اس دعویٰ کو قبول کیوں کر لیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس اجماع کے دعویٰ سے پہلے ایسے علماء نظر آتے ہیں جو مسلم کو بخاری پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہاں ایسا کوئی عالم نظر نہیں آتا جو اس کے خلاف کہے اور ایک بڑا عالم اس پر اجماع کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے بعد ہر طبقہ کے تمام علماء اس کو قبول کرتے چلے جاتے ہیں پھر بھی یہ انجنیئر صاحب کو قبول نہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (المتوفی: ۷۲۸ھ) کا مؤقف:

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: "أَمَّا نَفْسُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا خَلَقَ اللَّهُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنْهُ۔ وَأَمَّا نَفْسُ التُّرَابِ فَلَيْسَ هُوَ أَفْضَلَ مِنْ الْكَعْبَةِ البيت الْحَرَامِ بَلْ الْكَعْبَةُ أَفْضَلُ مِنْهُ وَلَا يُعْرَفُ أَحَدٌ مِنْ الْعُلَمَاءِ فَضَّلَ تُرَابَ الْقَبْرِ عَلَى الْكَعْبَةِ إلَّا الْقَاضِي عِيَاضٌ وَلَمْ يَسْبِقْهُ أَحَدٌ إلَيْهِ وَلَا وَافَقَهُ أَحَدٌ عَلَيْهِ۔ وَاَللَّهُ أَعْلَمُ"۔ "محمد ﷺ کی ذات مبارکہ تمام مخلوقات میں معزز واکرم ہے۔ لیکن آپ ﷺ کے جسد اطہر سے مس مٹی کعبہ اور مسجد الحرام سے افضل نہیں ہے بلکہ کعبہ افضل ہے۔ علماء میں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے قبر کی مٹی کو کعبہ سے افضل قرار دیا ہو سوائے قاضی عیاض کے، آپ سے پہلے کسی نے بھی اس بات کو بیان نہیں کیا اور نا ہی کسی نے اس معاملے میں قاضی عیاض کی موافقت کی ہے"۔ (مجموع الفتاوی: ج ۲۷، ص ۳۸)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کا مقام ومرتبہ اور دینی خدمات کے ہم سب معترف ہیں، خاص طور پر آپؒ نے شیعوں اور تاتاریوں کے خلاف دین کی بہت خدمت کی ہے۔ لیکن ہم سب اس بات سے بھی اچھی طرح باخبر ہیں کہ ابن تیمیہؒ نے بہت سے اجماعی مسائل میں پوری امت مسلمہ سے اختلاف کیا ہے جس میں تین طلاقوں کا مسئلہ قابل ذکر ہے۔

الجواب: ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ابن تیمیہؒ کا مؤقف ۱۰۰ فیصد غلط ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق بات کی ہے۔ ابن تیمیہؒ کا یہ کہنا کہ قاضی عیاضؒ سے پہلے کسی نے یہ بات بیان نہیں کی اور اس معاملے میں کسی نے ان کی موافقت نہیں کی، ٹھیک نہیں ہے کیونکہ قاضی عیاضؒ سے پہلے ابن عبد البر المالکیؒ اور امام ابن عقیل حنبلی نے بھی بالکل یہی بات بیان کی ہے جن کے حوالے ہم اوپر پیش کر چکے ہیں۔ اور قاضی عیاضؒ بھی کوئی عام سی شخصیت نہیں ہیں کہ کسی ایک شخص نے کہا ہو اور انہوں نے اسے "لا خلاف" کے الفاظ سے بطور اجماع نقل کر دیا ہو اور علماء امت نے بھی اسے اجماع مان لیا ہو۔ ہاں اگر اس مسئلے کے خلاف علماء کے اقوال موجود ہوتے تو ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ قاضی عیاضؒ کو اجماع کے دعویٰ میں غلطی ہوئی ہے لیکن ہمیں ایسا کہیں نظر نہیں آتا بلکہ علماء نے ہر دور میں اس مسئلے اور دعویٰ اجماع کو من عن تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا یہاں یہ تسلیم کیئے بغیر چارہ ہی نہیں کہ ابن تیمیہؒ سے اس مسئلے کو بیان کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔

"وَقَدْ ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: {أَحَبُّ الْبِقَاعِ إلَى اللَّهِ الْمَسَاجِدُ} فَلَيْسَ فِي الْبِقَاعِ أَفْضَلُ مِنْهَا وَلَيْسَتْ مَسَاكِنُ الْأَنْبِيَاءِ لَا أَحْيَاءً وَلَا أَمْوَاتًا بِأَفْضَلَ مِنْ الْمَسَاجِدِ۔ هَذَا هُوَ الثَّابِتُ بِنَصِّ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتِّفَاقِ عُلَمَاءِ أُمَّتِهِ۔ وَمَا ذَكَرَهُ بَعْضُهُمْ مِنْ أَنَّ قُبُورَ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ أَفْضَلُ مِنْ الْمَسَاجِدِ وَأَنَّ الدُّعَاءَ

عِنْدَهَا أَفْضَلُ مِنْ الدُّعَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ حَتَّى فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ۔ فَقَوْلٌ يُعْلَمُ بُطْلَانُهُ بِالِاضْطِرَارِ مِنْ دِينِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعْلَمُ إجْمَاعُ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ عَلَى بُطْلَانِهِ إجْمَاعًا ضَرُورِيًّا كَإِجْمَاعِهِمْ عَلَى أَنَّ الِاعْتِكَافَ فِي الْمَسَاجِدِ أَفْضَلُ مِنْهُ عِنْدَ الْقُبُورِ"۔"اور صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا"اللہ کو مسجدیں بہت زیادہ محبوب ہیں"تو پھر کوئی اور جگہ مسجد سے افضل نہیں ہو سکتی، اوراس میں انبیاءؑ کی جگہیں بھی شامل ہیں اس وقت بھی جب انبیاءؑ دنیامیں موجود تھی اور اب بھی جب وہ دنیاسے جاچکے ہیں۔ اور یہ بات نص رسول ﷺ سے ثابت ہے اور علماء کے اتفاق سے بھی ثابت ہے۔ جو بعض حضرات نے ذکر کیاہے کہ انبیاءؑاور نیک لوگوں کی قبریں مسجدوں سے افضل ہوتی ہیں اوران کے پاس دعاکرنامسجدوں میں دعاکرنے سے افضل ہے، یہاں تک کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں دعاکرنے سے بھی افضل ہے۔ اگر ان کی اس بات کو لے لیاجائے تواس سے دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا، اوران کی اس بات کے باطل ہونے پر تو علماء کا اجماع ہے کہ مسجدوں میں دعامانگنے سے قبر کے پاس دعامانگنا افضل ہے۔ اسی طرح علماءؒ کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ مسجد میں اعتکاف کرنا قبروں کے پاس اعتکاف کرنے سے افضل ہے"۔(مجموع الفتاوی:ج۲۷،ص۲۶۰)

الجواب: یہاں بھی ابن تیمیہؒ نے اصل مسئلے کے مطابق بات نہیں کی کیونکہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ انبیاءؑ کی قبروں کو مساجد پر افضلیت حاصل ہے یاانبیاءؑ کی قبروں پر اعتکاف کرنااور دعائیں مانگنا مساجد میں اعتکاف کرنے اور دعائیں مانگنے سے زیادہ افضل ہے۔ کیونکہ قبروں پر اعتکاف کرنے اور دعائیں مانگنے کے عمل کو توسب ہی غلط سمجھتے ہیں تو پھر اس میں افضلیت والی بات کہاں سے آگئی۔ یہاں بات صرف اس مٹی کی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر سے مس ہے، جس مٹی سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو تخلیق دیاہے۔ ہمارے نزدیک جب آپ ﷺ کی ذات مبارکہ تمام مخلوقات سے افضل ہے تو پھر وہ مٹی بھی افضل ہوئی جس سے آپ ﷺ کی تخلیق ہوئی۔

"أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ الْفَقِيهُ، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنَزِيُّ، قَالَا: ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى مَوْلَى الْأَسْلَمِيِّينَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجِنَازَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: "قَبْرُ مَنْ هَذَا؟"، فَقَالُوا: فُلَانٌ الْحَبَشِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ سِيقَ مِنْ أَرْضِهِ وَسَمَائِهِ إِلَى تُرْبَتِهِ الَّتِي مِنْهَا خُلِقَ"۔ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ"۔"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ قبر کے پاس(رکھی ہوئی)ایک میت کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے پوچھا، یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ فلاں حبشی کی قبر ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ کی زمین اور آسمان سے اس کو اس مٹی کی طرف بھیج دیاگیاہے، جس سے اس کو پیدا کیاگیاہے"۔(المستدرک علی الصحیحین، للحاکم :کتاب الجنائز،ج۱،ص۵۱۶،رقم الحدیث۱۳۵۶)

دوسری بات یہ کہ اگر نص رسول ﷺ سے مساجد کا محبوب ہونا ثابت ہے تو اس طرح تو پھر نص قرآن سے تمام انسانوں کا بہت سی مخلوقات سے افضل ہونا بھی ثابت ہے، نص رسول ﷺ سے نبی کریم ﷺ کا تمام انسانوں سے افضل ہونا بھی ثابت ہے، نص رسول ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن مسلمان کی حرمت وعظمت کعبہ سے زیادہ ہونا بھی ثابت ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلً“۔ ”اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات (بڑی مخلوق) پر فضیلت دی“۔ [سورۃ الاسرا: ۷۰]

”حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ فَخْرَ وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلاَ فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلاَّ تَحْتَ لِوَائِي وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ وَلاَ فَخْرَ"۔ قَالَ أَبُو عِيسَى وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ وَقَدْ رُوِيَ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم“۔ ”نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں، لیکن مجھے اس پر فخر نہیں ہے“۔ (جامع الترمذی: کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، رقم الحدیث ۳۶۱۵)

”أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو إِسْمَاعِيلُ بْنُ نُجَيْدٍ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَوَارٍ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا شِبْلُ بْنُ عَبَّادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: "مَرْحَبًا بِكِ مِنْ بَيْتٍ مَا أَعْظَمَكِ، وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَلَلْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ"“۔ ”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی حرمت وعظمت تجھ سے زیادہ ہے“۔ (شعب الإیمان للبیھقی: ج۵، ص۴۶۵، رقم الحدیث ۳۷۲۵)

”وَمَا ذَكَرَهُ بَعْضُهُمْ مِنْ الْإِجْمَاعِ عَلَى تَفْضِيلِ قَبْرٍ مِنْ الْقُبُورِ عَلَى الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا۔ فَقَوْلٌ مُحْدَثٌ فِي الْإِسْلَامِ؛ لَمْ يُعْرَفْ عَنْ أَحَدٍ مِنْ السَّلَفِ وَلَكِنْ ذَكَرَهُ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ فَأَخَذَهُ عَنْهُ آخَرُ وَظَنَّهُ إجْمَاعًا؛ لِكَوْنِ أَجْسَادِ الْأَنْبِيَاءِ أَنْفُسِهَا أَفْضَلَ مِنْ الْمَسَاجِدِ۔ فَقَوْلُهُمْ يَعُمُّ الْمُؤْمِنِينَ كُلَّهُمْ فَأَبْدَانُهُمْ أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ تُرَابٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا يَلْزَمُ مَنْ كَوْنِ أَبْدَانِهِمْ أَفْضَلَ أَنْ تَكُونَ مَسَاكِنُهُمْ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا أَفْضَلَ؛ بَلْ قَدْ عُلِمَ بِالِاضْطِرَارِ مِنْ دِينِهِمْ أَنَّ مَسَاجِدَهُمْ أَفْضَلُ مِنْ مَسَاكِنِهِمْ“۔ ”بعض لوگوں نے جو قبروں کو مسجدوں پر فضیلت دینے پر جو اجماع نقل کیا ہے، یہ ایک ایسا قول ہے جو اسلام میں ایجاد کیا گیا ہے۔ یہ سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں ہے لیکن اس کو متاخرین نے ذکر کر دیا اور ان کے بعد والے اسے نقل کرتے گئے اور اس طرح

اس کو انہوں نے اجماع گمان کر لیا۔ جو لوگ قبر کی مٹی افضل مانتے ہیں ان کی دلیل کے مطابق اگر انبیاءؑ کے جسم مسجدوں سے افضل ہیں تو پھر وہ جس جگہ موجود رہے ہوں وہ بھی افضل قرار پائے گی اور یہ ایک ایسا قول ہے جو مومنین وغیرہ سب کو شامل ہے کیونکہ بہرحال ہر مومن کا جسم خالی مٹی سے تو افضل ہے لیکن اس سے یہ بات لازم نہیں ہوتی کہ کسی کا اگر جسم افضل ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جس جگہ موجود ہو یا دنیا سے چلا گیا ہو وہ جگہ بھی افضل قرار پائے گی بلکہ ان کے مذہب کی کمزوری سے تو یہ نظر آتا ہے کہ مساجد ہی بہرحال افضل ہیں"۔ (مجموع الفتاوی: ج۲۷، ص۲۶۱)

الجواب: ابن تیمیہؒ کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ سلف صالحین سے اس اجماع کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے لیکن متاخرین کی ایک بڑی جماعت نے اس اجماع کو نقل کیا ہے اور بعد والوں نے اسے قبول کرتے ہوئے اجماع ہی گمان کیا ہے۔ اگر بعد والوں نے اس اجماع کی مخالفت کی ہوتی تب تو ابن تیمیہؒ کا مؤقف بالکل صحیح ہوتا لیکن بعد آنے والوں میں سے ہر طبقہ کے علماء نے اس اجماع کی حمایت کی ہے اور اس عقیدہ کو اپنی کتابوں میں نقل کرتے ہوئے اس کی مکمل تائید کی ہے، جو کہ اس عقیدہ کے برحق ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ پوری امت کسی بھی دور میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، ثنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مَرْزُوقٍ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ تَجْتَمِعَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا، فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ»"۔ "میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو گی پس تمہارے لئے جماعت ہے کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے"۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱۲، ص۴۴۷، رقم الحدیث ۱۳۶۲۳)

اس اجماع کی مثال بالکل اسی طرح ہے جیسے ابن صلاحؒ نے بخاری کی اصح الکتب بعد کتاب اللہ پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ یہی اشکال وہاں بھی تو کیا جا سکتا ہے لیکن وہاں دعویٰ قبول کیا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے ابن تیمیہؒ نے اپنے زمانے تک ممکن ہے یہ بات درست کہی ہو لیکن عجیب بات ہے کہ جمہور علماء نے خود ان کی موافقت نہیں کی حتیٰ کہ ان کے معاصر علامہ سبکیؒ نے بھی نہیں کی۔ جبکہ قاضی عیاضؒ کے اجماع کے دعویٰ کو علماء امت نے تواتر کے ساتھ قبول کیا ہے اور خود بھی اس اجماع کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ امام سبکی، امام خفاجی، امام حصکفی، امام سخاوی، ابو عبد اللہ علیش المالکی، ملا علی القاری، علامہ ابن عابدین، رحمت اللہ سندی مکی، ابن حجر ہیثمی، شمس رملی، مناوی رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان جیسے لوگوں کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے یہی بات نقل کی ہے اور ان میں سے بعض نے خود اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ ایسی صورت میں یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ابن تیمیہؒ سے اس سلسلے میں اجتہادی خطا ہوئی ہے۔

تیسری، چوتھی اور پانچویں شقیں اجماع کی موجودگی میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی اس عقیدہ پر اجماع کے وجود کے انکار کی وجہ سے یقین نہ رکھے تو وہ گمراہ نہیں ہو گا۔ لیکن یہ نتیجہ کیسے نکل آیا کہ جو یہ عقیدہ رکھے وہ گمراہ ہو جائے گا؟

اگر چند لمحوں کے لئے ابن تیمیہؒ کے مؤقف کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تب بھی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابن تیمیہؒ کے اس نظریہ سے کیا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو یہ عقیدہ رکھے گا وہ گمراہ وبدعقیدہ ہو گا اور یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی توہین (مکفر) ہے؟ اگر ایسا ہی ہے پھر تو ابن تیمیہؒ کو چاہیئے تھا کہ قاضی عیاضؒ اوران جیسے دیگر محدثین کو گمراہ وبدعقیدہ قرار دیتے۔ کیا ابن تیمیہؒ نے قاضی عیاضؒ اور دیگر ائمہ کرام کو گمراہ وبدعقیدہ قرار دیا؟ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے کہ علماء دیوبند یہ عقیدہ رکھنے پر گمراہ وبدعقیدہ قرار پائیں گے؟ اسی کو میں نے یوں پوچھا تھا کہ یہ عقیدہ کیا ہے؟ کفر؟ فسق؟ یا ناجائز؟

سمیر بن خلیل المالکی کا اشکال:

"فإن قيل: إن التفضيل ليس للبقعة ذاتها، بل لمن حلَّ فيها، أما هي فكمثلها من البقاع"۔ "اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہاں پر جو قبر کی جگہ ہے اس کو بذاتِ خود افضلیت حاصل نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے حاصل ہے جو خود اس جگہ میں موجود ہیں اور یہی حال ان تمام جگہوں کا ہے جو اس کے مشابہ ہیں"۔

"فالجواب: هذا باطل أيضاً، فإن تفضيل الأزمنة والأمكنة والأشخاص لا يخضع لقياس، بل هو أمر توقيفي، فالله تعالى فضل بعضها على بعض، ففضل رمضان على سائر الشهور، وفضل الجمعة ويوم عرفة على سائر الأيام، وفضل المساجد الثلاثة على سائر البقاع، ومنها بيوت الأنبياء ومساكنهم التي يأوون إليها۔ وقد كان النبي صلى الله عليه وسلم يتحنث في غار حراء، ولم يصيره ذلك أفضل من الكعبة ولا المساجد، لا في وقت تحنثه فيه ولا بعد ذلك۔ ويلزم من تفضيل القبر على الكرسي والعرش، تفضيل المخلوق على الخالق، فإن الأول إن كان قد ضمن جسد المصطفى، فالعرش الرحمن عليه استوى، وصح عن ابن عباس رضي الله عنهما أن الكرسي موضع القدمين"۔ "الجواب: کسی زمانہ کو کسی مکان کو اور شخص کو فضیلت بخشنا اس میں قیاس کا دخل نہیں ہے بلکہ یہ ایک توقیفی معاملہ ہے جو اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے اور اللہ تعالیٰ جس چیز کو جب چاہے فضیلت دے اور جس چیز کو چاہے نہ دے اس میں قیاس کا دخل نہیں ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی، رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت دی، جمعہ اور یوم عرفہ کو بقیہ ایّام پر فضیلت دی، اسی طرح تین مسجدوں کا زمین کے تمام خطوں پر فضیلت دی اور زمین کے تمام خطوں میں انبیاءؑ کے گھر بھی شامل ہیں اوران کی قیام گاہیں سب شامل ہو گئیں جہاں پر وہ موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ تو غار حراء میں بھی عبادت کیا کرتے تھے لیکن غار حراء تو کعبہ سے افضل نہیں ہے اور نہ ہی کسی دوسری مسجد سے اور نہ ہی وہ وقت افضل ہو گا جس میں آپ ﷺ غار حراء میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے اور نہ ہی اس کے بعد والا وقت۔ اگر قبر کو کرسی پر اور عرش پر فضیلت دی جائے تو پھر اس صورت میں تو مخلوق کو خالق پر فضیلت دینا لازم آتا ہے۔ کیونکہ اگر نبی کریم ﷺ کی قبر کی مٹی آپ ﷺ کے جسد اطہر سے مس ہے

تو اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر مستوی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ کرسی اللہ تعالیٰ کے دو قدموں کی جگہ ہے"۔(الرد علی من فضل قبر النبی علی عرش الرحمن)

شیخ سمیر بن خلیل المالکی کے اشکال کا جواب ابن عقیل حنبلیؒ اور ابن القیم حنبلیؒ نے نہایت خوبصورتی سے دیا ہے:"قال ابن عقيل: سألني سائل أيما أفضل حجرة النبي أم الكعبة؟ فقلت: إن أردت مجرد الحجرة فالكعبة أفضل، وإن أردت وهو فيها فلا والله ولا العرش وحملته ولا جنه عدن ولا الأفلاك الدائرة لأن بالحجرة جسدا لو وزن بالكونين لرجح"۔"ابن عقیل حنبلی نے کہا کہ سائل نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ افضل ہے یا کعبہ؟جواب دیا اگر تمہارا ارادہ خالی حجرہ ہے تو تو پھر کعبہ افضل ہے اور اگر تمہاری مراد وہ ہے جو اس میں ہے [یعنی روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جہاں پر مدفون ہیں] تو پھر اللہ کی قسم نہ عرش افضل ہے نہ اس کے تھامنے والے فرشتے نہ جنت عدن اور نہ ہی پوری دنیا۔ اگر حجرے کا وزن جسد کے ساتھ کیا جائے تو وہ تمام کائنات اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بھی افضل ہو گا"۔ (بدائع الفوائد:ج۳،ص۶۵۵)

اس عبارت سے یہ بات صراحت سے ثابت ہے کہ اگر خالی حجرہ کی بات کی جائے تو پھر کعبہ افضل ہے لیکن اگر جسدِ اطہر کے ساتھ بات کی جائے تو پھر قبر کی مٹی افضل ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کونین سے افضل ہیں۔ جن حضرات نے اس موضوع پر لکھا ہے انہوں نے بھی نبی کریم ﷺ کی فضیلت کی بات کی ہے نہ کہ صرف قبر مبارک کی۔ حالانکہ ان علماء کی مراد صرف مٹی کا مس ہونا ہرگز نہیں ہے بلکہ قبر کا وہ حصہ بمعہ جسدِ اطہر مراد ہے۔ اسی لئے امام سخاویؒ نے آخر میں اس بات کی وضاحت فرمادی کہ انبیاءؑ کی جگہیں اور ارواح زمین و آسمان سے افضل ہیں۔ ابن عقیلؒ اور امام بہوتی حنبلیؒ نے حجرہ اور کعبہ میں تقابل کیا ہے اور یہ تقابل انہوں نے وزناً کیا ہے۔

یہی بات ابن عقیلؒ نے بھی کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ تو ہر ذی شعور جانتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ افضل المخلوقات ہیں اور کعبہ کے مقابلے میں آپ زیادہ افضل ہیں۔ آپ کے صرف جسدِ اطہر کو وزن کیا جائے تو کعبہ سے افضل ہو گا۔ تو جسدِ اطہر سمیت حجرہ کا افضل ہونا تو ظاہر سی بات ہے۔ تو جب یہ ایک عام بات ہے تو اسے ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابن عقیلؒ اور امام بہوتیؒ نے بھی تمام علماء کی طرح تقابل حجرہ اور کعبہ میں ہی کیا ہے اور نبی ﷺ کی موجودگی کا ذکر کر کے آپ سے حجرہ کا تعلق ذکر کیا ہے۔ یعنی اگر نبی ﷺ کو ہٹا دیا جائے تو کعبہ افضل ہے اور اگر نبی ﷺ موجود ہوں تو حجرہ افضل ہے۔ کیوں افضل ہے؟ آپ کے اس میں حلول یا وجود کی وجہ سے۔ اسی بات کو دیگر علماء نے یوں کہا ہے: وہ قبر افضل ہے جو ملی ہوئی ہے آپ کے اعضاء سے۔ یہاں بھی آپ سمیت فضیلت نہیں دی جا رہی بلکہ آپ کی موجودگی میں فضیلت دی جا رہی ہے۔ فرق دونوں میں باریک سا ہے۔ اور اگر بالفرض کوئی بضد ہی ہو کہ نہیں ابن عقیلؒ نے نبی ﷺ سمیت وزن کی ہی بات کی ہے تو پھر میں یہ کہوں گا کہ ابن عقیلؒ نے بات کی بھی مکمل حجرہ کی ہے اور ہماری بات قبر، بقعہ، تراب کے بارے میں چل

رہی ہے اور دونوں میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ لہٰذا موضوع مختلف ہونے سے اس بات کو زیادہ سے زیادہ باہر نکالا جا سکتا ہے اور کچھ نہیں۔ اصل بات وہی ہے جو میں نے پہلے کہی تھی اور یہی بات ''المہند علی المفند'' میں لکھی ہے جس کو مفتی طارق مسعود صاحب نے بیان فرمایا تھا۔ اب انجنیئر صاحب جیسے چاہیں اس بات کو توڑ مڑوڑ کر پیش کریں لیکن آپ ان تمام ائمہ دین کو ایک ہی صف میں کھڑا پائیں گے۔